

عِرَاقُ سِيرَة

زَيْرُوبَلَا سُطْرَ

منظمه کاظمی
یهلاک



کتاب گھر کی پیشکش

<http://www.kitaabghar.com>

کتاب گھر کی پیشکش

<http://www.kitaabghar.com>

ذیرو بلاسٹر

کتاب گھر کی پیشکش

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

(عمران اور فریدی کا مشترکہ کارنامہ)

کتاب گھر کی پیشکش

کتاب گھر کی پیشکش

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

تحریر: مظہر کلیم، ایم، اے

کتاب گھر کی پیشکش

کتاب گھر کی پیشکش

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

ادارہ کتاب گھر کتاب گھر کی پیشکش

کتاب پبلیشرز کی پیشکش

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

حرف کمپوژرز، 36/D، لورمال، کمپوزنگ

سیکریٹریٹ بس شاپ، لاہور

کتاب گھر کی پیشکش

0300-4054540; <http://www.urduhost.com/harf>

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

کتابی شکل میں ملنے کا پتہ : <http://www.urducorner.com>

kitaab_ghar@yahoo.com

کتاب گھر کی پیشکش

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

کتاب گھر کی پیشکش

<http://www.kitaabghar.com>

کتاب گھر کی پیشکش

<http://www.kitaabghar.com>

ادارہ کتاب گھر <http://www.kitaabghar.com> نے ہمیشہ اپنے قارئین کی پسند ناپسند کا خیال رکھا ہے۔ ویسے تو ”علی عمران“، اور ”کریل فریدی“، ابن صفحی کے تخلیق کردہ کردار ہیں اور ایک جہاں ان کا دیوانہ ہے لیکن اسی تو یہ کہ جہاں ایک بڑی تعداد ابن صفحی کی پرستار ہے تو وہیں مظہر کلیم کے انداز تحریر کو پسند کرنے والے بھی کم نہیں ہے اور ابن صفحی کے بعد اگر کسی نے عمران کے کردار سے انصاف کیا ہے تو وہ ”ائج اقبال“، اور ”مظہر کلیم“ ہیں۔ مظہر کلیم چونکہ آج کل کے ایسی دو رواہ اس سے وابستہ مسائل پر اپنے ناول لکھتے ہیں اور ”ائج“ کے ”عمران“ کو جاسوسی سے زیادہ سائنسی مشن پیش آتے ہیں اسلئے اسکے ناول نئی نسل میں زیادہ مقبول ہیں۔ اس بات پر ابن صفحی کے چاہئے والوں کو ناراض نہیں ہونا چاہئے۔ سب کی اپنی اپنی پسند ہے۔ البتہ کتاب گھر آپ سے وعدہ کرتا ہے کہ دیگر مصنفوں کے تمام ”غیر معیاری، اخلاق باختہ اور گھٹیا“ ناول جوانہوں نے ”عمران سیرین“ اور ”جاسوسی دنیا“ کے سلسلے میں لکھے ہیں اور ابن صفحی کے نام پر دھبہ ہیں، ہم انھیں اپنی ویب سائٹ پر شامل نہیں کریں گے۔ اب آئیئے نئے ناول ”زیر و بلاسٹر“ کی طرف۔

”جناتی دنیا“ کے بعد علی عمران کے متواuloں کے لئے پیش خدمت ہے مشہور مصنف مظہر کلیم ایم، اے کا تحریر کردہ ناول ”زیر و بلاسٹر“۔ اس ناول میں جاسوسی دنیا کے دو مشہور کردار ”علی عمران“ اور ”کریل فریدی“ ایک ساتھ کام کرتے نظر آئیں گے۔ اس بار انھیں ایک خاص اور اہم مشن درپیش ہے۔ تمام مسلم ممالک نے آپس میں ایک خفیہ معاہدے کے تحت تارکیہ کے شہر ہاکی میں ایک خفیہ لیبارٹری قائم کی ہے جس میں انتہائی ایڈوانس آرلزیر و بلاسٹر تیار ہوتا ہے۔ اس آئے کی خاصیت یہ ہے کہ یہ آله ہر قوم کے حملہ میں میزائل یا سائنسی سامان کو نہ صرف ناکارہ کر دیتا ہے بلکہ اڈے کو بھی ٹریس کر دیتا ہے۔ یہ تارکیہ کے ایک سائنسدان ڈاکٹر عبداللہ کی ایجاد ہے اور ابھی تک سپر پا اور زیبھی اس آئے تک نہیں پہنچ سکیں۔ اس لئے اس معاہدے اور لیبارٹری کے قیام کوٹاپ سیکرٹ رکھا گیا لیکن ایک ایجنسی اس خفیہ لیبارٹری کو تباہ کر کے ڈاکٹر عبداللہ کو اغوا کر لیتی ہے تاکہ اس سائنسدان کو اپنے مقاصد کے لئے استعمال کر سکے۔ ایکریمیا کی خفیہ اور انتہائی جدید لیبارٹری سے ڈاکٹر عبداللہ کی واپسی کا مشن کریل فریدی اور عمران کو سونپا گیا ہے۔ اس پکے کے یہ دونوں چھیتے کردار کس طرح جان ہتھیلی پر رکھ کر اس خطرناک جزیرے پر پہنچ جاتے ہیں اور دشمنوں کی آنکھوں میں دھوکہ کرو کر ڈاکٹر عبداللہ کو واپس لاتے ہیں یہ جانے کے لئے پڑھیے ”زیر و بلاسٹر“۔

اس ناول کے بارے میں اپنی آراء سے نوازتے رہیں تاکہ ہم ہتر انداز میں اردو زبان، اور اردو بولنے والوں کی خدمت کر سکیں۔

کتاب گھر کی پیشکش

<http://www.kitaabghar.com><http://www.kitaabghar.com>

حسن علی خان

ادارہ کتاب گھر

کتاب گھر کی پیشکش

<http://www.kitaabghar.com>

کتاب گھر کی پیشکش

<http://www.kitaabghar.com>

کتاب گھر کی پیشکش

<http://www.kitaabghar.com>

چند باتیں

کتاب گھر کی پیشکش

<http://www.kitaabghar.com>

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ نیاناول ”زیر و بلاسٹر“ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یہ ناول عمران اور کرٹل فریدی کا مشترکہ کارنامہ ہے۔ قارئین کا طویل عرصے تے اصرار تھا کہ کرٹل فریدی اور عمران کا مشترکہ ناول لکھا جائے کیونکہ ان دونوں عظیم کرداروں کے ایک ہی ناول میں اکٹھے ہو جانے سے ناول میں دلچسپی بڑھ جاتی ہے۔ لیکن عمران اور کرٹل فریدی دونوں ایک ناول میں اس وقت ہی اکٹھے ہو سکتے ہیں جب کوئی ایسا مشن سامنے آجائے جس میں دونوں کو یہی وقت دلچسپی ہو اور موجودہ ناول میں ایسا مشن سامنے آگیا۔ اس ناول میں عمران اور کرٹل فریدی دونوں ایک ہی مشن کی تیجیل کے لئے بیک وقت کام کرتے ہیں اور دونوں کی جدوجہد جس طرح سامنے آتی ہے اس سے ان دونوں عظیم کرداروں کی کارکردگی کے کئی ایسے گوشے قارئین کے سامنے آئیں گے جو شاید اس سے پہلے نہ آئے ہوں۔ اس میں قارئین ہمیشہ اپنی پسند کے کردار کو دوسرا پر برتر دیکھنے کی خواہش رکھتے ہیں۔ اس لئے ایسے ناول کا انجام ہمیشہ چونکا دینے والا ہوتا ہے۔ موجودہ ناول میں دونوں عظیم کردار اور مشن کی تیجیل کے لئے جس طرح اپنی اپنی صلاحیتوں کو استعمال کرتے ہیں اور جس طرح ان کی کارکردگی سامنے آتی ہے مجھے یقین ہے کہ قارئین کو یہ ناول ہر لحاظ سے پسند آئے گا لیکن ناول پڑھنے سے پہلے اپنے خطوط اور ان کے جواب بھی ملاحظہ کر لیں کیونکہ یہ بھی دلچسپی کے لحاظ سے کسی طرح کم نہیں ہیں۔

کتاب گھر کی پیشکش

کتاب گھر کی پیشکش

کوٹ ادو مظفر گڑھ سے سید فہیم عثمان لکھتے ہیں ”میں آپ کا خاموش قاری ہوں اور گزشتہ سال سے بھی زیادہ عرصہ سے آپ کے ناول میرے مطالعہ میں ہیں۔ آپ کا انداز تحریر واقعی دلکش ہے۔ مجھے نائیگر کا کردار بے حد پسند ہے اور اس کے ساتھ ساتھ روزی راسکل بھی شامل ہوتا ہے۔ پھر سونے پر سہاگہ ہو جاتا ہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ جلد از جلد ان کرداروں پر منی ناول لکھیں گے۔“

محترم سید فہیم عثمان صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ نے اپنے خط میں نائیگر کو سونا اور روزی راسکل کو سہاگہ لکھا ہے اور فرمائش کی ہے کہ سونے اور سہاگے پر منی نیاناول لکھا جائے لیکن مسئلہ تو اس سونے کا ہے جو سہاگے کے نام سے ہی بجا گتا ہے۔ شاید اس کا خیال ہے کہ وہ پہلے سے ہی اتنا صاف ہے کہ اسے کسی سہاگے کی ضرورت نہیں ہے۔ بہر حال میں کوشش کروں گا کہ کسی ناول میں سونا اور سہاگہ دونوں سامنے آسکیں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

کتاب گھر کی پیشکش

کتاب گھر کی پیشکش

وزیر آباد سے نیرا کرم لکھتے ہیں ”میں عرصہ تین سالوں سے آپ کے شاہکار ناولوں کا خاموش قاری ہوں۔ آپ کے نام ”کاشام“ نے مجھے پہلی بار خط لکھنے پر مجبور کیا ہے۔ اس قدر خوبصورت ناول لکھنے پر میری طرف سے مبارکباد قبول فرمائیں البتہ ناول کاشام میں کسی جگہ آپنے لکھا ہے کہ ایک شکی ایسی ہے جس پر روشنی اڑنیں کرتی۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی اندر ہیرا ایسا ہو جس پر روشنی اڑنے کر سکے۔ امید ہے آپ ضرور جواب دیں گے۔“

محترم نیرا کرم صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ نے جو وضاحت مانگی ہے اس سلسلے میں عرض ہے کہ آپ اس بارے میں اگر صفحہ نمبر اور سطر بھی لکھ دیتے تو زیادہ وضاحت سے آپ کے سوال کا جواب دیا جا سکتا تھا۔ ولیسے یہ بات درست ہے کہ روشنی کے مقابل تاریکی کسی صورت نہیں پھر سکتی۔ امید ہے آپ آئندہ خط میں وضاحت سے لکھیں گے۔

کندیارو سے پرویز احمد لکھتے ہیں۔ ”میں آپ کا خاموش قاری ہوں لیکن آپ کا ناول ”کراسنگ ایرہ“ مجھے اس قدر پسند آیا ہے کہ میں خط لکھنے پر مجبور ہو گیا ہوں البتہ آپ سے گزارش ہے کہ اگر عمران جولیا سے شادی نہیں کر سکتا تو کم از اس کے جذبات کا احترام تو کرے ورنہ اگر کسی روز سوری کو غصہ آگیا تو بازی پلٹ بھی سکتی ہے۔ اسی طرح صالحہ ہمارا پسندیدہ کردار ہے لیکن آپ نے اس پر علیحدہ ناول نہیں لکھا۔ امید ہے آپ ہماری گزارش پر ضرور فرمائیں گے۔“

محترم پرویز احمد صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکر یہ۔ ویسے آپ کی یہ بات درست ہے کہ عمران کو جولیا کے جذبات کا احترام کرنا چاہئے لیکن اب کیا کیا جائے عمران اپنی مرضی کا مالک ہے جہاں تک سوری کے غصے کی بات تو پہلے بھی کئی بار سوری اس معاملے میں غصہ دکھا چکا ہے لیکن وہ اب تک بازی نہیں پلٹ سکا۔ اس لئے اب وہ صرف اس وقت بولتا ہے جب معاملات اس کے نزدیک ناقابل برداشت ہو جاتے ہیں۔ اس لئے آپ بے فکر رہیں تو یہ اتنا سمجھدار ضرور ہے کہ وہ عمران کے معاملے میں بازی پلٹ نہیں سکتا۔ اس لئے صرف غصے کے اظہار تک ہی اس نے اپنے آپ کو محدود کر لیا ہے۔ صالحہ پر علیحدہ ناول کی آپ کی فرمائش نوٹ کر لی گئی ہے۔ انشاء اللہ جلد ہی آپ کی فرمائش پوری کرنے کی کوشش کروں گا۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

کتاب گھر کی پیشکش

رجیم یارخان سے مدد مصعب علی خان لکھتے ہیں آپ کے ناول بے حد پسند ہیں لیکن آپ سے ایک شکایت یہ ہے کہ آپ دلچسپ کرداروں کو دوبارہ سامنے نہیں لے آتے۔ مثلاً ماڈام تاؤ، روزی راسکل ایسے کردار ہیں جن پر بار بار ناول لکھے جائیں بلکہ ان پر علیحدہ ناول لکھے جائیں کیونکہ یہ انتہائی دلچسپ کردار ہیں۔ اسی طرح ٹرو میں اور دیگر کردار بھی ہیں۔ امید ہے کہ آپ اس پر ضرور توجہ کریں گے۔

محترم مصعب علی خان صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکر یہ۔ روزی راسکل، ماڈام تاؤ اور ٹرو میں تو کئی ناول میں آپ چکے ہیں۔ البتہ ان پر علیحدہ ناول لکھنے والی بات ضرور غور طلب ہے۔ میں کوشش کروں گا کہ آپ کی فرمائش کسی بھی انداز میں پوری کر سکوں۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

کروڑلعل عیسیٰ ضلع یہ سے چہانزیب بھٹی لکھتے ہیں۔ آپ کا نیا ناول ”ماریا سیکشن“ بے حد پسند آیا ہے۔ آپ کا ہر ناول واقعی منفرد ہوتا ہے۔ آپ نے ماریہ سیکشن کی ”چند باتوں“ میں ایک خط کے جواب میں لکھا ہے کہ آپ کوئی نیا کردار لے کر آئیں گے جو عمران کی اصلیت کو بھی جانتا ہو اور عمران کے ساتھ چل بھی سکے تو میرا خیال ہے کہ نئے کردار کی بجائے موجودہ کرداروں میں سے ہی کسی کو اس سطح پر لے آئیں اور اس کے لئے میں ”کیپن ٹکلیل“ کی پر زور سفارش کرتا ہوں۔ امید ہے آپ میری بات پر ضرور غور کریں گے۔

محترم چہانزیب بھٹی صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکر یہ۔ آپ نے یہ جو تجویز پیش کی ہے اس پر میں ضرور کروں گا لیکن کیپن ٹکلیل جس انداز کا کردار ہے اگر اسے عمران کی اصلیت کا علم ہو جائے تب وہ اس انداز میں کام نہیں کر سکے گا جس انداز میں آپ اور دوسرے قارئین چاہتے ہیں۔ بہر حال جو کچھ ہو گا یہ آنے والا وقت ہی بتائے گا۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

کتاب گھر کی پیشکش

کھوڈ شہر ایک سے جمادا ختر لکھتے ہیں ”گزشتہ چار پانچ سالوں سے آپ کے ناولوں کا قاری ہوں لیکن خط پہلی بار لکھ رہا ہوں۔ آپ کے ناول ویسے تو مجھے پسند ہیں جبکہ مختلف ایجنت یا مجرموں کے چیقرے اڑ جاتے ہیں کیا عمران اور اس کے ساتھیوں نے آب حیات پی رکھا ہے۔ امید

ہے آپ ضرور جواب دیں گے۔“

محترم حماد اختر صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ آپ نے بڑی دلچسپ بات پوچھی ہے۔ اس سے پہلے بھی کوئی
قارئ میں اس بارے میں لکھ پکھے ہیں اور میں نے ہر بار انہیں تبھی جواب دیا ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی تربیت یافتہ افراد ہیں۔ آپ نے اکثر پڑھا ہوگا
کہ چھت گرنے سے پہلے ہی عمران اور اس کے ساتھی تربیت کے مطابق فوراً دیوار کی جز میں پکنچ جاتے ہیں۔ اسی طرح باقی باتوں کے بارے میں
میں بھی آپ خود سوچ سکتے ہیں۔ ویسے ہر انسان فانی ہے اور عمران اور اس کے ساتھی بھی بہر حال انسان ہی ہیں اور فانی بھی۔ اس لئے جب ان کی
موت اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگی تو پھر کوئی انہیں بچانہ کے گا لیکن ایسا کب ہوگا اس کا علم بھی اللہ تعالیٰ کی ہی ہے اس لئے میں یا آپ اس سلسلے میں کوئی
بات ساتھی نہیں کر سکتے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب جاڑت دیکھئے

کتاب گھر تبلیغ

<http://www.kitaabghar.com>

کتاب گھر کی پیشکش

<http://www.kitaabghar.com>

کتاب گھر کی پیشکش

<http://www.kitaabghar.com>

کتاب گھر کی پیشکش

<http://www.kitaabghar.com>

کتاب گھر کا پیغام

ادارہ کتاب گھر اردو زبان کی ترقی و ترویج، اردو مصنفوں کی موثر پہچان، اور اردو قارئین کے لیے بہترین اور دلچسپ کتب فراہم کرنے کے لیے کام کر رہا ہے۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ ہم اچھا کام کر رہے ہیں تو اس میں حصہ لیجئے۔ ہمیں آپ کی مدد کی ضرورت

کتاب گھر کی پیشکش

ہے۔ کتاب گھر کو مدد دینے کے لیے آپ شناخت

کتاب خانہ اسلامیہ | <http://kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

۱۰۷

۳۔ کتاب گھر پر لگائے گئے اشتہارات کے ذریعے ہمارے سپا نسرز کو وزٹ کریں۔ ایک دن میں آپ کی صرف ایک وزٹ

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

کتاب گھر کی پیشکش



کتاب گھر کی پیشکش

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

عمران نے کاراپنے فلیٹ کے نیچے بننے ہوئے گیراج میں بندکی اور پھر وہ سیرھیاں چڑھتا ہوا اور پہنچ گیا۔ لیکن دوسرے لمحے یہ دیکھ کر اس کے ہونٹ بھیج گئے کہ فلیٹ پرتالا لگا ہوا تھا۔ عمران صبح سے نکلا ہوا تھا اور وہ ایک آدمی سے ملنے شہر سے باہر گیا تھا اور اس کی واپسی رات گئے ہو رہی تھی۔ جب وہ گیا تھا تو سلیمان کو فلیٹ پر ہتھی چھوڑ کر گیا تھا لیکن رات گئے اس وقت فلیٹ کے دروازے پر موجود تالا دیکھ کر ایک لمحے کے لئے تو اسے خاصا غصہ آیا لیکن پھر اس نے سوچا کہ ہو سکتا ہے کہ کوئی ایر جنسی ہو گئی ہو ورنہ سلیمان اس طرح تالا لگا کر رات کو کہیں نہیں جا سکتا۔ اسے معلوم تھا کہ چابی ایک خاص جگہ پر موجود ہوتی ہے۔ چنانچہ اس نے چابی نکالی اور تالا کھول کر فلیٹ میں داخل ہو گیا۔ جب وہ سٹنگ روم میں داخل ہوا تو سٹنگ روم میں روشنی ہو رہی تھی اور میز پر پیپرویٹ کے نیچے ایک کاغذ پر اضافہ دکھائی دے رہا تھا۔ عمران نے جلدی سے آگے بڑھ کر پیپرویٹ ہٹایا اور کاغذ اٹھا کر اسے پڑھنے لگا۔ تحریر سلیمان کی تھی اور اس نے لکھا تھا کہ گاؤں سے آدمی آیا ہے اور اس کی بڑی بہن کی طبیعت خراب ہے اس لئے وہ گاؤں جا رہا ہے۔ عمران نے کاغذ پڑھ کر ایک طویل سانس لیا اور پھر کری پر بینڈ کر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور انکو اری کے نمبر پر لیں کر دیئے۔

”انکو اری پلیز“ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آوازنائی دی۔

”اعظم گڑھ کا رابطہ نہ رہ دیں“ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”چاند ہوئی“ ایک مردانہ آوازنائی دی۔

”یہاں پر واٹر محمد حسین ہو گا۔ اس سے بات کرائیں۔ میں دارالحکومت سے علی عمران بول رہا ہوں“ عمران نے کہا۔

”وہ آج کل دن کی ڈیوٹی پر ہوتے ہیں جناب۔ رات کو نہیں ہوتے۔ البتہ انکا بھائی راحت حسین موجود ہے“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

کتاب گھر کی پیشکش

<http://www.kitaabghar.com>

کتاب گھر کی پیشکش

”اس سے بات کرائیں“ عمران نے کہا۔

”ہولڈ کریں“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو۔ راحت حسین بول رہا ہوں“ چند لمحوں بعد ایک مردانہ آوازنائی دی۔ بولنے والا بچہ سے نوجوان ہی لگتا تھا۔

”راحت حسین۔ میں دارالحکومت سے علی عمران بول رہا ہوں۔ سلیمان میرا باؤر پچی ہے“ عمران نے کہا۔

”اوہ۔ عمران صاحب آپ۔ میں آپ کو جانتا ہوں۔ آپ کے فلیٹ پر دوبار آپ سے ملاقات ہو چکی ہے۔ حکم فرمائیں۔“ دوسری طرف سے مودودانہ بچہ میں کہا گیا۔

”میں شہر سے باہر گیا ہوا تھا۔ اب واپس آیا ہوں تو سلیمان کا رقد ملا ہے کہ گاؤں سے آدمی آیا تھا اور اس نے بتایا کہ سلیمان کی بڑی بہن کی طبیعت خراب ہے۔ کیا تم وہاں جا کر موجودہ صورت حال سے مجھے آگاہ کر سکتے ہو۔ مجھے بے حد تشویش ہو رہی ہے۔“ عمران نے انتہائی سنجیدہ بچہ میں کہا۔

”جی بہتر۔ میں ایک گھنٹے کی چھٹی لے کر موڑ سائیکل پر گاؤں چلا جاتا ہوں۔ آپ کے فلیٹ کا فون نمبر کیا ہے۔ میں ایک گھنٹے بعد آپ کو فون کروں گا“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”تمہیں رات کو گاؤں جانے میں تکلیف تو ہو گی لیکن میری پریشانی دور ہو جائے گی.....“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون نمبر بتا دیا۔

”کوئی بات نہیں جناب۔ ہم تو رہتے ہی گاؤں میں ہیں،“ راحت حسین نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں تمہارے فون کا انتظار کروں گا“ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اسے واقعی تشویش ہو رہی تھی کیونکہ لازماً گاؤں سے آنے والے آدمی نے سلیمان کی بڑی بہن کے بارے میں کوئی ایسی بات سلیمان کو بتائی ہو گی کہ اسے اس طرح عمران کی عدم موجودگی میں جانا پڑا۔ رسیور رکھ کر وہ انھا اور ذرا نگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد غسل کر کے اور لباس تبدیل کر کے وہ واپس دوبارہ سنگ روم میں آیا تو وہ پہلے کی نسبت اپنے آپ کو فریش محسوس کر رہا تھا۔ اس نے ریک سے ایک کتاب نکالی اور کھول کر اس کے مطالعے میں مصروف ہو گیا۔ ظاہر ہے اسے راحت حسین کے فون کا انتظار تھا اور پھر واقعی تقریباً ایک گھنٹہ بعد فون کی گھنٹی نجاحی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور انھا لیا۔

”علی عمران بول رہا ہوں“ عمران نے کہا۔

”راحت حسین بول رہا ہوں عمران صاحب“ دوسری طرف سے راحت حسین کی آواز سنائی دی۔

”لیں۔ کیا رپورٹ ہے“ عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ سلیمان کی بڑی بہن کی طبیعت بے حد خراب ہے۔ گاؤں کے ڈاکٹر کے ساتھ ساتھ عالمگیر اڈے کے بڑے ڈاکٹر صاحب کو بھی بلا یا گیا ہے۔ وہ علاج کر رہے ہیں اور انہوں نے کہا ہے کہ صحیح دارالحکومت کے کسی بڑے ہسپتال لے جانا ہو گا۔ ان کا فوراً آپریشن کرنا ہو گا۔ پیٹ میں شدید درد ہے اور بتایا جا رہا ہے کہ پیٹ میں کوئی آنت خراب ہے یا پھٹنے والی ہے“ راحت حسین نے تیز لمحے میں کہا۔

”اوہ۔ یہ تو ایم جسٹی مسئلہ ہے۔ وہاں کوئی ایسا ہسپتال نہیں جہاں فوری آپریشن کیا جاسکے“ عمران نے بے چین لمحے میں کہا۔

”ہے تو کہی لیکن وہاں کے ڈاکٹر صاحب کا تبادلہ ہو گیا ہے اور ابھی نئے ڈاکٹر صاحب نہیں آئے“ راحت حسین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اچھا ٹھیک ہے۔ میں خود انتظامات کرتا ہوں۔ شکر یہ۔“

عمران نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے ٹون آنے پر تیزی سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”ڈاکٹر صدیقی بول رہا ہوں“ رابطہ قائم ہوتے ہی پیش ہسپتال کے ڈاکٹر صدیقی کی آواز سنائی دی۔

”علی عمران بول رہا ہوں جناب۔ آپ ابھی تک ڈیوٹی پر ہیں“ عمران نے کہا۔

”اس بھتے میری رات کی ڈیوٹی ہے۔ خیریت کیسے فون کیا ہے۔ کیا کوئی خاص بات ہے“ ڈاکٹر صدیقی نے کہا۔

”کیا ایم بولنیں ہیلی کا پڑ کافوری بندوبست ہو سکتا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”جی ہاں۔ مگر کیوں“ ڈاکٹر صدیقی نے کہا تو جواب میں عمران نے سلیمان کی بڑی بہن کی یہاں کی اطلاع سے لے کر راحت حسین کی بتائی ہوئی تفصیل بھی دوہراؤ دی۔

”اوہ۔ ان کا تو فوری آپریشن کرنا ہو گا ورنہ اپنڈسیس پھٹ گیا تو جان بھی جا سکتی ہے۔ کہاں ہے وہ گاؤں تفصیل بتاؤ۔“ ڈاکٹر صدیقی نے تشویش بھرے لمحے میں کہا تو عمران نے گاؤں کی تفصیل بتا دی۔

”میں ساتھ جاؤں گا ڈاکٹر صاحب“ عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ ایک ویلفیر تنظیم کے پاس ایم بولنیں ہیلی کا پڑ رہے۔ میں اسے کال کرتا ہوں۔ آپ بھی یہاں ہسپتال آجائیں۔ جلدی“ ڈاکٹر صدیقی نے کہا تو عمران نے اوکے کہہ کر رسیور رکھا اور پھر تیزی سے دوڑتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

http://www.kitaabghar.com



کتاب گھر کی پیشکش



کتاب گھر کی پیشکش

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

کرٹل فریدی اپنے آفس میں بیٹھا ایک فائل کے مطالعہ میں مصروف تھا کہ آفس کا دروازہ ٹھلا اور کیپشن حمید اندر داخل ہوا۔
”آپ نے مجھے بلا یا ہے۔ خیریت....“ کیپشن حمید نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ خیریت ہی ہے۔ کیا تمہیں کال کرنے سے خیریت غائب ہو جاتی ہے؟“ کرٹل فریدی کے نے فائل بند کر کے مسکراتے ہوئے کہا۔

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

”آپ جس انداز میں کال کرتے ہیں یوں لگتا ہے جیسے پوری دنیا سے خیریت غائب ہو چکی ہو۔“ کیپشن حمید نے کہا اور میز کے دوسرا طرف کرسی پر بیٹھ گیا۔

”اگر تمہیں اس انداز میں کال نہ کیا جائے تو شاید تم کال کے نوماہ بعد آؤ اور وہ بھی فیڈر پیٹے ہو گئے۔“ کرٹل فریدی نے کہا تو کیپشن حمید نے بے اختیار منہ بنا لیا۔ نوماہ اور فیڈر کے حوالے سے لے وہ سمجھ گیا تھا کہ کرٹل فریدی اسے نوزاںیدہ بچہ کہہ رہے ہیں۔

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

”آپ کواب مذاق کرنے کا سلیقہ بھی نہیں رہا۔“ کیپشن حمید نے منہ بنا تے ہوئے کہا۔

”میں نے کوئی ایسی بات نہیں کی جس سے تمہاری سلیقہ شعاراتی پر ضرب پڑی ہو۔ بہر حال اب تم آگئے ہو تو پہلے بتاؤ کہ کیا تم ایک اہم کام کرنے کے لئے وہی طور پر تیار ہو یا نہیں۔“ کرٹل فریدی نے کہا تو کیپشن حمید بے اختیار چوک پڑا۔

”یا آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ کیا میں نے کبھی کام سے انکار کیا ہے۔“ کیپشن حمید نے حیرت بھرے لجھے میں کہا۔

”آج شام کو تم نے ہوٹل ہالی ڈے میں ایک خاتون مس شاہدہ کو دعوت دے رکھی ہے اس لئے پوچھ رہا تھا۔“ کرٹل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا تو کیپشن حمید اس طرح کرٹل فریدی کو دیکھنے لگا جیسے اسے یقین نہ آ رہا ہو کہ سامنے واقعی کرٹل فریدی بیٹھا ہوا ہے۔

”تم تو مجھے اس طرح دیکھ رہے ہو جیسے میں کوئی جن بھوت ہوں۔“ کرٹل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ اب مجھے یقین آ گیا ہے کہ آپ بہر حال انسان نہیں ہیں۔ اگر جن بھوت نہیں ہیں تو کسی اور سیارے کی مخلوق ہیں۔“ کیپشن حمید نے کہا تو کرٹل فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

”مجھے معلوم ہے کہ تم کیوں اس قدر حیران ہو رہے ہو کیونکہ تم نے اپنی رہائش گاہ کے فون سے مس شاہدہ سے یہ پروگرام طے کیا تھا لیکن شاید تمہیں معلوم نہیں کہ مس شاہدہ کا فون چیک کیا جا رہا تھا اس لئے تمہاری کال کی روپرٹ بھی مجھے مل گئی۔“ کرٹل فریدی نے کہا تو کیپشن حمید بے اختیار چھپ پڑا۔ اس کے چہرے پر حقیقی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

”شاہدہ کا فون چیک جارہا تھا۔ مگر کیوں؟“ کیپشن حمید نے کہا۔

”اس لئے کہ شاہدہ ایکریمیا کی ریاست آرکینا میں ایک ایسے ادارے میں کام کرتی ہے جو وہاں کی میزائل فیکٹریوں کو سامنی سامان مہیا کرتا ہے اور شاہدہ دو ماہ کی رخصت لے یہاں دماک آئی ہوئی ہے۔ یہاں دیسے تو وہ بطور سیاح آئی ہے لیکن اس کی سرگرمیاں مغلکوں ہیں کیونکہ یہاں آنے سے پہلے اس نے تارکیہ کے دارالحکومت میں ایک ایسی فرم کے چیف سے ملاقات کی ہے جو ایک مسلم سامنی پر احیانیت کو خصوصی سامان سپلانی کرتا ہے۔ چونکہ اس ادارے کے ہر آدمی کی سختی سے گرانی کی جاتی ہے اس ملاقات کا علم ہو گیا۔ اس لئے شاہدہ یہاں دماک آئی اور یہاں بھی اس نے ایک ایسے ادارے کے آدمی سے ملاقات کی ہے جو تارکیہ کے اس ادارے کو سامان کی سپلانی دیتا ہے۔“ کرٹل فریدی نے سنجیدہ لمحے

میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ شاہدہ ایکریمین جاسوس ہے“ کیپشن حمید نے کہا۔

”اتنی جلدی قاتع پر چلا گئ نہ لگا دیا کرو۔ ابھی چینگ ہو رہی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ ایسا نہ ہو جیسا تم سمجھ رہے ہیں۔ کوئی اور بات ہو۔ لیکن چینگ بہر حال ضروری ہے۔ میں نے تمہیں اس لئے کال کیا ہے کہ میں نے تمہاری ملاقات کی اطلاع ملنے پر جو تحقیقات کرائی ہیں اسکے مطابق شاہدہ نے تم سے از خود ایک ہوٹل میں ملاقات کی اور پھر اس نے تمہیں اپنے ہوٹل کے کمرے میں آنے کی دعوت دی لیکن تم نے کمرے میں جانے کی بجائے اسے شام کو ہوٹل کی لابی میں ملاقات کے لئے کہا اور اب یہ ملاقات ہو رہی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ شاہدہ کو معلوم ہے کہ تم دراصل کون ہو اور کیا کرتے ہو۔ ہو سکتا ہے کہ شاہدہ تم سے یہ معلوم کرنا چاہتی ہو کہ اسلامی سیکورٹی کو نسل کو اسکی سرگرمیوں کے بارے میں کہاں تک علم ہے۔ اس لئے تم نے ہوشیار رہنا ہے اور اگر ہو سکتے تو اس سے اصل بات معلوم کرنے کی کوشش کرنا“ کریم فریدی نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”سوری۔ اب جبکہ شاہدہ کی اصل حقیقت سامنے آگئی ہے اب میری اس سے ملاقات بے سود ہے۔ اب ملاقات میں وہ بات نہیں رہے گی۔ البتہ آپ حکم دیں تو میں شاہدہ کے کمرے میں جا کر یہ سب کچھ معلوم کر لیتا ہوں“ کیپشن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ اس طرح ان کا پورا سیٹ اپ الرٹ ہو جائے گا۔ میں نے اپنے طور پر معلومات حاصل کرنی ہیں اور پھر اس سائنسی پراجیکٹ اتحاری کو اطلاع دینی ہے“ کریم فریدی نے کہا۔

”یہ سائنسی پراجیکٹ ہے کیا“ کیپشن حمید نے پوچھا۔

”تمام مسلم ممالک نے آپس میں ایک خفیہ معاملہ کے تحت تارکیہ کے شہر ہاکی میں ایک خفیہ لیبارٹری قائم کی ہے جس میں انتہائی ایڈوانس آرڈجسٹس زیر ایکٹریٹری کہا جاتا ہے تیار ہوتا ہے۔ اس آرڈے کی خاصیت یہ کہ جس میں ملک میں بھی اس آرڈے کو مختلف ریجن میں نصب کر دیا جائے گا وہاں کوئی بھی میزائل یا ایٹیٹی ہملہ نہ ہو سکے گا۔ یہ آرڈے ہر قسم کے حملہ میں میزائل یا سائنسی سامان کو نہ صرف ناکارہ کر دیتا ہے بلکہ اڑے کو بھی ٹریس کر دیتا ہے۔ یہ تارکیہ کے ایک سامنہ دان ڈاکٹر عبداللہ کی ایجاد ہے اور کہا جاتا ہے کہ یہ آئندہ صدی کی ایجاد ہے۔ ابھی تک سپر پا اور ز بھی اس آرڈے تک نہیں پہنچ سکیں۔ اس معاملہ کے تحت اس لیبارٹری میں اس آرڈے کو کافی تعداد میں تیار کیا جائے گا اور پھر ہر مسلم ملک کو اس کی ضرورت کے مطابق خاموشی سے یہ آرڈے دیا جائے گا اور وہ اسے خفیہ طور پر اپنے ملک میں نصب کر کے اپنا دفاع ناقابل تحریر کر سکیں گے۔ یہ لیبارٹری ابھی تیار ہو رہی ہے اور شاہدہ نے جن لوگوں سے ملاقاتیں کی ہیں ان کا تعلق ایسے اداروں سے ہے جو ایک لیبارٹری کو خفیہ طور پر سائنسی سامان اور مشینی سپلائی کرتے ہیں“ کریم فریدی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”پھر اب کیا کرنا ہے۔ دیے اگر آپ یہ سوچ رہے ہیں کہ اس ساری تفصیل کے علم میں آنے کے باوجود میں شاہدہ سے عام انداز میں ملاقات کر سکوں گا تو ایسا ممکن ہی نہیں۔ میں تو کہتا ہوں کہ آپ یہ ساری چکر بازی ختم کر دیں اور مجھے اجازت دیں میں ایک منٹ میں اس سے سب کچھ اگلوں گا“ کیپشن حمید نے کہا۔

”میں نے پہلے ہی بتایا ہے کہ ابھی صرف چینگ کی جارہی ہے“ کریم فریدی نے کہا۔

”تو پھر میری ملاقات کی نسل سمجھیں۔ آپ خود ہی چینگ کرتے رہیں“ کیپشن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اب جب تم نے خود ہی ملاقات کی نسل کر دی ہے تو اب تمہیں کام بتایا جا سکتا ہے“ کریم فریدی نے کہا۔

”کیا کام“ کیپشن حمید نے چونکہ کر پوچھا۔

”شاہدہ نے یہاں جس آدمی سے ملاقات کی ہے اس کا نام رائی ہے۔ اس رائی کی انگریزی کرو اور اس کے ملنے والوں کو چیک کرو“ کریم فریدی نے کہا۔

”ہا۔ یہ کام ہو سکتا ہے“ کیپشن حمید نے کہا تو کرٹل فریدی نے مسکراتے ہوئے میز کی دراز کھولی اور اس میں سے ایک فائل نکال کر کیپشن حمید کی طرف بڑھا دی۔

”اب شاہدہ کی چیکنگ آپ کس سے کرائیں گے“ کیپشن حمید نے فائل لیتے ہوئے کہا۔ **کتاب گھر کی پیشکش**

”ماہقاۓ“ کرٹل فریدی نے جواب دیا تو کیپشن حمید بے اختیار اچھل پڑا۔ <http://www.kitaabghar.com>

”ماہقاۓ۔ وہ کیسے۔ وہ تو گریٹ لینڈ میں ہے۔ آپ کی سرد مہری نے اسے واپس جانے پر مجبور کر دیا تھا“ کیپشن حمید نے کہا۔

”وہ اس شاہدہ کی گھری دوست ہے اور اس کے ساتھ ہی گریٹ لینڈ سے یہاں آئی ہے۔ شاہدہ ایکریمیا سے گریٹ لینڈ گئی تھی اور پھر یہ دونوں وہاں سے یہاں آئی ہیں“ کرٹل فریدی نے کہا۔ **کتاب گھر کی پیشکش**

<http://www.kitaabghar.com>

”آپ کو کس نے اطلاع دی ہے“ کیپشن حمید نے کہا۔ <http://www.kitaabghar.com>

”کس بارے میں“ کرٹل فریدی نے پوچھا۔

”شاہدہ اور ماہقاۓ کے بارے میں“ کیپشن حمید نے کہا۔

”تارکیہ میں اسلامی سیکورٹی کو نسل کے تحت ایک سیٹ اپ موجود ہے جو اس لیبارٹی کو سامان سپلائی کرنے والوں کی گمراہی کا کام کرتا ہے۔ وہاں سے اطلاع ملی اور پھر یہاں تو تمہیں معلوم ہے کہ ہمارا اپنا سیٹ اپ کام کر رہا ہے“ کرٹل فریدی نے کہا۔ <http://www.kitaabghar.com>

”لیکن ماہقاۓ کے بارے میں تو شاہدہ نے کوئی بات ہی نہیں کی اور نہ ہی ماہقاۓ سامنے آئی ہے“ کیپشن حمید نے کہا۔

”ماہقاۓ مجھے فون کر کے اپنی آمد کی اطلاع دی تھی۔ اس نے تو یہی کہا تھا کہ وہ اپنی والدہ کی طبیعت خراب ہونے کی اطلاع پر یہاں آئی ہے۔ لیکن جب میں نے اس کے چیف فریڈ سے بات کی تو فریڈ نے مجھے بتایا کہ شاہدہ نے ماہقاۓ ملاقات کی اور اسے دماک جانے کی دعوت دی تو ماہقاۓ چھٹی لی اور دماک آگئی۔ ویسے فریڈ نے بتایا ہے کہ ماہقاۓ گریٹ لینڈ کے ایک ایسے مشن پر کام رہی ہے جس میں لیبارٹریوں کے ساتھی سامان سپلائی کرنے والی ایک خفیہ تنظیم کے بارے میں معلومات حاصل کرنا مطلوب ہے اس لئے لامحالة ماہقاۓ کو شاہدہ کے بارے میں کچھ نہ کچھ معلومات ہیں۔“ کرٹل فریدی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”تو پھر آپ ماہقاۓ کیسے کیسے شاہدہ کی چیکنگ کرائیں گے“ کیپشن حمید نے کہا۔ **کتاب گھر کی پیشکش**

”وہ اپنے طور پر کام کر رہی ہے۔ میں تو صرف اتنا کہوں گا کہ جب وہ واپس جانے لگے تو اس سے وہ تمام معلومات حاصل کروں گا جو اس نے شاہدہ سے حاصل کی ہوں گی“ کرٹل فریدی نے کہا۔ <http://www.kitaabghar.com>

”اگر اس نے انکار کر دیا تو پھر۔ ظاہر ہے وہ اب آپ کی ماتحت تو نہیں“ کیپشن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تمہیں معلوم تو ہے کہ جو کچھ میں چاہتا ہوں حاصل کر لیتا ہوں جس طرح میں نے تمہاری ملاقات کی نسل کر دی ہے“ کرٹل فریدی نے کہا تو کیپشن حمید بے اختیار اچھل پڑا۔ **کتاب گھر کی پیشکش**

”اوہ تو آپ اصل میں یہ ملاقات کی نسل کرانا چاہتے تھے۔ کیوں وجہ“ کیپشن حمید نے غصیلے لہجے میں کہا۔ <http://www.kitaabghar.com>

”ملاقات تو تم نے خود ہی کی نسل کی ہے لیکن میں اس نے ایسا چاہتا تھا کہ تمہاری اور شاہدہ کی اس انداز کی ملاقات سے ماہقاۓ ٹنک جاتی اور پھر ہمیں وہ کچھ حاصل نہ ہو سکتا جو ہم نے ماہقاۓ حاصل کرنا ہے“ کرٹل فریدی نے کہا تو کیپشن حمید نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا اور کرٹل فریدی نے اس کے چہرے پر ابھرنے والی بے نیکی دیکھ کر بے اختیار نہیں پڑا۔ **کتاب گھر کی پیشکش**

<http://www.kitaabghar.com>

☆☆☆

<http://www.kitaabghar.com>

کتاب گھر کی پیشکش


<http://www.kitaabghar.com>
<http://www.kitaabghar.com>

ایک ریسیا کے دارالحکومت ناراک کی ایک بلڈنگ میں آفس کے انداز میں سجائے ہوئے کرے میں ایک ادھیز عمر ایکریمین میز کے پیچے کری پر بیٹھا ایک فائل کے مطالعہ میں مصروف تھا کہ سامنے پڑے ہوئے فون کی گھنٹی نج اٹھی اور اس نے چونک کر فائل سے سراخھا یا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

کتاب گھر کی پیشکش

<http://www.kitaabghar.com>
<http://www.kitaabghar.com>

”باس۔ مس شاہدہ کی کال ہے“ دوسری طرف سے ایک نسوائی آواز سنائی دی۔ لہجہ موڈ بانہ تھا۔

”اوہ اچھا۔ کراوبات“ ادھیز عمر آدمی نے کہا۔

”ہیلو چیف۔۔۔ میں شاہدہ بول رہی ہوں پاکیشیا سے۔۔۔“ دوسری طرف سے ایک نسوائی آواز سنائی دی تو ادھیز عمر بے اختیار چونک پڑا۔

”پاکیشیا سے۔۔۔ کیا مطلب۔۔۔ تم پاکیشیا کیسے پہنچ گئی ہو۔۔۔“ ادھیز عمر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”چیف۔۔۔ میں نے تارکیہ میں جو ملاقاتیں کی ہیں ان سے پتہ چلا کہ سپلائی لائن دماک کے ایک ادارے سے پہنچ رہی ہے۔۔۔ میں نے دماک جا کر متعلقہ لوگوں سے ملاقاتیں کیں تو پتہ چلا کہ اصل سپلائی لائن پاکیشیا سے جارہی ہے اس لئے میں پاکیشیا پہنچ گئی ہوں۔۔۔ یہاں پہنچ کر میں نے سوچا کہ آپ کو اطلاع دے دوں“ دوسری طرف سے موڈ بانہ لہجے میں کہا گیا۔

کتاب گھر کی پیشکش

”چیف۔۔۔ ہمیں تارکیہ میں جس خفیہ لیبارٹری کے بارے میں اطلاع ملی تھی اس سلسلہ میں جب باوجود انہائی کوشش کے کچھ نہ معلوم ہو سکا تو ہم نے ایسے اداروں کی چینگٹ شروع کر دی جو لیبارٹریوں کو سائنسی سامان اور مشینری سپلائی کرتے ہیں۔۔۔ اس سلسلے میں ہمیں کلیو ملا کر تارکیہ میں ایک ادارہ ایسا ہے جو اسی سپلائی کرتا ہے۔۔۔ میں نے اس کے افر سے خصوصی ملاقاتیں کیں تو معلوم ہوا کہ ان کا ادارہ تارکیہ میں صرف سرکاری لیبارٹریوں کو سپلائی مہیا کرتا ہے۔۔۔ البتہ اس افر سے بتایا کہ انہیں یہ سامان اور مشینری گریٹ لینڈ کا ایک ادارہ سپلائی کرتا ہے تو میں گریٹ لینڈ چل گئی۔۔۔ میں نے وہاں اس ادارے کے ایک افر سے ملاقاتیں کیں تو وہاں سے معلوم ہوا کہ وہ دماک میں ایک ادارے کو یہ خفیہ سپلائی کرتا ہے۔۔۔ چنانچہ میں دماک چل گئی۔۔۔ وہاں جو ملاقاتیں ہوئیں اس سے پتہ چلا کہ خاص سپلائی جو وہ گریٹ لینڈ بھجواتے ہیں جسے وہ بلیو سپلائی کا نام دیتے ہیں انہیں پاکیشیا سے سپلائی کی جاتی ہے اور یہ بلیو سپلائی پیکلہ ہوتی ہے۔۔۔ اسے وہ خاموشی سے گریٹ لینڈ بھج دیتے ہیں اور گریٹ لینڈ والے یہ بلیو سپلائی تارکیہ بھجوادیتے ہیں اور تارکیہ سے یہ سپلائی سرکاری لیبارٹریوں کو بھجوادی جاتی ہے۔۔۔ یہ بلیو سپلائی بھی ایک سرکاری لیبارٹری کو بھج دی جاتی ہے لیکن اس کا طریقہ کارخانیہ ہے اور وہ طریقہ یہ ہے کہ یہ سامان چاہے مشینری ہو یا سائنسی سامان اسے لانچ کے ذریعے ایک ٹاپ پر بھجوایا جاتا ہے جہاں سے ایک خفیہ آبدوز پر اسے کہیں لے جایا جاتا ہے اور بس۔۔۔ چنانچہ میں نے سوچا کہ جہاں سے یہ سپلائی بھجوائی جاتی ہے وہاں سے اس کے بارے میں معلوم ہو سکتا ہے اور اب یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ بلیو سپلائی پاکیشیا سے بھجوائی جاتی ہے اور اس لئے میں یہاں آئی ہوں“ شاہدہ نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”تم نے واقعی کام کیا ہے شاہدہ۔۔۔ لیکن دماک میں یقیناً کرٹل فریدی کو اس بارے میں علم ہو گا کہ تم کیا انکوارٹی کرتی رہی ہو اور یقیناً اسے یہ بھی معلوم ہو گا کہ تم اب پاکیشیا پہنچ گئی ہو اور پاکیشیا میں علی عمران موجود ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس بھی ہے اور کرٹل فریدی نے یقیناً تمہارے بارے میں وہاں اطلاع دے دی ہو گی اور کسی بھی وقت تمہیں پکڑا جا سکتا ہے تاکہ وہ لوگ اصل حالات معلوم کر سکیں اور جیسے ہی وہ لوگ تم سے اصل

معلومات حاصل کریں گے وہ ہم پر چڑھ دوڑیں گے، چیف نے کہا۔

”آپ بے فکر ہیں چیف۔ کرتل فریدی یا علی عمران مجھ سے کچھ معلوم نہیں کر سکتے“ شاہدہ نے کہا۔

”نہیں شاہدہ۔ تمہیں ان کے بارے میں معلوم نہیں اس لئے تم یہ بات کر رہی ہو۔ نجاتے کرتل فریدی نے کیوں تم پر ہاتھ نہیں ڈالا لیکن وہ عمران کسی کے ساتھ رعایت کرنے کا قائل نہیں ہے اس لئے تم فوری طور پر واپس آ جاؤ۔ تمہاری روپورٹ کے بعد میں فیصلہ کروں گا کہ کون سی ٹیم وہاں پہنچی جائے“ چیف نے کہا۔

”جیسے آپ کا حکم چیف“ دوسری طرف سے کہا گیا تو چیف نے رسیور کھدا اور سامنے پڑی ہوئی قائل بند کر کے اسے میز کی دراز میں رکھ دیا اور پھر اس نے میز کی اوپر والی دراز سے ایک ڈائری نکالی اور اسے کھول کر اس کے صفحے اتنے شروع کر دیئے۔ پھر ایک صفحے پر اس کی نظریں جمی گئیں۔ اس نے رسیور اٹھایا اور ڈائری کے صفحے کو دیکھتے ہوئے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”راڈش کلب“ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آوازنائی دی۔

”راڈش سے بات کراؤ، میں جیکسن بول رہا ہوں“ ادھیر عمر نے کہا۔

”ہولڈ کریں سر“ دوسری طرف سے مود بانہ لجھے میں کہا گیا۔

”ہیلو راڈش بول رہا ہوں“ چند لمحوں بعد ایک مردانہ آوازنائی دی۔

”جیکسن بول رہا ہوں راڈش“ ادھیر عمر نے کہا۔

”کوئی خاص بات“ دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

”ہمیں اطلاع ملی ہے کہ تارکیہ میں کوئی ایسی لیبارٹری قائم کی جا رہی ہے جہاں کوئی ایڈوانس مشینری تیار کی جائے گی جس تمام مسلم ممالک کا دفاع ناقابل تسلیخ ہو جائے گا لیکن باوجود انتہائی کوششوں کے ہم اس لیبارٹری کا سراغ نہیں لگا سکے جبکہ ہماری ایک ایجنسٹ شاہدہ نے اس سلسلے میں ایک اور لائن پر کام کیا ہے اور وہ لائن ہے سپلائی کی۔ اس نے جو معلومات حاصل کی ہیں اس کے مطابق پاکیشی سے کوئی خیہہ سپلائی جسے بلیو سپلائی کہا جاتا ہے گریٹ لینڈ بھوپالی جاتی ہے جہاں سے وہ تارکیہ پہنچ جاتی ہے اور تارکیہ سے ایک ناپو پر لائچ کے ذریعے بھجوایا جاتا ہے جہاں سے کوئی خیہہ آبدوز اسے وصول کرتی ہے۔ اس کے بعد یہ کہاں جاتی ہے اس کا کسی کو علم نہیں ہو سکا۔ مجھے معلوم ہے کہ تارکیہ میں تمہارا مخبری کا وسیع نیٹ ورک موجود ہے۔ کیا تم اس آبدوز کے بارے میں معلوم کر سکتے ہو؟“ جیکسن نے کہا۔

”ہا۔ کیوں نہیں۔ لیکن معاوضہ میری مرضی کا ہو گا۔“ راڈش نے کہا۔

”کتنا معاوضہ لو گے“ جیکسن نے پوچھا۔

”ایک لاکھ ڈالر“ راڈش نے کہا۔

”ٹھیک ہے مل جائے گا لیکن معلومات حقیقی اور مفصل ہونی چاہئیں کہ آبدوز سپلائی لے کر کہاں جاتی ہے“ جیکسن نے کہا۔

”راڈش کبھی ادھوری یا غیر حقیقی معلومات مہیا نہیں کرتا۔ یہ میرا ریکارڈ ہے“ راڈش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ کب تک اطلاع دے سکو گے“ جیکسن نے کہا۔

”جیسے ہی معلومات ملیں گی میں اطلاع کر دوں گا۔ البتہ معاوضہ تم آج ہی میرے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کراؤ“ اور اس کے ساتھ ہی اس نے بینک اور اکاؤنٹ کی تفصیل بتا دی۔

”پہنچ جائے گا معاوضہ۔ تم کام کرو“ جیکسن نے کہا۔

”جیسے ہی معاوضہ پہنچ گا میرا نیٹ ورک حرکت میں آ جائے گا۔ بے فکر ہو“ راڈش نے کہا۔

”اوکے“ جیکسن نے کہا اور رسیور کھدا دیا۔

کتاب گھر کی پیشکش


<http://www.kitaabghar.com>
<http://www.kitaabghar.com>

عمران اپنے فلیٹ میں موجود تھا۔ سلیمان بھی تک گاؤں میں ہی تھا۔ اس کی بڑی بہن کی طبیعت پہلے سے خاصی بہتر تھی۔ عمران پیشہ ہسپتال کے ڈاکٹر صدیقی اور اس کے عملے کے ساتھ ای بولینس ہیلی کا پڑھ میں سلیمان کے گاؤں پہنچا تھا۔ سلیمان کی بہن کی نازک اور مخدوش حالت کے پیش نظر ڈاکٹر صدیقی نے گاؤں کے چھوٹے سے ہسپتال میں ہی اس کا آپریشن کرنے کا فصلہ کیا۔ چونکہ ڈاکٹر صدیقی پہلے سے تیار ہو کر گیا تھا اس لئے وہ آپریشن کا تمام سامان بھی ساتھ لے گیا تھا اور پھر اس نے ہسپتال میں اس کا آپریشن کیا جو کامیاب رہا۔ اس کے بعد ڈاکٹر صدیقی تو اپنے عملے کے ساتھ واپس چلا گیا البتہ عمران وہیں رہ گیا تھا اور دوسرے روز جب سلیمان کی بہن کی طبیعت خاصی حد تک سنجل گئی تو عمران نے رانا ہاؤس کاں کر کے جوزف کو ادارے کا رسیت وہاں طلب کر لیا۔ جوزف چونکہ پہلے بھی کئی بار یہاں آچکا تھا اس لئے وہ کار لے کر پہنچ گیا اور پھر اسی کار میں عمران کی واپسی ہوئی۔ جوزف عمران کو فلیٹ پر ڈرائپ کر کے کار واپس لے گیا تھا۔ عمران نے صبح ناشہ خود ہی تیار کیا تھا اور اس وقت بھی ایک فلاںک میں چائے تیار کر کے اس نے میز پر رکھی ہوئی تھی اور اب وہ ایک سائنسی رسالہ پڑھنے میں مصروف تھا کیونکہ ان دونوں سیکرٹ سروں کے پاس کوئی کیس نہیں تھا اور سلیمان نے چونکہ ابھی چار پانچ روز گاؤں میں ہی رہنا تھا اس لئے عمران مطالعہ کے ساتھ ساتھ سوچ رہا تھا کہ وہ بھی ان دونوں رانا ہاؤس شفت ہو جائے کیونکہ ایک بار ہی ناشتہ بناتے ہوئے اسے سبق مل گیا تھا کہ یہ انتہائی مشکل کام ہے۔ ابھی وہ بیخدا یہی سوچ رہا تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی نجٹ اٹھی تو عمران نے ہاتھ پڑھا کر سیوراٹھا لیا۔

”علی عمران ایم ایس ہی۔ ڈی ایس ہی (آکسن) باور پی خود بول رہا ہوں“ عمران نے کتاب سے نظریں ہٹائے بغیر کہا۔

”یہ باور پی خود کا کیا مطلب ہوا؟“ دوسری طرف سے کرٹل فریدی کی نہتی ہوئی آواز نائی وی تو عمران بے اختیار چوک پڑا۔

”السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ پیر و مرشد۔ چونکہ سلیمان گاؤں گیا ہوا ہے اور میں نے یہ سمجھا کہ باور پی کا کام انتہائی آسان ہوتا ہے اس لئے میں نے ناشتہ خود تیار کرنے کی کوشش کی جو ویسے تو یکسرنا کام ہو گئی لیکن چونکہ اب باور پی میں خود تھا اس لئے مجبوراً مجھے یہی ناشتہ زہر مار کرنا پڑا۔“ عمران نے کتاب کو بند کر کے میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

”کیا ہوا سلیمان کو۔ کوئی خاص بات۔ وہ تو بہت کم چھٹی کرتا ہے“ کرٹل فریدی نے ہٹتے ہوئے کہا تو عمران نے اسے ساری تفصیل بتا دی۔

”اوہ۔ اللہ تعالیٰ کا کرم ہو گیا ہے۔ اس کا کوئی فون نمبر ہو تو مجھے بتاؤ میں بھی اس کی بہن کی خیریت پوچھ لوں گا“ کرٹل فریدی نے بڑے خلوص بھرے لجھے میں کہا۔

”فون نمبر نہیں ہے۔ بہر حال آپ کی طرف سے میں پوچھ لوں گا۔ آپ فرمائیں آپ نے آج اتنے طویل عرصے بعد اپنے مرید خاص کو کیسے یاد کیا ہے؟“ عمران نے کہا تو کرٹل فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔

”میں فون تو تمہاری اماں بی کو کرنا چاہتا تھا لیکن پھر میں نے سوچا کہ پہلے تم سے بات کر لوں“ کرٹل فریدی نے کہا۔

”ارے۔ ارے۔ کیا ہوا۔ کیا پیر و مرشد کی شان میں مجھ سے کوئی گستاخی ہو گئی ہے؟“ عمران نے چوک کر کہا۔

”ایک خوبصورت خاتون پاکیشیا پہنچ چکی ہے اور اس کا نام شاہدہ ہے۔ وہ ایکریمیا کے ایک ادارے میں کام کرتی ہے جو لیبارٹریز کو سائنسی سامان پہنچاتی ہے اور ان محترمہ نے یک لفڑی ایسے اداروں کے افران سے ملاقاتیں شروع کر دی ہیں جو سائنسی سامان پہنچاتی کرتے ہیں۔ وہ ایکریمیا سے گریٹ لینڈگئی۔ وہاں سے دماک پہنچی اور اب دماک سے پاکیشیا پہنچ گئی ہے اور چونکہ تم سائنس دان بھی ہو اس لئے لامحالہ تمہاری

جوڑی اس کے ساتھ ٹھیک رہے گی۔“ کرٹل فریدی نے کہا۔

”جوڑے تو سنائے آسمان پر بنائے جاتے ہیں اور ضروری نہیں کہ پیشے اور تعلیم کے مطابق بنائے جائیں۔ البتہ ان صاحب سے ملاقات میں کوئی حرج نہیں ہے۔ آخر آپ جو اس کے بارے میں اس قدر تشویش میں ہتھلا ہیں تو یقیناً اس محترمہ میں پیغمبر و مرشد کی حور بنتے کی خصوصی صلاحیت موجود ہو گی،“ عمران نے کہا تو کرٹل فریدی ایک بار پھر ہنس پڑا۔

<http://www.kitaabghar.com>

”تو تم باقاعدہ حور پانے کے خواب دیکھ رہے ہو۔ پھر تو لازماً اماں بی سے بات کرنا ہو گی،“ کرٹل فریدی نے ہٹتے ہوئے کہا۔

”ارے۔ ارے۔ آپ کیوں اپنے مرید خاص کو اس دنیا سے جبراً خست کرنا چاہتے ہیں۔ آج تک قبلہ ڈیڈی کی جرأت نہیں ہو گی کہ وہ حور کے لفظ کے قریب ہی جاسکیں،“ عمران نے کہا تو کرٹل فریدی ایک بار پھر ہنس پڑا۔

”تو پھر اس شاہدہ سے ملاقات کرو۔ وہ دارالحکومت کے گرانٹ ہوٹل کے کمرہ نمبر بارہ پہلی منزل پر رہا۔ کش پذیر ہے اور کل ہی وہ یہاں پہنچی ہے اور معلوم کرو کہ وہ کیوں یہ ملاقات میں کر رہی ہے،“ کرٹل فریدی نے کہا۔

”بعقول آپ کے وہ دمک میں بھی رہی ہے اس لئے آپ نے اس کافی معلومات حاصل کر لی ہوں گی کیا ان سے گزارہ نہیں ہو سکتا،“ عمران نے کہا۔

”تمہیں اگر معلوم نہیں ہے تو میں بتا دیتا ہوں کہ مسلم ممالک کے درمیان ایک خفیہ معاملہ ہوا ہے۔ اس معاملے کی رو سے تاریخ کے ایک سائنسدان ڈاکٹر عبداللہ کے بنائے ہوئے ایک خصوصی آئے جس زیر و بلا سڑ کا نام دیا گیا ہے کی خفیہ لیبارٹری تاریکی میں تیار کی جا رہی ہے۔ اس آئے کی خاصیت ہے کہ یہ دشمنوں کے حملے کو نہ صرف زیر و کردیتا ہے بلکہ اسے بلاست بھی کر دیتا ہے۔ معاملے کے مطابق اس لیبارٹری میں کافی تعداد میں یہ آئے تیار کیے جائیں گے اور پھر ہر ملک کی ضرورت کے مطابق یا آئے خفیہ طور پر اسے دے دیئے جائیں گے۔ اس لیبارٹری کو ٹاپ سیکرٹ رکھا گیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ لڑکی شاہدہ ایکریمیا کی کسی ایجنسی سے متعلق ہے اور اس ایجنسی کو یقیناً اس لیبارٹری کے بارے میں سن گن مل گئی اور یہ لڑکی اس سلسلے میں کام کر رہی ہے۔ اب تک جو معلومات ملی ہیں اس کے مطابق شاہدہ کو ابھی تک کوئی کلینیکس مل سکا اور اب وہ اچانک دمک سے پا کیشیا چل گئی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ اسے کوئی ایسا کلیو ملا ہے جس کے سلسلے میں وہ پا کیشیا گئی ہے اور تم آسانی سے اس کے بارے میں معلوم کر سکتے ہو،“ کرٹل فریدی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو عمران کے چہرے پر سنجیدگی کی تہہ سی چڑھتی چل گئی۔

”اس لیبارٹری کی حفاظت کس کے ذمے ہے،“ عمران نے پوچھا۔

”اسلامی سیکورٹی کو نسل کے ذمے ہے۔ لیکن کوئی نہ اپنا ایک خصوصی گروپ وہاں بھجوایا ہوا ہے۔ لیکن مجھے بھی یہ معلوم نہیں کہ یہ لیبارٹری کہاں ہے اور معاملے کے مطابق جب تک معاملات فائل نہ ہو جائیں کسی کو بھی اس بارے میں بتایا نہیں جا سکتا۔ صرف اتنا معلوم ہے کہ یہ لیبارٹری تاریکیہ میں ہے اور بس،“ کرٹل فریدی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ تو انتہائی اہم مسئلہ ہے۔ ٹھیک ہے آپ بے فکر ہیں۔ میں معلومات حاصل کر کے آپ کو اطلاع دے دوں گا،“ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے اللہ حافظ کہہ کر رابطہ ختم کر دیا گیا تو عمران نے رسیور رکھا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ اب فوری طور پر اس شاہدہ سے ملاقات کرنا چاہتا تھا لیکن پھر وہ دوبارہ بیٹھ گیا اور اس نے رسیور اٹھا کر نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیے۔

”انکوارری پلیز،“ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز نسائی دی۔

”ہوٹل گرانٹ کا نمبر بتا دیں،“ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا تو عمران نے کریڈل دبایا اور ٹوں آنے پر نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیے۔

”گرانٹ ہوٹل،“ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز نسائی دی۔

”روم نمبر بارہ میں مس شاہدہ مقیم ہیں ان سے بات کرائیں۔ میں علی عمران بول رہا ہوں،“ عمران نے کہا۔

”ہولڈ کریں“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو۔ کیا آپ لائن پر ہیں“ چند لمحوں بعد وہی آواز دوبارہ سنائی دی۔

کتاب گھر کی پیشکش

”وہ دو گھنٹے پہلے کرہ خالی کر کے جا چکی ہیں جناب“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اوہ اچھا“ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ چند لمحے وہ بیٹھا سوچتا رہا پھر اس نے دوبارہ رسیور انٹھایا اور نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

کتاب گھر کی پیشکش

”ایکسٹو، رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے مخصوص آواز سنائی دی۔

”علی عمران بول رہا ہوں ظاہر“ عمران نے کہا۔

<http://www.kitaabghar.com>

”اوہ آپ۔ فرمائیے“ اس بار بلیک زیر و نے اصل لمحے میں کہا۔

”ایک خاتون جو انہیں کی رہنے والی ہے اور جس کا نام شاہدہ ہے گرانٹھ ہوٹل کے کرہ نمبر بارہ میں رہائش پذیر تھی اسے میں نے فون کیا تو وہاں سے بتایا گیا کہ وہ دو گھنٹے پہلے کرہ چھوڑ کر جا چکی ہے۔ وہ یقیناً کسی اور ہوٹل یا کسی رہائش گاہ میں شفت ہوئی ہوگی۔ تم ٹیم کی ڈیوٹی لگاؤ کہ اسے ٹرین کرے۔ ہوٹل میں اس کے کاغذات کی نقول موجود ہوگی۔ وہاں سے اس کا حلیہ بھی معلوم ہو سکتا ہے“ عمران نے کہا۔

”لیکن یہ صاحبہ ہیں کون“ بلیک زیر و نے حیرت بھرے لمحے میں کہا تو عمران نے اسے کرنل فریدی کی کال کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

”اوہ۔ یہ تو واقعی انتہائی اہم مسئلہ ہے۔ ٹھیک ہے۔ میں کرتا ہوں اس کا پتہ“ دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے اوکے کہہ کر کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پر لیں کر دیئے۔

کتاب گھر کی پیشکش

”پی اے ٹو سکر ٹری خارجہ“ رابطہ قائم ہوتے ہی سرسلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

”صرف دونوں نے تمہیں بی اے کہلانے سے روک رکھا ہے ورنہ تم فخر سے اپنے آپ کو بی اے کہہ سکتے تھے“ عمران نے کہا۔

<http://www.kitaabghar.com>

”اوہ عمران صاحب آپ۔ ویسے میں نے بی اے کیا ہوا ہے“ دوسری طرف سے پی اے نے ہستے ہوئے کہا۔

”ارے۔ پھر فخر سے کہا کرو گریجوایٹ آف سیکر ٹری خارجہ۔“ عمران نے کہا تو پی اے بے اختیار ہنس پڑا۔

کتاب گھر کی پیشکش

”ہیلو“ چند لمحوں بعد سرسلطان کی آواز سنائی دی۔

”علی عمران ایم ایس سی، ڈی ایس سی (آکسن) بارگاہ سلطانی میں سلام پیش کرتا ہے گرقوں افتادہ ہے عز و شرف“ عمران نے کہا۔

<http://www.kitaabghar.com>

”اوہ عمران تم۔ کیسے فون کیا ہے۔ کیا کوئی خاص بات ہے۔“ سرسلطان نے سنجیدہ لمحے میں کہا۔

”مجھے پتہ چلا ہے کہ تمام مسلم ممالک نے کوئی خفیہ معاهدہ کیا ہے اور تاریکیہ میں زیر و بلاست کی لیبار ٹری قائم کی جائے۔ کیا واقعی ایسا ہے“ عمران نے ان کی سنجیدگی دیکھتے ہوئے سنجیدہ لمحے میں کہا کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ بعض اوقات سرسلطان وہنی طور پر اپنے کام میں الجھے ہوئے ہوتے ہیں کہ وہ مذاق برداشت ہی نہیں کر سکتے اس لئے عمران کو بھی مجبوراً سنجیدہ ہونا پڑتا۔

<http://www.kitaabghar.com>

”تمہیں کیسے پتہ چلا ہے“ سرسلطان نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا۔

”کرنل فریدی میرے پیر و مرشد بھی ہیں اور نیک آدمی بھی ہیں۔ اس لئے یقیناً انہوں نے خواب میں اس معہدے کو ہوتے دیکھا ہوگا اور نیک لوگوں کو سچے خواب آتے ہیں“ عمران آخر کار پڑی سے اتر گیا۔ ظاہر ہے وہ کب تک سنجیدہ رہ سکتا تھا۔

”کرنل فریدی کا خواب غلط ہے۔ ایسا کوئی معہدہ نہیں ہوا اور اب مجھے ڈسرب نہ کرنا“ سرسلطان نے انتہائی خشک لمحے میں کہا اور ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ اسے یقین تھا کہ کرنل فریدی بغیر چھان بین کئے بات نہیں کرتا اس لئے لازماً اس نے پہلے چھان بین کی ہوگی پھر یہ اطلاع دی ہوگی اور یہ بھی اسے معلوم تھا کہ سرسلطان جھوٹ بولنے کے عادی نہیں ہیں اس لئے اس

کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ پھر اس نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر ایک بار پھر تیزی سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔ ”داور بول رہا ہوں“ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سرداور کی آواز سنائی دی۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں“ عمران نے گوپنی ڈگری بھی دوہرائی تھی لیکن اس کا الجھ سپاٹ تھا۔

”کیا ہوا کوئی خاص بات ہے جو تم سنجیدہ ہو۔“ دوسری طرف سے سرداور کی آواز سنائی دی۔

”دو نیک آدمیوں میں سچن گیا ہوں۔ جیسے یہ چارہ مینڈک دوسانڈوں کی لڑائی میں سچن جاتا ہے اور آخر کار کچلا جاتا ہے اور مجھے بھی لگتا ہے کہ ان دونیک آدمیوں کے درمیان میرا بیمان کچلا جائے گا“ عمران نے کہا۔

”کیا۔ کیا کہد رہے ہو۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں۔“ سرداور نے انتہائی حیرت بھرے لجھے میں کہا۔

”ابھی تک مجھے بھی سمجھنیں آئی اس لئے تو آپ کوفون کیا ہے کہ شاید آپ کو سمجھا آجائے۔ لیکن آپ نے بھی دوسرا ہونے کے باوجود جواب دیدیا ہے تو میں بے چارہ ایک سر والاجس میں ویسے بھی بقول توری کے بھس بھرا ہوا ہے کیا سمجھ سکے گا“ عمران نے آہستہ آہستا پے مخصوص مود میں آتے ہوئے کہا۔

”یہ کیا انداز نکالا ہے تو نے مذاق کرنے کا“ سرداور نے اس بار غصیلے لجھے میں کہا۔

”انداز ہی تو نہیں نکل رہا“ عمران نے روؤینے والے لجھے میں کہا۔

”ہوا کیا ہے۔ کچھ بتاؤ گے بھی سہی یا نہیں“ سرداور نے اس بار خاصے غصیلے لجھے میں کہا۔

”ایک میرا جاسوی میں پیر و مرشد ہے۔ نیک آدمی ہے اس کا نام کریل فریدی ہے اور دوسرے نیک آدمی ہیں سرسلطان سیکرٹری وزارت خارجہ۔ مجھے کریل فریدی نے بتایا ہے کہ تمام مسلم ممالک کے درمیان کوئی خفیہ معاہدہ ہوا ہے جس کے تحت ایک سائنسی آلہ جسے تارکیہ کے ڈاکٹر عبد اللہ نے ایجاد کیا ہے اور جس کا نام زیر و بلاشر ہے کو تارکیہ میں کسی خفیہ لیبارٹری میں تیار کیا جا رہا ہے اور تمام مسلم ممالک اسے اپنے دفاع کے لئے حاصل کریں گے۔ اس سلسلے میں ایک غیر ملکی تنظیم یا ایجنسی یہاں پاکیشی بھی پہنچ چکی ہے جبکہ سرسلطان کا کہنا ہے کہ ایسا کوئی معاہدہ ہی نہیں ہوا۔ اب آپ بتائیں کہ ان دونوں میں کون سچا ہے جبکہ میرے نزدیک دونوں ہی سچے ہیں“ عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”تمہارا خیال درست ہے۔ دونوں ہی سچے ہیں“ سرداور نے کہا تو عمران نے اختیار چونک پڑا۔

”کیا مطلب۔ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے“ عمران نے حیرت بھرے لجھے میں کہا۔

”اس لئے کہ سرسلطان کو اس معاہدہ کے بارے میں سرے سے علم ہی نہیں ہے۔ یہ معاہدہ مسلم ممالک کے سائنس دانوں نے مل کر کیا ہے اور ہر ملک کے صرف صدر یا سینئر سائنس دان نے اس پر دستخط کئے ہیں اور اسے ٹاپ سیکرٹ رکھا گیا ہے اس لئے کریل فریدی نے جو کچھ بتایا ہے وہ بھی سچ ہے اور سرسلطان نے جو کچھ بتایا ہے وہ بھی سچ ہے۔ اس معاہدے پر صدر صاحب کے ساتھ صرف میرے دستخط ہیں اور پاکیشی کی طرف سے یہ معاہدہ میں نہ کیا ہے۔“ سرداور نے جواب دیا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”لیکن قانون کے مطابق اس معاہدے کے بارے میں آپ کو چیف کو آگاہ کرنا چاہئے تھا“ عمران کہا۔

”ہاں۔ لیکن چونکہ اسے ہر صورت میں خفیہ رکھنا مقصود تھا اور تمہارے چیف کا رابطہ صرف سرسلطان سے ہے اور فال سرسلطان کے ذریعے بھجوانے کا مطلب تھا کہ اس کا علم انہیں بھی ہو جاتا اور اس طرح یہ ٹاپ سیکرٹ نہ رہتا اور تمہارے چیف کو بھجوانے کا اور کوئی ذریعہ ہی نہ تھا“ سرداور نے کہا۔

”آپ مجھے بھجوادیتے فال“ عمران نے کہا۔

”تمہاری کوئی سرکاری حیثیت تو ہے نہیں۔ پھر“ سرداور نے کہا تو عمران نے بے اختیار مسکرا دیا۔

”واقعی۔ بات تو آپ کی ٹھیک ہے۔ چلو بہر حال یہ بات تو طے ہو گئی کہ ایسا معاہدہ ہے۔ لیکن جو تنظیم یا ایجنسی یہاں کام کر رہی ہے وہ

کیا چاہتی ہے۔ کیا وہ معابرے کی فائل حاصل کرنا چاہتی ہے؟ عمران نے کہا۔

”یہ تو تم اس سے معلوم کرو کہ وہ کیوں یہاں آئی ہے۔ جہاں تک معاهدے کی کاپی کا تعلق ہے تو وہ میری ذاتی تحويل میں ہے،“ سردار نے کہا۔

”ویے اگر انہیں صرف کالپی چاہئے تو یہ کام وہ پاکیشیا کی بجائے کسی دوسرے مسلم ممالک سے آسانی سے حاصل کر سکتے تھے۔ پاکیشیا کا رخ تو وہ اس وقت کرتے ہیں جب اور کوئی چارہ کا نہیں رہتا کیونکہ پوری دنیا کے ایجنت اور مجرم پاکیشیا کو خطرناک قرار دیتے ہیں،“ عمران نے کہا۔
”اب میں کیا کہہ سکتا ہوں“ سرداور نے کہا۔

”کیا اس لیبارٹری کا کوئی براہ راست انک پا کیشیا سے بھی ہے؟“ عمران نے کہا۔ **کتاب گھر کی پیشکش**
 ”نہیں۔ کوئی براہ راست انک نہیں ہے اور نہ ہی ہمارا کوئی رابطہ ہے۔ البتہ اس لیبارٹری کے انچارج ڈاکٹر عبد اللہ کو اگر کوئی مشینزی یا
 آلات چاہئے ہوں تو وہ مجھے براہ راست کال کر کے بتا دیتے ہیں اور میں ڈیمانڈ کے مطابق وہ سپلائی پا کیشیا کے فارن آفس کے ذریعے دماک کے
 ایک ادارے کو بھجوادیتا ہوں۔ اسے کوڈ میں بلیو سپلائی کہا جاتا ہے۔ اس کے بعد وہ کہاں جاتی ہے اس کا مجھے بھی کوئی علم نہیں ہے اور معابرے کے
 مطابق یہ کام اس لئے کیا گیا تھا کہ ڈاکٹر عبد اللہ کو پا کیشیا پر مکمل اعتماد ہے،“ سرداور نے کہا۔ **کتاب گھر کی پیشکش**

”اوہ... تو یہ بات ہے ٹھیک ہے اب بات سمجھ میں آگئی ہے۔ ویسے اس آنکھ کی تیاری میں ابھی کتنا وقت رہتا ہے“، عمران نے کہا۔

”ابھی تو یہ بارٹری فائل ہو رہی ہے۔ آلم کی تیاری کا نمبر تو بعد میں آئے گا،“ سرداور نے کہا۔

”اوکے۔ ٹھک ہے۔ اس بار جب آپ سیلائی بھجوانے لگیں تو مجھے یہلے کاں کر لیں“ عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ ویسے ایسا کبھی کبھارہی ہوتا ہے“ سرداور نے کہا تو عمران نے اوکے اور اللہ حافظ کہہ کر رسیور رکھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج آئی تو عمران نے ہاتھ پڑھا کر رسیور اٹھایا۔

”علی عمران ایم الیسی۔ ذی الیسی (آکسن) بول رہا ہوں۔“ عمران نے کہا۔

”سلطان بول رہا ہوں۔ کیا بنداق کرنے کے لئے میں رہ گیا ہوں اور پھر تم اتنی لمبی بات فون پر کس سے کر رہے تھے۔ گھنٹہ ہو گیا ہے ڈرائی کپ پیشکش چار ہاتھا۔“ سر سلطان نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”دونیکوں کے درمیان میرا ایمان ڈیگار باتھا۔ اسے بھانے کی تدبیر میں مصر

”کما مطالعہ۔ کہا تمہارے توازن خراب ہو گیا ہے جو ایک ادا فوں ساتھ کرنا شروع کر دیا ہے۔“ سلطان نے اور زندہ غصلے لے کاں آگئی، عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کتاب گھر کی پیشکش“ کا نام ایک مختصر تذکرہ ہے جو آنکھیں دیکھنے والے رہنے والیں کے لئے مفید ہے۔

سر سلطان۔ اپنی بیت اودی یہیں اور رس مریدیں ہی۔ دوووں سے ایک معاہدے کے بارے میں سخا و پیامات سامنے آئے ہیں۔ کرتل فریدی نے کہا کہ معاہدہ ہوا ہے جبکہ آپ نے کہا نہیں ہوا۔ اب آپ بتائیں کہ میں کرتا۔ چنانچہ میں نے سرداور کوفون کیا تو انہوں نے دونوں کو سچا کہہ دیا اور ساتھ ہی وضاحت کرو دی کہ معاہدہ ہوا ہے لیکن سر سلطان کو اس کا علم صرف صدر صاحب کو اور سرداور کو ہے۔ عمران نے جواب دیا۔

”اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ لیکن کرتل فریدی کو کسے اس بارے میں علم ہو گا،“ سر سلطان نے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

”اس معاهدے کے خلاف ایک غیر ملکی تنظیم کام کر رہی ہے اور اس کے نمائندے پاکیشیاں بھی چکے ہیں اسی لئے تو کریم فریدی نے مجھے کال کر کے ان کے بارے میں بتایا ہے“ عمران نے کہا۔

”جیت ہے کہ جس معاهدے کو اس قدر ناپ بکرث رکھا جاتا ہے اس کا علم مجرم تنظیموں کو کیسے ہو جاتا ہے“، سرسلطان نے کہا۔

”جن کا کاروبار ہی یہی ہو وہ اسی معلومات بہر حال حاصل کر لیتے ہیں“، عمران نے کہا۔

”اوے۔ ٹھیک ہے اللہ حافظ“، سرسلطان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا تو عمران نے بھی رسیور رکھا ہی تھا کہ فون کی سمجھنی

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

ایک بار پھر نجاحی اور عمران نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا۔

”بے چارہ فون زدہ علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بولنے پر مجبور ہے“، عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ایکسٹو“، دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران چونک پڑا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ ظاہر نے اس لئے اپنی شناخت ظاہر نہیں کی کہ کہیں عمران کے

کتاب گھر کی پیشکش

”اوہ۔ کیا رپورٹ ہے ظاہر“، عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ مس شاہدہ گرانڈ ہوٹ چھوڑ کر سید گنی ایئر پورٹ گنی اور پھر چار ٹاؤن ٹیارے سے وہ ایکریمیا چل گئی ہے“، دوسری

طرف سے کہا گیا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

”واپس چل گئی ہے۔ کیوں۔ کیا اس کا کام مکمل ہو گیا ہے۔“، عمران نے جیت بھرے لمحے میں کہا۔

”اب کیا کہا جا سکتا ہے عمران صاحب۔ بہر حال یہ حقیقی اطلاع ہے۔ صدر نے ہوٹ سے اس کے کاغذات چیک کئے اور پھر وہیں سے

اسے معلومات مل گئیں کہ ہوٹ کی کار میں وہ ایئر پورٹ گنی ہے تو وہ ایئر پورٹ چلا گیا اور وہاں سے اسے یہ بات معلوم ہوئی۔ بلیک زیر و نے کہا۔

”اس کے کاغذات کی نقول تمہارے پاس پہنچ گئی ہیں یا نہیں۔“، عمران نے کہا۔

”جی ہاں۔ میں نے متفاہی ہیں“، بلیک زیر و نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں وہیں آ رہا ہوں اب تو معلوم کرنا ہو گا کہ اتنی جلدی مکمل ہو جانے والا مشن کیا ہو گا“، عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر کھڑا ہو گیا۔

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

☆☆☆

کتاب گھر کی پیشکش

کتاب گھر کی پیشکش

مقید خاک

ساخت جیل سید کا ایک اور شاہ کار ناول..... مقید خاک..... سرز میں فرعون کی آنکھ سے جنم لینے والی ایک تجھیر خیز داستان۔

ڈاکٹر فلکلیل ظفر:- ایک بارث اسپیشلٹ، جو مردہ صدیوں کی دھڑکنیں شوتے لکھا تھا..... یوساف بے:- وہ ساڑھے چار ہزار سال سے

مضطرب شیطانی روحوں کے عذاب کا شکار ہوا تھا..... یوسا:- ایک حرماں نصیب ماں، جسکی بیٹی کوزندہ ہی خوط کر دیا گیا..... مریقی:-

اسکی روح صدیوں سے اس کے جسد خاکی میں مقید تھی..... شیندر رائے ہریخ:- ایک پرائیویٹ ڈیکٹر، اسے صدیوں پرانی گئی کی تلاش

تھی..... مبریجی:- پرکالہ آفت، انسانی قالب میں ڈھلی ایک آسمانی بھلی..... ایکشن، سپنیس اور تھرل کا ایک نہ رکنے والا طوفان.....

یہ ناول کتاب گھر پر جلد آ رہا ہے، جسے ایکشن ایڈو پرچم جوئی ناول سیکشن میں پڑھا جا سکے گا۔

کتاب گھر کی پیشکش



کتاب گھر کی پیشکش

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

جیکن ناراک میں اپنے آفس میں موجود تھا کہ فون کی گھٹنی نہ اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔
”لیں“ جیکن نے کہا۔

”چیف۔ ایگر بول رہا ہوں۔“ مس شاہدہ کے بارے میں پاکیشیا سے معلومات حاصل کی جا رہی ہیں، دوسری طرف سے کہا گیا تو جیکن بے اختیار اچھل پڑا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کون کر رہا ہے اور کس سے۔“ جیکن نے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

”چیف۔ معلومات فروخت کرنے والی بین الاقوامی ایجنٹی ٹیلی شار جس کا ہیڈ آفس ناراک میں ہے کو پاکیشیا سے اس کے لائف ممبر پرنس آف ڈھمپ نے کال کر کے مس شاہدہ کے بارے میں تفصیلات بتا کر پوچھا ہے کہ اس کا تعلق کس ایجنٹی یا تنظیم سے ہے اور اس کے کوائف کیا ہیں لیکن چونکہ آپ نے تمام ایجنٹیوں کو بھاری رقمات دے کر ناگور کے بارے میں معلومات مہیا کرنے سے روکا ہوا ہے اس لئے اسے بھی بھی کہا گیا کہ اس کوائف کی خاتون کے بارے میں ان کے پاس کوئی ریکارڈ نہیں ہے لیکن اس کا انچارج اوگر میرا دوست ہے۔ اس نے مجھے فون کر کے نہ صرف یہ بات بتا دی بلکہ میرے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ پرنس آف ڈھمپ کوڈ نام ہے۔ یہ نام پاکیشیا سکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے انتہائی خطرناک ایجنت عمران کا ہے اور اسی نے بتایا کہ دنیا میں دو آدمیوں کو سب سے زیادہ خطرناک سمجھا جاتا ہے۔ ایک دماک میں اسلامی سیکورٹی کوں کے تحت کام کرنے والا کرٹل فریدی اور دوسرا پرنس آف ڈھمپ علی عمران، دوسری طرف سے تفصیل بتاتے ہوئے کہا گیا۔

”اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ شاہدہ دماک گئی تھی اور وہاں سے پاکیشیا گئی تھی۔ یقیناً کرٹل فریدی نے اسے مارک کیا اور پھر اس نے عمران کو اس کے بارے میں بتایا ہوگا۔ یہ تو شاہدہ نے مجھے پاکیشیا سے فون کر دیا اور میں نے اسے فوری واپس آنے کا کہہ دیا اور نہ وہ لازماً اسے وہیں پاکیشیا میں ٹریس کر لیتے،“ جیکن نے کہا۔

”یہ علی عمران آسانی سے باز نہیں آئے گا۔ چیف اگر یہ ایک بار مس شاہدہ تک پہنچ گیا تو پھر وہ لازماً ناگور تک بھی پہنچ جائے گا۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”تو پھر کیا کیا جائے،“ جیکن نے کہا۔

”مس شاہدہ کو فوری طور پر اندر گراؤند کر دیا جائے چیف۔ اس طرح ہم اطمینان سے اپنی کارروائی کرتے رہیں گے،“ ایگر نے کہا۔
”ہونہ۔ تمہاری بات درست ہے ورنہ یہ لوگ ہمیں کام نہیں کرنے دیں گے،“ جیکن نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے ٹون آنے پر نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”شاہدہ بول رہی ہوں،“ رابطہ قائم ہوتے ہی شاہدہ کی آواز سنائی دی۔

”جیکن فرام ہیڈ آفس،“ جیکن نے کہا۔

”لیں چیف۔ میں نے آج صحیح ہی آفس جائیں کیا ہے۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”تم ایک ماہ کی رخصت لے کر فوری طور پر جزیرہ ہوائی چلی جاؤ تمہارے تمام اخراجات ناگور ادا کرے گا۔ وہاں تم نے ایکریمین میک اپ اور ایکریمین نام اور کاغذات پر اس وقت تک رہتا ہے جب تک تمہیں دوسرے احکامات نہ دیئے جائیں۔“ جیکن نے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ چیف کیا ہوا ہے۔ کیا کوئی خاص بات ہو گئی ہے؟“ شاہدہ نے حیرت بھرے لبجے میں کہا تو جیکن نے اسے ایگر کی رپورٹ کی تفصیل بتا دی۔

کتاب گھر کی پیشکش

”لیکن چیف۔ اس طرح اصل مشن تورہ جائے گا،“ شاہدہ نے کہا۔

”تو تمہارا کیا خیال ہے کہ صرف تم ہی یہ کام کر سکتی ہو۔“ جیکن نے یک نہت انتہائی غصیلے لبجے میں کہا۔

”اوہ چیف۔ میرا یہ مطلب نہیں تھا،“ شاہدہ نے گھبراۓ ہوئے لبجے میں کہا۔

”میں چاہتا تو تمہیں گولی مار دینے کا حکم بھی دے سکتا تھا لیکن تمہاری خدمات کے پیش نظر میں نہ تمہیں یہ آفر کی ہے۔“ جیکن نے کہا۔

”آپ کی مہربانی ہے چیف۔ میں ہمیشہ آپ کی منون رہوں گی،“ شاہدہ نے کاپنے ہوئے لبجے میں کہا۔

”میرے حکم پر فوری عمل کرو،“ جیکن نے سرد لبجے میں کہا اور سیور رکھ دیا۔ اس کا چہرہ ابھی تک غصے سے تتمثرا ہاتھا کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر نجٹھی تو جیکن نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

”لیں۔ جیکن بول رہا ہوں،“ جیکن نے سرد لبجے میں کہا۔

کتاب گھر کی پیشکش

”راڈش بول رہا ہوں تارکیہ سے،“ دوسری طرف سے راڈش کی آواز سنائی دی تو جیکن بے انتیار چونک پڑا۔

”اوہ تم۔ معاوضہ تو مل گیا ہو گا تمہیں،“ جیکن نے کہا۔

”ہاں اور میں نے مطلوبہ معلومات بھی حاصل کر لی ہیں۔ جو آبدوز ٹاپ سے مال وصول کرنے آتی ہے اس آبدوز کا تعلق تارکیہ کی نیوی سے ہے۔ اس کا کیپٹن بشیر رحی نامی آدمی ہے۔ یہاں پ آفیسر ز کالونی کی کوئی نمبر اٹھا رہ میں رہتا ہے اور تارکیہ نیوی کا انتہائی باعتماد سب میرین کیپٹن ہے۔ میرے آدمیوں نے اس کے بات کی اور پھر اسے بھاری معاوضہ پر اس بات پر راضی کر لیا کہ وہ ہمیں بتائے گا کہ وہ مال کو کہاں پہنچاتا ہے تو اس نے بتایا ہے کہ سپلائی وہ آبدوز کے ذریعے بھیرہ روم کو کراس کر کے مسلم ملک لا بیریا کے ایک ویران ساحل جسے غازی ساحل کہا جاتا ہے پہنچاتا ہے۔ وہاں ایک ویگن موجود ہوتی ہے اور دو آدمی بھی جو اسے سرخ رنگ کا کارڈ دیتے ہیں جس پر سورج نکلنے کا منظر ہوتا ہے۔ یہ سپلائی کی رسید ہوتی ہے اور پھر وہ واپس آ جاتا ہے،“ راڈش نے کہا۔

”کیا کوئی ون مخصوص ہیں سپلائی کے لئے،“ جیکن نے کہا۔

”ہاں۔ بقول سب میرین کیپٹن کے سپلائی ہر ماہ کی پندرہ تاریخ کو لازماً پہنچائی جاتی ہے،“ راڈش نے کہا۔

”وہاں غازی ساحل پر کس وقت آبدوز پہنچتی ہے،“ جیکن نے پوچھا۔

”رات پچھلے پہر تین بجے کا وقت ہوتا ہے،“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اس ویگن کے بارے میں کوئی تفصیل۔ اس کا جریشن نمبر یار گن وغیرہ،“ جیکن نے کہا۔

”میں نے اسے پوچھا تھا لیکن اس نے کہا کہ اندھیرے کی وجہ سے وہ چیک نہیں کر سکتا،“ راڈش نے کہا۔

”اوکے۔ بے حد شکریہ،“ جیکن نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر اس نے کریڈل دبایا اور پھر تو ان آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”کرانس کا روپوریشن،“ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”ٹاراک سے جیکن بول رہا ہوں۔ ٹیرم سے بات کراؤ،“ جیکن نے تیز لبجے میں کہا۔

”لیں سر۔ ہولڈ کریں،“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو۔ ٹیرم بول رہا ہوں،“ چند لمحوں بعد ایک بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔

کتاب گھر کی پیشکش

http://www.kitaabghar.com

”جیکن بول رہا ہوں ناراک سے“ جیکن نے کہا۔

”اوہ آپ۔ فرمائیے۔ کیسے یاد کیا ہے“ دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

”لائبریری میں ایک کام ہے۔ کام تو معمولی سا ہے لیکن معاوضہ ڈبل دوں گا بشرطیکہ کام پوری ذمہ داری سے کیا جائے“ جیکن نے کہا۔

”آپ حکم فرمائیں۔ آپ تو کرانس کار پوریشن کے بارے میں جانتے ہیں۔ ہم چھوٹے سے چھوٹا کام بھی انتہائی ذمہ داری کے ساتھ کرتے ہیں“ ٹیرم نے کہا۔

”لائبریری کا ایک ویران ساحل ہے جسے غازی ساحل کہا جاتا ہے“ جیکن نے کہا۔

”ہاں ہے۔ غازی بندراگاہ سے شمال میں طویل ساحل ہے۔“ ٹیرم نے جواب دیا۔

”ہر میں کی پندرہ تاریخ کو چھلی رات تین بجے ایک شیش و گین وہاں پہنچتی ہے اور پھر اسی وقت سمندر سے ایک آبدوز باہر آتی ہے اور اس میں سے سامان نکال کر اس و گین پر لوڈ کرایا جاتا ہے اور یہ کام ہر ماہ کی پندرہ تاریخ کو ہوتا ہے“ جیکن نے کہا۔

”پھر۔ ہمیں کیا کرنا ہوگا“ ٹیرم نے کہا۔

”تم نے صرف اتنا معلوم کرنا ہے کہ یہ و گین اس سامان کی سپلائی لے کر کہاں جاتی ہے۔ یہ سائنسی سامان کی سپلائی ہوتی ہے جو کسی خیہ لیبارٹری تک پہنچائی جاتی ہے۔ تم نے اس لیبارٹری کا محل و قوع معلوم کرنا ہے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ کسی کو معمولی سائنس بھی نہ پڑے“ جیکن نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں معلوم کرلوں گا۔ آج بارہ تاریخ ہے۔ سولہ تاریخ کو آپ کو معلومات مہیا کر دی جائیں گی۔ معاوضہ ایک لاکھ ڈال ہوگا“ ٹیرم نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ معاوضہ پہنچ جائے گا۔ اپنے بیک اور اکاؤنٹ کی تفصیل بتاؤ“ جیکن نے کہا تو دوسری طرف سے تفصیل بتاؤ گئی تو جیکن نے او کے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

”اس کا مطلب ہے یہ لیبارٹری تاریکیہ میں نہیں بلکہ لائبریری میں ہے“ جیکن نے بڑھاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ پڑھا کر سائیڈ ریک سے شراب کی بوتل اٹھا کی اور اس سے کھول کر منہ سے لگالیا۔

کتاب گھر کی پیشکش شیطان صاحب

عمران سیرین اور جاسوی دنیا جیسے بہترین جاسوی اور سراغرسانی سلسلے کے خالق اور عظیم اردو مصنف ابن صفی کے شری قلم کی کاث دائریوں کا انتخاب۔ طنزیہ اور مزاحیہ مضامین پر مشتمل یا انتخاب یقیناً آپ کو پسند آتے گا۔ شیطان صاحب کو کتاب گھر پر طنز و مزاح سیکش میں پڑھا جا سکتا ہے۔

کتاب گھر کی پیشکش



<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

کرٹل فریدی اپنے آفس میں موجود تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرٹل فریدی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔
”لیں۔ کرٹل فریدی بول رہا ہوں“ کرٹل فریدی نے کہا۔

”آرکینا کے راجہ بول رہا ہوں“ دوسری طرف سے ایک موڈبائی آواز سنائی دی۔

”اوہ تم۔ کیا ریپورٹ ہے“ کرٹل فریدی نے چونک کر کہا۔

”کرٹل صاحب۔ شاہدہ نے آرکینا میں اپنا آفس جائے کر لیا تھا لیکن ابھی اطلاع ملی ہے کہ اس نے جزل منیر سے ایک ماہ کی رخصت لی ہے اور جزیرہ ہوائی چالی گئی ہے“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”کب گئی اور کبے حلے میں گئی ہے“ کرٹل فریدی نے پوچھا۔

”ایکریمین میک اپ میں گئی ہے اور اس کا نام کاغذات کی رو سے ماریلا ہے۔ وہ جزیرہ ہوائی پہنچ بھی چکی ہے“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”تم نے اسے پہلے ٹریس کیوں نہیں کیا“ کرٹل فریدی نے پوچھا۔

”آپ کی کال آنے کے بعد میں نے اسے چیک کرایا تو پتہ چلا کہ وہ چھٹی لے کر چالی گئی ہے۔ پھر بڑی مشکل سے اس کی رہائش گاہ ٹریس کرائی گئی اور وہاں موجود چوکیدار سے پتہ چلا کہ وہ جزیرہ ہوائی پہنچیاں گزارنے گئی ہے اور پھر اسی چوکیدار سے معلوم ہوا کہ وہ ایکریمین میک اپ میں گئی ہے اور اس کا حلیہ اور نام بھی اسی چوکیدار سے معلوم ہوا ہے۔ پھر ایسے ریپورٹ سے معلومات حاصل کی گئیں تو یہ بات کنفرم ہو گئی کہ وہ واقعی اسی نام اور حلے سے جزیرہ ہوائی گئی ہے“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”چوکیدار نے از خود یہ سب کچھ بتایا ہے“ کرٹل فریدی نے پوچھا۔

”نہیں جناب۔ اس کے انداز سے معلوم ہوتا تھا وہ کچھ چھپا رہا ہے۔ لہذا اس پر تشدد کر کے یہ سب کچھ معلوم کیا گیا ہے اور چوکیدار ہلاک ہو گیا ہے۔ اس کا ہلاکت کا جواز بنانے کے لئے ہم نے اس رہائش گاہ میں باقاعدہ ڈکیتی کا ڈرامہ کیا ہے تاکہ پویس بھی غلط سمت میں کارروائی کرے اور شاہدہ کو بھی یہی اطلاع ملے کہ چوکیدار ڈکیتی کے دوران مزاحمت کرتا ہوا ہلاک ہوا ہے“ راجرنے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”حلیہ کیا ہے“ کرٹل فریدی نے پوچھا تو دوسری طرف سے حلیہ بتا دیا گیا۔

”اوے۔ ڈکیت یو“ کرٹل فریدی نے کہا اور رسیور رکھ دیا اور پھر اس نے میز کی دراز کھوٹی اور اس میں سے ایک ڈاڑھی نکال کر میز پر رکھی اور اسے کھوٹ کرے صفحے پلنے شروع کر دیئے۔ کافی دیری تک وہ صفحے پلتا رہا پھر اس نے ایک صفحے کو غور سے دیکھا اور اس کے ساتھ ہی ہاتھ بڑھا کر اس نے فون کا رسیور اٹھا لیا اور تیزی سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”مار جو ناکلب“ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوائی آواز سنائی دی۔

”میں دماک سے کرٹل فریدی بول رہا ہوں۔ مار جو تا سے بات کراؤ“ کرٹل فریدی نے کہا۔

”ہو لڈ کریں“ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔

”ہیلو۔ مار جو نا بول رہا ہوں“ چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ خاصا کرخت تھا۔

”کرٹل فریدی بول رہا ہوں دماک سے“ کرٹل فریدی نے کہا۔

”اوہ۔ اوہ کرٹل صاحب آپ۔ مجھے تو صرف یہی بتایا گیا تھا کہ دماک سے کال ہے۔ حکم فرمائیے“ مارجونا نے اس بار قدرے موددانہ لجھے میں کہا۔

”ایک عورت کا جیونٹ کرو“ کرٹل فریدی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے شاہدہ کا ایکریمین میک اپ والا حلیہ تفصیل سے بتادیا۔

”لیں کرٹل۔ حلیہ میں نے نوٹ کر لیا ہے“ مارجونا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس جلنے میں اس عورت کا نام مارسیلا ہے اور یہ ایکریمیا کی ریاست آرکینا سے جزیرہ ہوائی شفت ہوئی ہے۔ اسے ٹریس کراؤ اور پھر اس سے معلوم کرو کہ اس کا تعلق ایکریمیا کی کس تنظیم سے ہے اور اس تنظیم کے بارے میں اس کے جو معلومات بھی مل سکتی ہیں وہ معلوم کرو“ کرٹل فریدی نے کہا۔

”ٹھیک ہے کرٹل صاحب۔ کام ہو جائے گا“ مارجونا نے کہا۔

”معاوضہ کی فخرمت کرنا۔ معاوضہ تمہاری توقع سے کہیں زیادہ ملے گا“ کرٹل فریدی نے کہا۔

”مجھے معلوم ہے کرٹل صاحب۔ میں آپ کو کہاں روپورٹ دوں اور ہاں یہ بھی بتا دیں کہ اس عورت کو زندہ رکھنا ہے یا نہیں۔“ مارجونا نے کہا۔

”مجھے معلومات چاہیں مکمل اور جتنی۔ اس کا جوانجام ہوتا ہے اس کی مجھے پرواہ نہیں۔ ویسے یہ بتا دوں کہ یہ عورت اصل میں ایشیائی ہے اور اس نے ایکریمین میک اپ کیا ہوا ہے۔ اس کا اصل نام شاہدہ ہے۔ یہ سب پہلے چیک کر لینا تاکہ کسی غلط عورت پر ہاتھ نہ ڈال بیٹھو“ کرٹل فریدی نے کہا۔

”اوکے“ مارجونا نے کہا تو کرٹل فریدی نے اپنا فون نمبر بتا کر رسیور رکھ دیا اور پھر تقریباً دو گھنٹوں بعد فون کی گھنٹی نجٹ اٹھی تو کرٹل فریدی نے رسیور اٹھایا۔

”کرٹل فریدی بول رہا ہوں“ کرٹل فریدی نے کہا۔

”مارجونا بول رہا ہوں کرٹل صاحب۔ جزیرہ ہوائی سے۔“ دوسری طرف سے مارجونا کی آواز سنائی دی۔

”ارے اتنی جلدی معلومات حاصل کر لی ہیں تم نے۔“ کرٹل فریدی نے کہا۔

”سوری کرٹل صاحب۔ آپ کا کام نہیں ہو سکا۔ اس لئے کہ ہم سے پہلے مارسیلا کو ہلاک کر دیا گیا تھا۔ جب ہم نے اس کی تلاش شروع کی تو ہمیں اطلاع ملی کہ اس جلنے کی عورت کو رین بولکب میں گولی مار دی گئی ہے اور لاش پولیس ہیڈ کوارٹر میں ہے تو ہم نے وہاں سے معلومات حاصل کیں تو واقعی وہاں مارسیلا کی لاش موجود تھی۔ پھر پولیس کو پتہ چلا کہ یہ میک اپ میں ہے تو پولیس نے اس کا میک اپ واش کیا۔ اصل چہرہ واقعی ایشیائی تھا۔ اب پولیس اس کے قاتلوں کو تلاش کر رہی ہے“ مارجونا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس کے پاس کوئی ڈائری یا کوئی شاختی نشان وغیرہ ملا ہو گا“ کرٹل فریدی نے کہا۔

”میں نے اس پر بھی کام کیا ہوا ہے کرٹل صاحب۔ پولیس نے اس کے پرس کی تلاشی میں ہے۔ پرس میں صرف اس کے مارسیلا والے کاغذات اور بھاری رقم ہے اور اس کے علاوہ کچھ نہیں۔ البتہ چونکہ وہ رین بولکب میں ظہری ہوئی تھی اس لئے وہاں اس کے کمرے کی بھرپور تلاشی میں لیکن ماسوائے لباسوں کے اور کچھ نہیں مل سکا“ مارجونا نے کہا۔

”اوکے۔ معاوضہ تمہیں بہر حال مل جائے گا۔ گذبائی۔“ کرٹل فریدی نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”اس کا مطلب ہے کہ اسے باقاعدہ ہلاک کیا گیا ہے اور یقیناً یہ اس کی تنظیم کا کام ہو گا۔ انہیں اطلاع مل گئی ہو گی کہ آرکینا میں اس کی

رہائش گاہ پر چوکیدار ہلاک کر دیا گیا ہے جس سے وہ بمحض گئے ہوں گے کہ مارسیلا کے بارے میں اطلاع ہم تک پہنچ چکی ہے اس لئے اسے فوری طور پر آف کر دیا گیا،“ کرٹل فریدی نے بڑی اتنے ہوئے کہا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور کیپشن حمید اندر داخل ہوا۔
”کیا ہوا۔ آپ کا چہرہ بتا رہا ہے کہ کوئی خلاف توقع کام ہو گیا ہے،“ کیپشن حمید نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔
”ہاں۔ ہر طرف سے ہمارا راستہ روکا جا رہا ہے،“ کرٹل فریدی نے کہا اور شاہدہ کی ہلاکت کے بارے میں تفصیل بتا دی۔
”کیا اس شاہدہ کے علاوہ اور کوئی سراغ نہیں ہے ہمارے پاس،“ کیپشن حمید نے کہا۔
”نہیں احال تو کوئی نہیں،“ کرٹل فریدی نے کہا۔

”تو پھر آپ نے اسے ڈھیل دے کر غلطی کی ہے۔ جب وہ یہاں موجود تھی اسے آسانی سے پکڑ کر سب کچھ معلوم کیا جا سکتا تھا۔“ کیپشن
حید نے منہ بنتا تھے ہوئے کہا۔
”ہاں۔ لیکن اس وقت یہ معلوم نہیں تھا کہ واقعات و حالات اس انداز میں تبدیل ہو جائیں گے۔ اب مجھے اس تنظیم کا سراغ لگانے
کے لئے آر کینا جانا ہوگا،“ کرتل فریدی نے کہا۔

”وہاں اس کی مستقل رہائش گاہ تھی اور ایسی عورتیں لامحالہ کوئی نہ کوئی ڈا�ی بایا داشت رکھتی ہیں۔ اس کی رہائش گاہ کی تلاشی یعنی ہو گی،“
<http://www.kitaabghar.com>

”یہ کام میں آسانی سے کر سکتا ہوں،“ کیپشن حمید نے کہا۔
”ٹھیک ہے۔ تم چلے جاؤ۔ اب اداڑے کا نام آرسینیا اسٹر پرائزز ہے۔ جہاں یہ کام کرتی تھیں۔ وہاں سے تمہیں اس کی رہائش گاہ کا
پتہ چل جائے گا،“ کرٹل فریدی نے کہا۔

<http://www.kitaabghar.com>

”ٹھیک ہے،“ کیپشن حمید نے کہا اور انھوں کھڑا ہوا۔

<http://www.kitaabghar.com>

کتاب گھر کی پیشکش

<http://www.kitaabqhar.com>

کتاب گھر کی پیشکش

<http://www.kitaabghar.com>

چور بازار

کتاب گھر کی پیشکش

بعض لوگ سیاست کا سہارا لے کر کس طرح ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں، چور بازا۔ پڑھ کر آپ بخوبی اندازہ لگا سکیں گے۔ جرم و سراغرسانی کی دلچسپ کہانی۔ ایک پرمارکیٹ میں ہونے والی عجیب و غریب چوریوں کا احوال جہاں دکانوں کا ساز و سماں تالا توڑے اور نقب لگائے بغیر غائب ہو رہا تھا۔ اثر نعمانی کے تخلیق کردہ سراغرساں ندیم اختر کا کارنامہ۔

چور بازار کتاب گھر کے جاسوسی ناول سیکشن میں پڑھی جا سکتی ہیں۔

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

کتاب گھر کی پیشکش



کتاب گھر کی پیشکش

<http://www.kitaabghar.com>
<http://www.kitaabghar.com>

عمران دلنش منزل کے آپریشن روم میں موجود تھا۔ بلیک زیر و پکن میں چائے بنانے گیا ہوا تھا۔ عمران نے میں الاقوامی معلومات فراہم کرنے والی ایجنسی سے شاہدہ کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی تھی لیکن اسے بتایا گیا تھا کہ اس حلنے اور نام کی کسی عورت کے کوئی ان کے پاس موجود نہیں ہیں اور اب وہ بیٹھا سوق رہا تھا کہ کتنی فریبی سے بات کر کے لیکن پھر وہ اس لئے رک گیا کہ وہ پہلے اس بات کا سراغ لگانا چاہتا تھا کہ شاہدہ پاکیشیا کیوں آئی تھی۔ پاکیشیا کا اس لیبارٹری سے کیا لٹک ہو سکتا ہے۔ گوسرا دوسرے اسے بتایا تھا کہ ڈاکٹر عبداللہ کی ڈیماڈ پر سائنسی سپلائی دماک بھجواتے ہیں اور یہ سپلائی سفارت خانے کے ذریعے وہاں بھیجی جاتی ہے لیکن اسے معلوم تھا کہ آگے کوئی طویل چین ہو گی۔ اس کے ذہن میں اس کی بجائے اور بہت سے خیالات بیک وقت گردش کر رہے تھے۔ اسے یہ سمجھنا آرہا تھا کہ اگر ایک یہیا کی کوئی سرکاری ایجنسی اس لیبارٹری کے خلاف کام کر رہی ہے تو پھر ایک مسلمان لڑکی شاہدہ کو وہ لوگ اس معاملے میں آگئے نہیں کر سکتے تھے کیونکہ بہر حال اتنی بات وہ بھی سمجھتے تھے کہ لیبارٹری میں جو کام ہو رہا ہے وہ مسلمانوں اور مسلم ممالک کے مقابلہ میں ہو رہا ہے اس لئے ایک مسلمان لڑکی کیسے اس کے خلاف کام کر سکتی ہے۔ یا پھر ایسا ہو سکتا تھا کہ شاہدہ کو کسی اور کام کے لئے آگے لا یا گیا ہو کیونکہ اس نے دماک اور پاکیشیا میں کام کرنا تھا اس لئے کسی ایک یہیں ایجنت کی بجائے اسے آگے لا یا گیا تا کہ کسی کوشک نہ پڑ سکے۔ لیکن پھر شاہدہ فوری طور پر واپس کیوں چل گئی۔ وہ کس لئے آئی تھی اور کیوں چل گئی۔ کیا وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو کر واپس گئی تھی یا نہیں اور اس کے ساتھ ساتھ اس کے ذہن میں ایک اور خیال بھی آرہا تھا کہ ایک یہیں ایجنسی یا تنظیم اس لیبارٹری کے سلسلے میں کیا مقاصد رکھتی ہے۔ کیا یہ اسے تباہ کرنا چاہتے ہیں یا وہاں سے کسی سائنسدان کواغوا کرنا چاہتے ہیں۔ یہ ساری باتیں اس کے ذہن میں گلڈ مدد ہو رہی تھیں۔

”کیا ہوا عمران صاحب آپ بڑی گھری سوق میں غرق ہیں؟“ اچاک بلیک زیر و کی آواز سنائی دی تو عمران چونک کر سیدھا ہو گیا۔ بلیک زیر و اس کے قریب کھڑا تھا اور اس نے عمران کے سامنے میز پر چائے کی پیالی رکھ دی تھی۔

”بوڑھا ہوتا جا رہا ہوں اور تمہیں معلوم ہے کہ بوڑھے اب صرف سوق ہی سکتے ہیں،“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو بلیک زیر و بے اختیار نہ پڑا جبکہ عمران مرکراپنی کری پر بیٹھ چکا تھا۔

”آپ کیسے بوڑھے ہو سکتے ہیں عمران صاحب۔ بوڑھے تو وہ ہوتے ہیں جو عمل سے ہوتے ہیں۔ آپ محض عمل ہیں،“ بلیک زیر و نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اگر تمہارا فلسفہ درست مان لیا جائے تو تمہیں تو سب سے پہلے بوڑھا ہونا چاہئے کہ تم عمل سے مسلسل پہنچئے ہوئے ہو۔“ عمران نے چائے کی چکلی لیتے ہوئے کہا۔

”میں کیسے بوڑھا ہو سکتا ہوں۔ میں تو آپ لوگوں کی راہ پر چلتا ہوں،“ بلیک زیر و نے کہا تو عمران اس کے خوبصورت جواب پر بے اختیار نہ پڑا۔

”کاش کبھی تم نے حقیقی عمل پر بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس کو چلانے کا سوچا ہوتا،“ عمران نے کہا تو بلیک زیر و بے اختیار چونک پڑا۔ ”حقیقی عمل۔ کیا مطلب؟“ بلیک زیر و نے حرمت بھرے لبھے میں کہا۔

”وہی جس کے بعد چیزوں کی آوازیں گونجنے لگتی ہیں،“ عمران نے کہا تو بلیک زیر و بے اختیار کھلکھلا کر نہ پڑا۔

”آپ تیار ہو جائیں تو یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے،“ بلیک زیر و نے بہتے ہوئے کہا لیکن پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا فون کی گھنٹی نج

اُجھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر سیور اٹھالیا۔

”ایکسٹو“ عمران نے مخصوص لمحے میں کہا۔

”جو لیا بول رہی ہوں چیف“ دوسری طرف سے جولیا کی موڈ بان آواز سنائی دی۔

”لیں“ عمران نے کہا۔

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

”چیف۔ چوہان نے روپرٹ دی ہے کہ شاہدہ نے یہاں اپنے قیام کے دوران فارن آفس کے آفیسر وارث خان سے اس کی رہائش گاہ پر ملاقات کی ہے“ جولیا نے کہا۔

”کیسے معلوم ہوا اسے“ عمران نے سرد لمحے میں کہا۔

”چوہان شاہدہ کی سرگرمیوں کی کھونج لگانے کی مسلسل کوشش کرتا رہا ہے اور پھر وہ ایک ٹیکسی ڈرائیور کو ٹریلیں کرنے میں کامیاب ہو گیا جو ہوٹل گرائڈ میں ڈیوٹی دیتا تھا۔ لیکن پھر یمارہ ہو جانے کی وجہ سے ہوٹل نہ آسکا۔ اس سے معلوم ہوا ہے کہ اس نے شاہدہ کو ہوٹل سے پک کر کے فارن آفیسرز کا لومنی میں ایک کوٹھی پر ڈریپ کیا اور پھر تقریباً تین گھنٹوں تک وہ وہیں رہی۔ تین گھنٹوں بعد شاہدہ کو واپس لے جا کر اس نے ہوٹل پہنچایا۔ اس ٹیکسی ڈرائیور نے بتایا ہے کہ اس کوٹھی کے باہر وارث خان کے نام کی پلیٹ لگی ہوئی تھی، جولیا نے کہا۔

”گذشو۔ چوہان نے واقعی کام کیا ہے۔ لیکن اب جبکہ شاہدہ واپس جا چکی ہے اب اس پر مزید کام کرنے کی ضرورت نہیں۔“ عمران نے کہا۔

”لیں چیف“ دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے مزید کچھ کہے بغیر کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر اس نے انکو اڑی کے نمبر پر لیں کر دیئے۔

”لیں۔ انکو اڑی پلیز“ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوی آواز سنائی دی۔

”فارن آفس کے انچارج کا نمبر دیں“ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر تادیا گیا تو عمران نے ایک بار پھر کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر انکو اڑی آپریٹر کے تائے ہوئے نمبر پر لیں کر دیئے۔

”فارن آفس“ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوی آواز سنائی دی۔

”میں اسپکٹر اٹھلی جنس شاہد وحید بول رہا ہوں۔ انچارج کون صاحب ہیں فارن آفس کے“ عمران نے کہا۔

”وارث خان صاحب ہیں“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

<http://www.kitaabghar.com>

”ان سے بات ہو سکتی ہے“ عمران نے کہا۔

<http://www.kitaabghar.com>

”وہابھی اٹھ کر اپنی رہائش گاہ گئے ہیں۔ آپ وہاں فون کر لیں“ لڑکی نے جواب دیا اور ساتھ ہی فون نمبر بھی بتا دیا۔

”تھیک یو“ عمران نے کہا اور سیور رکھ دیا۔

”یہ وارث خان کوئی خاص اہمیت رکھتا ہے“ بلیک زیر و نے کہا۔

”ہاں۔ مجھے سرداور نے بتایا تھا کہ لیبارٹری کے انچارج ڈاکٹر عبداللہ کی ڈیماڈ پروویڈلی ای فارن آفس کے ذریعے دماک کے ایک ادارے کو بھجواتے ہیں اور اب یہ بات تم نے سن لی کہ وارث خان فارن آفس کا انچارج ہے اور اس شاہدہ نے اس وارث خان سے ملاقات کی ہے اور یہ ملاقات بھی کئی گھنٹوں تک جاری رہی۔“ عمران نے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ شاہدہ اس سپلائی کے بارے میں معلوم کرنے آئی تھی“ بلیک زیر و نے کہا۔

”اس سپلائی کے بارے میں تو اسے یقیناً پہلے سے علم تھا اس لئے تو وہ پاکیشیا آ کر وارث خان سے ملی ورنہ اسے کیسے معلوم ہو سکتا تھا کہ سپلائی فارن آفس کے ذریعے بھجوائی جاتی ہے“ عمران نے کہا۔

”تو پھر وہ یہاں کیوں آئی تھی“، بلیک زیر و نے الجھے ہوئے الجھے میں کہا۔

”میرا خیال ہے کہ وہ سرداور کو ٹریس کرنا چاہتی ہو گی تاکہ ان کے ذریعے ڈاکٹر عبداللہ تک پہنچ سکے۔ لیکن پھر اچاک اس کی واپسی ہو گئی“، عمران نے کہا۔

”ہو سکتا ہے کہ اسے وارث خان کی طرف سے کوئی ایسی اطلاع ملی ہو کہ اسے یقیناً آگیا ہو کہ اس کا کام نہیں ہو سکتا اس لئے اس نے واپس جانے کا سوچا ہوا، بلیک زیر و نے کہا۔

”ایسی صورت میں وہ چار ڑڑ طیارے سے واپس نہ جاتی بلکہ عام فلامٹ سے چلی جاتی ہے۔ چار ڈڑ طیارے سے اسی وقت سفر کیا جاسکتا ہے جب کوئی ایم جنسی ہوا را ایم جنسی بھی ہو سکتی ہے کہ اس کا کام ہو گیا تھا“، عمران نے کہا۔

”یہ فارن آفس سر سلطان کے تحت ہو گا“، بلیک زیر و نے کہا۔

”ہاں۔ یہ آفس دوسرے ممالک میں پاکیشیائی سفارت خانوں کو کنٹرول کرتا ہے“، عمران نے کہا۔

”آپ نے کرٹل فریدی صاحب کو تو بتا دیا ہو گا کہ شاہدہ کی واپسی کے بارے میں“، بلیک زیر و نے کہا۔

”ہاں اور وہ بھی اس کی اس طرح فوری واپسی پر حیران ہوئے تھے“، عمران نے کہا۔

”کرٹل صاحب کے پاس براہ راست اسی لیبارٹری کی سیکورٹی ہے اس لئے انہوں نے یقیناً اس طرح شاہدہ کی واپسی کی وجہ جاننے کی کوشش کی ہو گئی“، بلیک زیر و نے کہا تو عمران بے اختیار چونکہ پڑا۔

”اوہ ہاں۔ میں ان سے بات کرتا ہوں“، عمران نے کہا اور فون کار سیوراٹھا کرتیزی سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”اسلامک سیکورٹی کو نسل“، رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”میں پاکیشیائے علی عمران بول رہا ہوں۔ کرٹل فریدی سے بات کرائیں“، عمران نے کہا۔

”لیں سر۔ ہولڈ کریں“، دوسری طرف سے موڈبانہ الجھے میں کہا گیا۔

”فریدی بول رہا ہوں“، چند لمحوں بعد کرٹل فریدی کی آواز سنائی دی۔

”علی عمران ایم ایس اسی۔ ڈی ایس سی (آکسن) مرید خاص بارگاہ پیر و مرشد کی خدمت میں سلام عرض کرتا ہے“، عمران کی زبان روایت ہو گئی۔

”سوری رائگ نمبر“، دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران کرٹل فریدی کے اس خوبصورت جواب پر بے اختیار ٹھکٹھلا کر لیں پڑا۔

”لوگ تو چاہتے ہیں کہ انہیں ایسا کہا جائے اور آپ برانتے ہیں“، عمران نے ہفتے ہوئے کہا۔

”میں اللہ تعالیٰ کا عاجز اور گنہگار بندہ ہوں اور ہر وقت اس سے استغفار کرتا رہتا ہوں جبکہ تم نے مجھے خواہ خواہ پیر و مرشد بنانا ذالا ہے“، کرٹل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”وہ کیا کہتے ہیں کہ بلند رتبہ اپنے دست و بازو کے زور پر حاصل نہیں کیا جاسکتا جب تک کہ بخشنے والا اللہ تعالیٰ کسی کو نہ بخشنے۔“، عمران نے کہا۔

”تم اپنے پاس دور تبے رکھے ہوئے ہو کیا یہ کافی نہیں ہیں“، کرٹل فریدی نے کہا۔

”دور تبے۔ وہ کیسے“، عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ایک ظاہری رتبہ جسے تم ڈاگریوں سمیت ظاہر کرتے ہو اور دوسرا رتبہ جسے تم نے بوتل میں بندگر کر رکھا ہے“، کرٹل فریدی نے جواب دیا تو عمران ایک بار پھر نہیں پڑا۔ کرٹل فریدی نے اسے براہ راست چیف آف پاکیشی ایکٹ سروں کہنے کی بجائے خوبصورت اشارے سے کام لیا تھا کیونکہ محاور تباوت میں جن کو بند رکھا جاتا ہے وہ جن جو سارے کام کر سکتا ہو۔

”ان دونوں رتبوں سے مرشد کا رتبہ پھر بھی بلند ہے۔“ عمران نے کہا۔

”تو ٹھیک ہے تمہیں ایکسٹو کامریڈ کہا جاسکتا ہے۔“ کرٹل فریدی نے جواب دیا تو عمران ایک بار پھر ہنس پڑا۔

”آپ کا مطلب ہے کہ چیف جو چھوٹا سا صیک مجھے روپیٹ کر دے دیتا ہے اب میں اس سے بھی ہاتھ دھونیں گوں۔ یہ دل کو تو دیا جاتا ہے ان سے لیا نہیں جاتا،“ عمران کہاں آسانی سے خاموش ہونے والوں میں سے تھا اور اس بار کرٹل فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔

”کیسے فون کیا ہے۔ کوئی خاص بات؟“ کرٹل فریدی نے کہا۔

”وہ مس شاہدہ کے بارے میں معلوم کرنا تھا۔ یہاں سے تو وہ ایسی بھائی ہے جیسے مجھے میسے منجاش مرنج سے اسے کوئی بڑا خطرہ لاحق ہو گیا ہو،“ عمران نے کہا۔

”شاہدہ کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور میرا خیال ہے کہ ایسا صرف تمہاری وجہ سے ہوا ہے،“ کرٹل فریدی نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو عمران کے ساتھ ساتھ سامنے بیٹھا ہوا بیک زیر و بھی بے اختیار چونک ہنس پڑا۔

”ہلاک کر دیا گیا ہے اور میری وجہ سے۔ کیا مطلب۔ میری تو اس سے ملاقات ہی نہیں ہوئی،“ عمران نے کہا۔

”وہ یقیناً سپلائی کا سراغ لگاتی ہوئی اپنے طور پر پاکیشیاں ہو گی اور اس نے جب پاکیشیا سے اپنے چیف کور پورٹ دی تو بے چارہ چیف پاکیشیا کا نام سنتے ہی لرزائھا ہو گا کیونکہ تمہاری دہشت ہی اتنی ہے کہ پاکیشیا کا نام آتے ہی تمہاری خوفناک کارکروگی سب کے سامنے آ جاتی ہے اس لئے اس نے یقیناً اسے فوری طور پر واپس طلب کر لیا۔ شاہدہ ایکریمیا کی ریاست آرکینا میں ایک ادارے میں کام کرتی تھی۔ وہ سیدھی وہاں گئی لیکن وہاں سے فوراً چھٹی لے کر ایکریمین میک اپ میں مارسیلا کے نام سے جزیرہ ہوائی بھجوادی گئی اور پھر جزیرہ ہوائی میں اسے ہلاک کر دیا گیا۔ وہی تمہارے خوف کی وجہ سے،“ کرٹل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا تو اس بار عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”مطلوب ہے میری دہشت تو پاکیشیا تک محدود ہے لیکن یہ مرشد کی دہشت ایکریمیا اور جزیرہ ہوائی تک پھیلی ہوئی ہے لیکن آپ نے یہ بات کیسے ٹریس کی کہ وہ سپلائی کا سراغ لگاتے ہوئے پاکیشیا آئی تھی،“ عمران نے کہا۔

”جس تنظیم سے وہ تعلق رکھتی ہے وہ تنظیم اس لیبارٹری کو ٹریس کرنا چاہتی ہے تاکہ اس لیبارٹری کو تباہ کیا جاسکے اور اس کے لئے انہوں نے سپلائی لائن کو چیک کیا اور مجھے معلوم ہے کہ خصوصی سپلائی پاکیشیا کے فارن آفس سے یہاں دماک کے ایک ادارے کو بھجوائی جاتی ہے اور یہ کام وہاں پاکیشیا میں فارن آفس کے انچارج وارث خان کے ذمے پاکیشیا کے صدر نے براہ راست لگایا ہوا ہے۔ شاہدہ یقیناً وارث خان سے ملی ہو گی۔ اس سے شاہدہ لیبارٹری کا محل وقوع معلوم کرنا چاہتی ہو گی،“ کرٹل فریدی نے تفصیلی تجزیہ کرتے ہوئے کہا۔

”آپ کا تجزیہ درست ہے۔ مجھے ابھی ابھی اطلاع ملی ہے کہ وہ وارث خان سے فی الحال لیکن سپلائی سرداوار بھجواتے ہیں اور وارث خان کے ذریعے وہ کسی صورت بھی سرداوار تک نہ پہنچ سکتی تھی اور دوسرا بات یہ کہ سرداور کا براہ راست کوئی تعلق لیبارٹری سے نہیں ہے بلکہ لیبارٹری انچارج ڈاکٹر عبداللہ انہیں فون کر کے ڈیماٹڈیتے ہیں اور سرداور ان کی ڈیماٹڈ کے مطابق پاکیشیا سے سپلائی دماک بھجوائیتے ہیں اور بس،“ عمران نے کہا۔

”انہیں ڈاکٹر عبداللہ کا فون نمبر تو معلوم ہو گا،“ کرٹل فریدی نے کہا۔

”نہیں۔ پہلی بار جب اس بارے میں ان سے بات ہوئی تو مجھے پوچھنا یا انہیں رہا لیکن پھر خیال آنے پر میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ انہیں فون نمبر یا فریکونسی کا علم نہیں ہے۔ ڈاکٹر عبداللہ جب چاہتے ہیں خود فون پر بات کر لیتے ہیں اس لئے انہیں بھی معلوم نہیں ہے کہ یہ لیبارٹری کہاں ہے،“ عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ پھر تو شاہدہ وہاں کام بھی کرتی تب بھی کچھ معلوم نہ کر سکتی تھی،“ کرٹل فریدی نے کہا۔

”آپ کو تو معلوم ہو گا اس بارے میں،“ عمران نے کہا۔

”نہیں۔ معاملے کے مطابق اسے ٹاپ سیکرٹ رکھا گیا ہے۔ میرا ایک گروپ ڈاکٹر عبداللہ کے پاس بھجوایا گیا تھا لیکن یہ وہاں مستقل

رہتا ہے اور میراں سے کوئی رابطہ نہیں ہے اور یہ گروپ کرائس بھجوایا گیا تھا کیونکہ ڈاکٹر عبداللہ اس وقت کرائس میں تھے اس کے بعد وہ کہاں گئے ہیں معلوم نہیں۔ البتہ اندازہ ہے کہ لیمارٹری تارکیہ میں ہے کیونکہ ڈاکٹر عبداللہ کا تعلق بھی تارکیہ سے ہے، ”کرنل فریدی نے کہا۔

”لیکن اس قدر رثاپ سیکرٹ ہونے کے باوجود اس تنظیم یا اجنسی کو جس سے شاہدہ کا تعلق تھا کیسے اس کا علم ہو گیا؟“ عمران نے کہا۔

”کسی نہ کسی طرح ہو گیا ہو گیا لیکن انہیں بھی اس کے محل و قوع کا علم نہیں ہو سکتا“، کرنل فریدی نے کہا۔

”لیکن کیا آپ کا گروپ اس لیمارٹری کی حفاظت کر سکے گا؟“ عمران نے کہا۔

”جوتم کہنا چاہتے ہو وہ میں سمجھتا ہوں۔ لیکن ڈاکٹر عبداللہ کسی صورت بھی اسے کسی پر اپن نہیں کرنا چاہتے اس لئے مجبوری ہے“، کرنل

کتاب گھر کی پیشکش

”ہم اس اجنسی کا توپتہ چلا سکتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ ہم اطمینان سے بیٹھے رہیں اور وہ کارروائی کر گزریں“، عمران نے کہا۔

”اس سلسلے میں شاہدہ کو چیک کرنے کی میں نے کوشش کی تو اسے ہلاک کر دیا گیا۔ اب میں نے میپن حمید کو آرکیتا بھجوایا ہے تاکہ وہاں شاہدہ کے ذاتی سامان سے شاہید کوئی ایسی چیز مل جائے جس سے اس اجنسی کے بارے میں معلوم ہو سکے“، کرنل فریدی نے کہا۔

”جب وہ دمک میں تھی تب تو اس سے آسانی سے معلومات حاصل کی جا سکتی تھیں“، عمران نے کہا۔

”ہاں۔ لیکن اس وقت میں نے اس لئے اسے ڈھیل دے دی کہ وہ جس لائن پر چل رہی ہے اس بارے میں ہمیں اپنے طور پر معلوم ہو سکے ورنہ اگر اس پر ہاتھ ڈال دیا جاتا تو اس کی اجنسی الرٹ ہو جاتی اور پھر تمام کلیوختم کر دیتے جاتے“، کرنل فریدی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میرے پاس صرف شاہدہ کی ٹپ تھی جو آگے نہیں چل سکی۔ ویسے میں اپنے طور پر کوشش کروں گا کیونکہ اس لیمارٹری کا تحفظ تمام عالم اسلام کا فرض ہے“، عمران نے کہا۔

کتاب گھر کی پیشکش

”ضرور کوشش کرو و“، دوسری طرف سے کہا گیا۔

”آپ میرے حق میں دعا کرتے رہیں۔ اللہ حافظ“، عمران نے کہا اور سیورہ کھدیا۔

”عمران صاحب۔ میرا خیال ہے کہ کرنل فریدی صاحب اس معاملہ میں بھرپور انداز میں دلچسپی نہیں لے رہے۔ شاید انہیں اپنے گروپ پر اعتماد ہے“، بلیک زیرو نے کہا۔

کتاب گھر کی پیشکش

”نہیں۔ ایسا نہیں ہے۔ ویسے ہمیں اپنے طور پر اس سلسلے میں کام کرنا چاہیے“، عمران نے کہا۔

”لیکن جب کوئی کلیوہی نہیں تو پھر کیسے کام آگے گے بڑھایا جا سکتا ہے؟“، بلیک زیرو نے کہا۔

”وہ عمر و عیار کی زنبیل مجھے دو۔ شاید اس میں سے کوئی ایسا حوالہ نکل آئے جس کے ذریعے کوئی پری قابو کی جاسکے۔“، عمران نے کہا تو بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے میز کی دراز کھول کر اس میں سے سرخ جلد والی صنیم ڈائری نکال کر عمران کو دے دی۔ اس ڈائری میں عمران نے دنیا بھر کے لوگوں کے نام پتے اور فون نمبرز وغیرہ درج کئے ہوئے تھے اور وہ اسے عمر و عیار کی زنبیل کہا کرتا تھا۔ عمران نے ڈائری کھولی اور پھر اس کی ورق گردانی شروع کر دی۔ کافی دیر تک وہ اسے دیکھتا رہا پھر اچانک ایک صفحہ پر جب اس کی نظریں پڑیں تو وہ چونک پڑا۔ اس نے اس صفحہ کو چند لمحوں تک غور سے دیکھا اور پھر ڈائری الٹ کر میز پر رکھی اور فون کا رسیور اٹھا کر نمبر پر لیں کر دیے۔

”انکوا ڈائری پلیز“، رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”ایکر پیسیا کار ایبل نمبر اور اس کے شہر نشان کا رابطہ نمبر دیں“، عمران نے کہا تو دوسری طرف سے دونوں نمبر بتا دیئے گئے تو عمران نے کریڈل دبایا اور پھر نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔ ”ہارڈنگ کلب“ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ ایکر پیسیں تھا۔

”رابرٹ سے بات کرائیں۔ میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں“، عمران نے کہا۔

”پاکیشیا سے۔ اوہ اچھا۔ ہولڈ کریں“، دوسری طرف سے چونک اور حیرت بھرے لمحے میں کہا گیا۔

”ہیلورابرٹ بول رہا ہوں،“ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک بھاری آواز سنائی دی۔

”علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں پا کیشیا سے،“ عمران نے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ آپ کی ڈگریاں سن کر مجھے یاد آگیا ہے ورنہ تو اتنا طویل وقت گزر گیا ہے کہ آپ کا نام ہی میرے ذہن میں نہ آ رہا تھا۔

فرمائیے کیسے یاد کیا ہے۔ کوئی حکم،“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

<http://www.kitaabghar.com>

”تمہیں تو میرا نام تک یاد نہیں رہا لیکن مجھے یاد ہے کہ تم نے آٹھ سال پہلے ہونے والی ملاقات میں بتایا تھا کہ تم لگن آنے سے پہلے آرکینا میں طویل عرصے تک بنس کلب کرتے رہے ہو،“ عمران نے کہا۔

”آپ کی یادا شت واقعی حیرت انگیز ہے۔ عمران صاحب۔ آپ کی بات درست ہے۔ آرکینا تو میری جائے پیدائش ہے اور میں پلا بڑھا بھی وہیں ہوں۔ وہاں سے پھر لگن شفت ہو گیا،“ رابرٹ نے کہا۔

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

”کیا اب بھی تمہارا رابطہ وہاں سے ہے۔ میرا مطلب ہے وہاں کے لوگوں سے،“ عمران نے کہا۔

”ہاں۔ ظاہر ہے عمران صاحب میں وہاں اکثر آتا جاتا رہتا ہوں۔ آپ کو آرکینا میں کیا کام پڑ گیا ہے،“ رابرٹ کے لباس میں حیرت تھی۔

”وہاں سائنسی سامان اور مشینی سے پلاٹی کرنے والا کوئی ادارہ ہے جس میں ایک ایشیائی خاتون ملازم تھی۔ اس کا نام شاہدہ تھا۔ وہ چھٹیاں گزارنے جزیرہ ہوائی گئی تو وہاں ہلاک ہو گئی۔ اس شاہدہ کا تعلق ایکریمیا کی کسی مجرم تنظیم یا سرکاری ایجنسی سے تھا۔ مجھے یہ معلوم کرنا ہے کہ اس کا تعلق کس ایجنسی یا تنظیم سے تھا۔“ عمران نے کہا۔

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

”اس کا حلیہ کیا ہے عمران صاحب،“ رابرٹ نے پوچھا تو عمران چونک پڑا۔

”کیا تم اس سے واقف ہو،“ عمران نے چونک کر کہا۔

”ہاں۔ آرکینا میں آرکینا اسٹرپرائز میں کام کرنے والی ایک ایشیائی عورت شاہدہ سے میں ہی نہیں آرکینا کے تمام کلب واقف ہیں اور اگر یہ وہی شاہدہ ہے جس کے بارے میں آپ پوچھر رہے ہیں تو پھر یہ تو یہاں میرے کلب میں بھی آتی رہتی ہے،“ رابرٹ نے کہا تو عمران نے اسے شاہدہ کا حلیہ بتایا جو صدر نے ہوٹل گرانڈ سے ملنے والے کاغذات سے معلوم کیا تھا۔

”بالکل وہی ہے عمران صاحب۔ اگر آپ معاوضہ دیں تو مزید معلومات بھی مل سکتی ہیں،“ رابرٹ نے کہا۔

”بالکل دوں گا۔ یہ لوگ تما معاوضہ دوں اور کہاں بھجواؤں،“ عمران نے پوچھا۔

”آپ صرف دس ہزار روپ بھجوادیں،“ رابرٹ نے کہا اور ساتھ ہی اپنا اکاؤنٹ نمبر اور بینک کا نام وغیرہ بھی بتا دیا۔

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

”اوکے۔ معاوضہ پہنچ جائے گا،“ عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ ایک شرط اور بھی ہے کہ میرا نام سامنے نہ آئے کیونکہ شاہدہ ایکریمیا کی انتہائی طاقتور ایجنسی کی ایجنت تھی۔“ رابرٹ

نے کہا۔

”بے فکر ہو۔ تمہارا نام کسی صورت بھی سامنے نہیں آئے گا،“ عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ شاہدہ کا تعلق ایکریمیا کی خیریہ ایجنسی ناگور سے تھا۔ اس ایجنسی کا چیف جیکن ہے اور شاہدہ اس کی عورت تھی۔ وہ ہر ماہ ایک ہفتہ یہاں جیکن کے پاس گزارتی تھی اور جیکن نے ہی اسے آرکینا میں اسی لئے ملزم دلوائی ہوئی تھی کہ زیادہ ملاقاتیں شاید اس کی شخصیت پر اثر انداز ہو سکتی ہوں۔ بہرحال شاہدہ نے یہ بات مجھے خود بتائی تھی۔ وہ ایشیائی ہونے کے باوجود مغربی مورتوں سے بھی زیادہ آزاد خیال تھی۔ دیے ہے وہ بے حد ہیں اور تیز طراز لڑکی تھی،“ رابرٹ نے کہا۔

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

”ناگور کا ہیڈ آفس کہاں ہے،“ عمران نے کہا۔

”اس کا علم مجھے نہیں ہے اور نہ ہی میں نے کبھی معلوم کرنے کی کوشش کی کیونکہ میں فطری طور پر ایجنسیوں سے الرجک رہتا ہوں۔ دیے

بقول شاہدہ یہ انتہائی طاقتور اور باوسائل ایجنسی ہے۔“ رابرٹ نے جواب دیا۔
”اوکے۔ ٹھیک ہے۔ بے فکر ہو۔ تمہارا نام سامنے نہیں آئے گا اور تمہیں رقم بھی پہنچ جائے گی۔“ عمران نے کہا اور پھر گذبائی کہہ کر اس نے رسیور کھدیا۔

<http://www.kitaabghar.com>

”ٹا گور۔ نیا نام ہے۔ پہلے تو کبھی نہیں سنا“ بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں۔ ویسے ایکریمیا پر پاور ہے۔ وہاں نجانے کتنی ایجنسیاں ہوں گی“ عمران نے کہا۔

”تواب آپ کا کیا پروگرام ہے“ بلیک زیرو نے کہا۔

”کیسا پروگرام“ عمران نے چونکہ کہا پوچھا۔

”ٹا گور اس لیبارٹری کو ٹریں کر کے تباہ کرنا چاہتی ہے۔“ بلیک زیرو نے کہا۔

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

”تمہارا کیا خیال ہے کہ اس ٹا گور کو ختم کر دیں یا اس لیبارٹری کی حفاظت کریں“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”لیبارٹری کی مستقل حفاظت تو کرنل فریدی کے ذمے ہے۔ البتہ اس ٹا گور کا خاتمہ کیا جاسکتا ہے“ بلیک زیرو نے کہا۔

”اس سے کیا ہو گا۔ ٹا گور کی بجائے کوئی اور ایجنسی یہ کام کرنا شروع کر دے گی۔ ہم کس کس ایجنسی کو ختم کریں گے۔“ عمران نے کہا۔

”آپ کی بات درست ہے عمران صاحب۔ پھر کیا ہوتا چاہئے۔“ بلیک زیرو نے ایک طویل سانس لیتے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ اس لیبارٹری کے بارے میں ٹا گور کے چیف جیکسن کو کسی طرف سے اطلاع ملی اور چونکہ یہ لیبارٹری مسلم ممالک کے

تحت بن رہی ہے اس لئے اس نے اس کے خلاف شاہدہ کو آگے بڑھایا تاکہ کسی کو ٹک نہ پڑ کے سکے۔ اگر اس جیکسن کو قابو کر لیا جائے تو اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اس لیبارٹری کے بارے میں کس کس کو معلوم ہے اور ذریعہ اطلاع کیا ہے۔ پھر کچھ سوچا جاسکتا ہے“ عمران بولا۔

”جیکسن تو نہیں میں ہو گا کیونکہ شاہدہ جیکسن سے ملنے وہاں جاتی رہتی تھی“ بلیک زیرو نے کہا۔

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

”ہاں اور یہ کام جوانا آسانی سے کر سکتا ہے“ عمران نے کہا۔

”تو کیا آپ جوانا کو وہاں اکیلے بھیجننا چاہتے ہیں“ بلیک زیرو نے کہا۔

”ہاں۔ کیوں“ عمران نے چونکہ کہا پوچھا۔

”اگر آپ اجازت دیں تو یہ کام میں جا کر کروں“ بلیک زیرو نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

”ٹھیک ہے۔ تم جاسکتے ہو اگر تمہارے بارے میں کرنل فریدی کو اطلاع مل بھی گئی تو وہ تمہیں جانتا ہے لیکن ابھی نہیں۔ پہلے کرنل

فریدی سے بات ہو جائے تو کیونکہ اس کی ذمہ داری کرنل فریدی پر ہے اور وہ اسے اپنے کام میں مداخلت نہ سمجھے“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو بلیک زیرو کا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

”ٹھیک یو عمران صاحب“ بلیک زیرو نے سرت بھرے لبھ میں کہا تو عمران نے مسکراتے ہوئے سر ہلا دیا۔

☆☆☆

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

جزیرے پر دھماکہ

کتاب گھر کی پیشکش

ابن صفیٰ کے دوست اور شاعر ادیج اقبال کے تخلیق کردہ کردار میجر پرمود کا جاسوئی کارنامہ۔ ایک سنان جزیرے پر ملک

ڈشمن عناصر کی قائم کر دہ، اسلحہ فیکٹری کو تباہ کرنے کا مشن۔ یہ ناول کتاب گھر پر دستیاب۔ جسے ناول سیکشن میں دیکھا جاسکتا ہے۔

کتاب گھر کی پیشکش



کتاب گھر کی پیشکش

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

ٹا گور کا چیف اپنے آفس میں بیٹھا ایک فائل کے مطالعہ میں مصروف تھا کہ سامنے پڑے ہوئے فون کی گھنٹی نج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

کتاب گھر کی پیشکش

”لیں۔ جیکسن بول رہا ہوں،“ جیکسن نے کہا۔

”ڈینس سیکرٹری سر جو ہن سے بات کریں،“ دوسری طرف سے اس کی سیکرٹری کی موڈبائی آواز سنائی دی۔

”لیں۔ کراہ بات،“ جیکسن نے کہا۔

”ہیلو،“ چند لمحوں بعد ایک بھاری اور باوقاری آواز سنائی دی۔

کتاب گھر کی پیشکش

”لیں سر کے جیکسن بول رہا ہوں سر،“ جیکسن نے کہا۔

”زیرو بلاسٹر کے بارے میں آپ نے ابھی تک کوئی رپورٹ نہیں دی،“ ڈینس سیکرٹری نے پوچھا۔

”جناب ابھی تک لیبارٹری ٹریں ہی نہیں ہو سکی۔ ہم لیبارٹری کو بھی جانے والی سپلائی لائن پر کام کر رہے ہیں لیکن یہ سپلائی لائن اس قدر پیچیدہ رکھی گئی ہے کہ ابھی تک ہم مسلسل آگے ہی بڑھ رہے ہیں۔ منزل تک نہیں پہنچ سکے،“ جیکسن نے موڈبائی لجھے میں کہا۔

”اگر آپ نے اسی انداز میں کام کیا تو آپ اس وقت لیبارٹری تک پہنچیں گے جب وہاں کام مکمل ہو چکا ہو گا،“ ڈینس سیکرٹری نے سخت اور ناگوار لجھے میں کہا۔

”سر۔ ابھی تو لیبارٹری ہی مکمل نہیں ہوئی۔ کام کا ہوتا تو ابھی کافی وقت طلب ہے۔ ویسے آپ بے فکر ہیں۔ اب ہم اس کے بالکل قریب پہنچ چکے ہیں اور جیسے ہی لیبارٹری ٹریں ہوئی ہم اس پر ریڈ کر کے وہاں سے ڈاکٹر عبداللہ کو بھی لے لائیں گے اور ساتھ ہی لیبارٹری بھی تباہ کر دیں گے،“ جیکسن نے کہا۔

”جتنی جلدی ممکن ہو سکے یہ کام کرو۔ ہمیں ڈاکٹر عبداللہ کی اشد ضرورت ہے۔ زیرو بلاسٹر جو ایکمیا تیار کر رہا ہے اس کی رشی و سعی کرنے کا کام صرف ڈاکٹر عبداللہ ہی کر سکتا ہے اور ہم نہیں چاہتے کہ اس بارے میں رو سیاہ یا کسی دوسری سپر پاؤر کو علم ہو سکے اور وہ اسے لے لائیں،“ ڈینس سیکرٹری نے کہا۔

”آپ بے فکر ہیں جناب۔ جلد ہی یہ کام مکمل ہو جائے گا۔“ جیکسن نے کہا۔

”یہ بات ایک بار پھر سن لیں کہ ڈاکٹر عبداللہ ہمیں زندہ اور صحیح سلامت چاہئے اور آپ نے اسے جزیرہ ڈاکٹر پہنچانا ہے اور جو لوگ بھی ڈاکٹر عبداللہ کو وہاں پہنچائیں ان کو بھی فوراً آف ہونا چاہئے تاکہ مسلم ممالک کی ایجنسیاں انہیں کسی صورت تلاش ہی نہ کر سکیں۔“ ڈینس سیکرٹری نے کہا۔

”لیں سر۔ ایسا ہی ہو گا۔ ہم اپنی ذمہ داریوں کو بخوبی سمجھتے ہیں،“ جیکسن نے کہا۔

”اوکے،“ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو جیکسن نے رسیور رکھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر نج اٹھی تو جیکسن نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

”لیں،“ جیکسن نے کہا۔

”لائبریری سے نیم کی کال ہے جناب“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”لیں۔ کراڈ بات“ جیکن نے کہا۔

”ہیلو۔ نیم بول جا رہا ہوں“ چند لمحوں بعد نیم کی آواز سنائی دی۔

”لیں۔ جیکن بول رہا ہوں۔ کیا رپورٹ ہے“ جیکن نے کہا۔

”جناب لیبارٹری کا سراغ لگایا گیا ہے۔ یہ لیبارٹری لائبریریا کے شہر گیوب میں ہے اور گیوب کی انڈسٹریل اسٹیٹ میں اسکے اوپر مشینی کھلونے بنانے والی فیکٹری ہے جبکہ نیچے اصل لیبارٹری ہے۔ اس کھلونے بننے والی فیکٹری کا نام گیوب ٹواز ہے“ نیم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”گذشہ نیم۔ کسے معلوم ہوا۔ تفصیل بتاؤ“ جیکن نے سرت بھرے لجھے میں کہا۔

”غازی ساحل سے پیش آب دوز سے اسٹیشن ویگن پر لوڈ کی گئی۔ ہم نے بھاری قیمت دے کر سیٹلائز کے ذریعے نگرانی کا انتظام کر لیا تھا اس لئے اسٹیشن ویگن والوں کو اس کا علم نہ ہو سکا اور وہ بظاہر چینگ کے لئے ادھرا وہر گھومتے رہے لیکن پھر اس کا رخ گیوب شہر کی طرف ہو گیا۔ گیوب شہر پہنچ کر وہ ایک ریسٹوران میں رک گئے اور پھر وہاں سے دونئے آدمی باہر آئے اور اسٹیشن ویگن کو لے کر انڈسٹریل اسٹیٹ میں گیوب ٹواز فیکٹری میں لے گئے۔ پھر وہاں سے ویگن والیں آکر اسی ریسٹوران کے باہر رک گئی اور وہ دونوں آدمی باہر سے ہی چلے گئے۔ ہم نے انہیں مارک کروایا۔ وہ وہیں قریب ہی ایک کوٹھی میں گئے تھے۔ چنانچہ میرے آدمیوں نے ان میں سے ایک کو جب وہ شہر آیا اغوا کر لیا اور اس سے پوچھ چکھ کی گئی پہلے تو اس نے زبان نہ کھوئی لیکن پھر جب اس پر بے پناہ تشدید کیا گیا تو اس نے زبان کھول دی اور بتایا کہ لیبارٹری اس کھلونے بنانے والی فیکٹری کے نیچے ہے“ نیم نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ویری گذ۔ تم نے واقعی کام کیا ہے۔ تمہیں اب معاوضہ دو گناہ ملے گا۔ ویری گذ“ جیکن نے سرت بھرے لجھے میں کہا۔

”چینگ یوسر۔ آپ واقعی قدر شناس ہیں“ دوسری طرف سے سرت بھرے لجھے میں کہا۔

”اوکے“ جیکن نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر اس نے فون سیٹ کے نیچے موجود ایک سرخ رنگ کا بٹن پر لیں کر کے فون کو ڈاکریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”لیں جوہن بول رہا ہوں“ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”جیکن فرام دیں اینڈ“ جیکن نے تھکمانہ لجھے میں کہا۔

”لیں بس۔ حکم بس“ دوسری طرف سے چونک کر گر مود بانہ لجھے کہا گیا۔

”کیا تمہارا گروپ مشن کمل کرنے کے لئے ہر طرح سے تیار ہے“ جیکن نے کہا۔

”لیں بس۔ ہم تو انتہائی شدت سے آپ کے حکم کے منتظر ہیں“ جوہن نے جواب دیا۔

”ریکام انتہائی تیزی رفتاری اور محفوظ طریقے سے کرنا ہے۔ لیبارٹری کا پتہ چل گیا ہے۔ یہ لیبارٹری تارکیہ میں نہیں بلکہ لائبریریا کے شہر گیوب میں ہے۔ گیوب انڈسٹریل اسٹیٹ میں مشینی کھلونے بنانے والے فیکٹری ہے جس کا نام گیوب ٹواز ہے۔ اس کے نیچے لیبارٹری جس کا انجمنج ڈاکٹر عبداللہ ہے۔ ڈاکٹر عبداللہ کا فون تو تمہارے پاس ہے۔ کیا تم لائبریریا کے لئے بھی وہی انتظامات کرو گے جو تارکیہ کے کئے تھے“ جیکن نے کہا۔

”لیں بس۔ بے حد آسانی سے“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اوکے۔ یہ لوکہ ڈاکٹر عبداللہ زندہ اور صحیح سلامت تم نے ڈاکر پہنچانا ہے کیونکہ حکومت ایکریمیا نے اس سے کام لینا ہے“ جیکن نے

کہا۔

”لیں بس۔ ایسے ہی ہو گا“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ڈاکٹر عبداللہ کوڈا کر پہنچا کر تم نے فوری طور پر واپس یہاں نہیں آنا بلکہ اپنے گروپ سمیت جزیرہ ہوائی پہنچنا ہے۔ وہاں سے تم نے کال کر کے مجھے رپورٹ دینی ہے اور پھر تم نے حکومت کے اخراجات پر جزیرہ ہوائی چھٹیاں منانی ہیں اور یہ تمہارے اور تمہارے گروپ کے لئے انعام ہو گا۔ اسکے علاوہ بھاری رقمات بھی انعام کے طور پر تمہارے اکاؤنٹ میں ترانسفر کر دی جائیں گی“ جیکسن نے کہا۔

”اوکے بس۔ تھینک یوباس“ جوہن نے سرت بھرے لبجھ میں کہا۔

”اوکے۔ وش یو گلڈ لک“ جیکسن نے کہا اور رسیور کھدایا سے معلوم تھا کہ جوہن اور اس کا گروپ آندھی اور طوفان کی طرح لا سیریا پہنچ گا اور پھر انتہائی جدید ترین ریز اور آلات استعمال کر کے وہ وہاں سے ڈاکٹر عبداللہ کوڈا کال کر پوری لیبارٹری کوتاہ کر دیں گے۔ اس کے بعد ڈاکٹر عبداللہ کو ساحل سے لانچ کے ذریعے کسی ویران ٹانپ پر پہنچایا جائے گا جہاں سے یہی کاپڑ کے ذریعے انہیں پک کر کے بھیرہ روم کراس کرتے ہوئے ساحلی شہر ماؤڑ پہنچایا جائے گا اور پھر ماؤڑ سے ایک خصوصی طیارہ اسے لے کر جنوبی بھیرہ او قیا نوس کے بڑے جزیرے ڈاکٹر پہنچادے گا اور چونکہ لیبارٹری کی تلاش سے پہلے اس کے ہاتھ میں محفوظ ہاتھوں میں پہنچ چکے ہوں گے۔ ویسے اس نے جوہن کو کہہ رکھا تھا کہ جب تک مسلم ممالک کو ڈاکٹر عبداللہ کے بارے میں معلوم ہو گا تب تک وہ ڈاکٹر میں محفوظ ہاتھوں میں پہنچ چکے ہوں گے۔ ویسے اس نے جوہن کو کہہ رکھا تھا کہ اس لیبارٹری کوتاہ کرتے ہوئے وہاں کے سائنس دانوں کی لاشوں کو بھی جلا کر راکھ کر دےتا کہ یہی سمجھا جائے کہ ڈاکٹر عبداللہ بھی جل کر راکھ ہو چکا ہے۔ اس طرح کوئی ڈاکٹر عبداللہ کے پیچھے نہ آ سکے گا۔ وہ کافی دیریکٹ بیٹھا سوچتا رہا پھر اس نے ایک بار پھر فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیے۔

”رونالڈ بول رہا ہوں“ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”جیکسن بول رہا ہوں۔ جوہن اپنے مشن پر وانہ ہو چکا ہے۔ میں نے جوہن کو حکم دیا ہے کہ وہ مشن مکمل کر کے سیدھا جزیرہ ہوائی پہنچ اور وہاں سے مجھے رپورٹ کرے۔ تمہیں دوبارہ کہنے کی ضرورت تو نہیں کہ جوہن اور اس کے گروپ کے ساتھ کیا کرنا ہے“ جیکسن نے کہا۔

”نہیں جتنا ب۔ ہم پوری طرح ان کے استقبال کے لئے تیار ہیں“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اوکے“ جیکسن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اطمینان بھرے انداز میں طویل سانس لیتے ہوئے رسیور کھدایا۔

کتاب گھر کی پیشکش چناروں کے آنسو کتاب گھر کی پیشکش

نو جوانوں کے پسندیدہ ترین مصنف طارق اسماعیل ساگر کا کتاب گھر پیش کیا جانے والا پہلا ناول چناروں کے آنسو

کہانی ہے ایسے سر پھرے آزادی کے متوا لے لوگوں کی جو اپنی حریت اور آزادی کی سائنس کے بدلتے اپنے اسب کچھ داؤ پر لگانے کو تیار ہیں۔ تحریک آزادی کشمیر اور ہندوستان میں سکھوں کے خالصتان کی تحریک کے پس منظر میں لکھا گیا یہ ناول جلد ہی کتاب گھر پیش کیا جائے گا۔ چناروں کے آنسو کو ناول سیشن میں دیکھا جا سکتا ہے۔

کتاب گھر کی پیشکش



کتاب گھر کی پیشکش

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

کرٹل فریدی اپنے آفس میں موجود تھا۔ کیپٹن حمید آر کینا سے واپس آچکا تھا اور اس نے رپورٹ دی تھی کہ شاہدہ کے ذاتی سامان سے کوئی ایسی چیز برآمد نہیں ہوئی جس سے اس ایجنسی کے بارے میں پتہ چل سکے اور کرٹل فریدی اب بیٹھا سوچ رہا تھا کہ کیسے اس ایجنسی کا پتہ چلائے کہ سامنے پڑے ہوئے فون کی گھنٹی نجاتی تھی تو اس نے رسیور اٹھالیا۔

”فریدی بول رہا ہوں،“ کرٹل فریدی نے کہا۔

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

”السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ۔ میں آپ کا مرید باصفاء بے حیا۔ اوہ یہ تو فقرہ غلط ہو گیا بایا،“ عمران کی چیلتی ہوئی آواز سنائی دی۔ ”علیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ۔ تمہیں کس نے کہا ہے کہ تم قافیہ بندی کرتے رہو۔ بس وہی کام کرو جو کرتے رہتے ہو۔ خواہ تو اہ بے چارے قافیوں کا قافیہ بیگ نہ کیا کرو،“ کرٹل فریدی نے اس کی بات کو درمیان سے کاٹتے ہوئے کہا۔

”میں نے سوچا کہ پیر و مرشد کے القابات سے تو دنیا واقف ہے۔ چلو مریدوں بے چاروں کے لئے بھی وہ بارہ القابات تلاش کر دیئے جائیں تو مرید کی کیا مجال کہ پیر کے سامنے اپنے القاب بول سکے۔ اس لئے دوسرے ہی لقب پر زبان غوطہ ہا گئی،“ عمران نے جواب دیا تو کرٹل فریدی بے اختیار نہیں پڑا۔

”تو تم نے مجھے یہ بتانے کے لئے فون کیا ہے کہ جو کام میں نہیں کر سکا وہ تم نے کر لیا ہے،“ کرٹل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ارے۔ ارے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مرید مرشد سے آگے بڑھ جائے۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟“ عمران نے کہا۔

”میں تمہاری تمام رگوں سے اچھی طرف واقف ہوں۔ تم نے یقیناً شاہدہ کے بارے میں تحقیقات کرتے ہوئے اس ایجنسی کا سراغ لگایا ہو گا جس سے شاہدہ وابستہ تھی،“ کرٹل فریدی نے کہا۔

”ارے کمال ہے۔ حیرت ہے۔ آپ تو کامل پیر و مرشد بن گئے ہیں۔ آپ تو مریدوں کے دل کا حال بھی جانے لگ گئے ہیں۔

”حیرت ہے،“ عمران نے حیرت بھرے لبجھ میں کہا۔ ویسے اس کی حیرت حقیقی تھی۔

”تم نے جو الفاظ کہے ہیں مجھے ان کے محل و قوع کا علم ہے کہ تم ایسے الفاظ کس پیرائے میں بولتے ہو۔ بہر حال مجھے اس پر کوئی حیرت نہیں ہوئی کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ تمہارے رابطے پوری دنیا کے ایسے افراد سے ہیں جو تمہیں معلومات مہیا کر سکتے ہیں اور یہ تمہاری ذہانت ہے کہ تم ایسے آدمی کا انتخاب کرتے ہو جو واقعی معلومات مہیا کر سکتا ہو۔ پھر کیا پتہ چلا،“ کرٹل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اب میں صدق دل سے آپ کا مرید بن گیا ہوں۔ آپ نے واقعی مجھے حیران کر دیا ہے۔ بہر حال میں نے واقعی اس ایجنسی کا پتہ چلا لیا ہے اور یہاں ایک سرکاری ایجنسی ناگور ہے اور اس کا چیف جیکن ہے اور اس کا ہیڈ کوارٹر لندن میں ہے،“ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”کیسے معلوم ہوا ہے،“ کرٹل فریدی نے پوچھا تو عمران نے اسے تفصیل بتا دی۔

”ٹھیک ہے۔ تمہارے حد شکریہ۔ اب میں اس ایجنسی سے خود منٹ لو گا،“ کرٹل فریدی نے کہا۔

”اگر آپ اجازت دیں تو بے چارہ چیف ایجنت جو دانش منزل میں بیٹھے بیٹھے کر دانش سے بھر پور ہو چکا ہے اس دانش کو اس معاملے میں تھوڑا سا خرچ کر سکتا ہے،“ عمران نے کہا۔

”نہیں۔ یہ میری ذمہ داری ہے اور میں ہی اس سے نمٹوں گا۔ میں نے کبھی تمہارے کاموں میں مداخلت نہیں کی اس لئے بہتر یہی ہے کہ تم بھی میرے معاملات میں مداخلت نہ کرو،“ کرٹل فریدی نے سرد لبجھ میں کہا۔

”اے۔ اے۔ میں تو اجازت طلب کی تھی۔ آپ نا راض ہو گئے۔ بہر حال اگر ضرورت پڑے تو مجھ مرید کو یاد کر کے عند اللہ ما جور ضرور ہوں“، عمران نے جواب دیا تو کرٹل فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔

”بڑے ثقلِ الفاظ یاد کر رکھئے ہیں تم نے سے بہر حال ضرورت پڑنے میں ضرور تمہیں تکلیف دوں گا۔ اللہ حافظ“، کرٹل فریدی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھا اور پھر میز کی دراز کھول کر اس نے ایک ڈائری نکالی اور اس کو کھول کر اس کے صفات پلٹنے شروع کر دیئے۔ پھر ایک صفحے پر اس کی نظریں جم گئیں اور پچھلے دیر تک وہ اسے دیکھتا رہا اور پھر اس نے ڈائری بند کر کے میز کی دراز میں رکھی اور دراز بند کر کے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پر لیں کر دیئے۔

کتاب گھر کی پیشکش

”شاجر بول رہا ہوں“، رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ اوازنائی دی۔

”کرٹل فریدی بول رہا ہوں دماک سے“، کرٹل فریدی نے کہا۔

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

”اوہ آپ۔ حتم فرمائیے کرٹل صاحب۔ کیا خدمت کر سکتا ہوں“، دوسری طرف سے بے تکلف انداز میں کہا گیا۔

”تمہیں میں سرکاری ایجنسیوں کا انسائیکلو پیڈیا کہتا رہتا ہوں۔ آج تم نے اس بات کو ثابت کرنا ہے“، کرٹل فریدی نے بھی بے تکلفانہ لمحے میں کہا۔

کتاب گھر کی پیشکش

”آپ تو خود پر انسائیکلو پیڈیا ہیں۔ آپ کا مقابلہ میں کیسے کر سکتا ہوں“، شاجر نے بھتے ہوئے کہا۔

”بہر حال ایکریمیا کی ایک سرکاری ایجنسی ہے ٹاؤن گور جس کا چیف جنگن ہے اور اس ایجنسی کا ہیڈ کوارٹر لفٹن میں ہے۔ اس کے بارے میں مکمل تفصیلات معلوم کرنی ہیں اور معاوضہ تمہاری مرضی کا ملے گا“، کرٹل فریدی نے کہا۔

”آپ نے فون ہی اسوقت کیا ہے جب معاوضے والی بات سرے سے ختم ہو گئی ہے“، شاجر نے کہا تو کرٹل فریدی بے اختیار چونک پڑا۔

کتاب گھر کی پیشکش

”کیا کہنا چاہتے ہو“، کرٹل فریدی نے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

”آج صحیح جنگن کو اس کی رہائش گاہ پر گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی ٹاؤن گور ایجنسی کا نامہ صرف آفس سرکاری طور پر بند کر دیا گیا ہے بلکہ ٹاؤن گور ایجنسی کو بھی ختم کر کے اس کے تمام آدمیوں کو دوسری ایجنسیوں میں شامل کر دیا گیا ہے اس لئے اب نہ جنگن رہا ہے اور نہ ہی ٹاؤن گور ایجنسی۔ اب آپ بتائیں میں آپ سے کس بات کا معاوضہ لوں گا“، شاجر نے کہا۔

کتاب گھر کی پیشکش

”اوہ۔ ویری بیٹھ۔ لیکن اتنا بڑا اقدام کیوں کیا گیا ہے“، کرٹل فریدی نے کہا۔

”ہا۔ یہ معاوضہ والی بات ہے۔ لیکن چونکہ یہ معلومات حکومت کے خلاف جاتی ہیں اس لئے آئی ایم سوری۔ اس بارے میں کوئی تفصیل نہیں بتائی جا سکتی۔ آپ میرے اصولوں کو تو جانتے ہیں“، شاجر نے کہا

کتاب گھر کی پیشکش

”چلو وہ باتیں بتا دو جو حکومت کے خلاف نہ جاتی ہوں۔“، کرٹل فریدی نے کہا۔

”ایسی صورت میں معاوضہ ڈبل اوں گا“، شاجر نے کہا۔

کتاب گھر کی پیشکش

”مل جائے گا“، کرٹل فریدی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”حکومت کی طرف سے کوئی مشن ٹاؤن گور کے ذمے تھا۔ ٹاؤن گور نے یہ مشن مکمل کر لیا۔ مشن لاہور یا میں مکمل ہوا جسے ٹاؤن گور کے پیش گروپ نے مکمل کیا۔ اس گروپ کا لیڈر جو ہن تھا۔ مشن مکمل کر کے جو ہن اپنے گروپ کے ساتھ جزیرہ ہوائی پہنچا تو وہاں اسے اور اس کے گروپ کو ساحل پر ہی فائزگر کر کے موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ اس کے بعد جنگن کا خاتمه کر دیا گیا اور اس ایجنسی کا بھی“، دوسری طرف سے کہا گیا۔

کتاب گھر کی پیشکش

”ایجنسی کو ختم کرنے کے آرڈر کس نے دیئے تھے“، کرٹل فریدی نے پوچھا۔

”ٹیکس سیکرٹری صاحب نے۔ انہیں جیسے ہی جنگن کی موت کی اطلاع ملی انہوں نے پوری ایجنسی ہی ختم کر دی“، شاجر نے جواب دیا۔

”اوکے۔ تھیک یو۔ تمہارا معاوضہ پہنچ جائے گا۔ گذبائی۔“ کرٹل فریدی نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے ایک بار پھر میز کی دراز کھوئی اور وہی ڈائری کال کراس کے صفحے پہنچ شروع کر دیئے۔ چند لمحوں بعد انہوں نے ڈائری بند کی اور ایک بار پھر فون کا رسیور اٹھا کر نمبر پر لیں کر دیئے۔

”ریان کلب“ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آوازنائی دی۔

”ہارڈنگ سے بات کراو۔ میں دمک سے کرٹل فریدی بول رہا ہوں،“ کرٹل فریدی نے سرد لمحے میں کہا۔

”لو۔ ہارڈنگ بول رہا ہوں،“ چند لمحوں بعد ایک مردانہ آوازنائی دی۔

”کرٹل فریدی بول رہا ہوں،“ کرٹل فریدی نے کہا۔

”لیں سر۔ حکم فرمائیں،“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ڈینس سیکرٹری صاحب نے ایک سرکاری ایجنسی ٹاؤن گور کو مکمل طور پر آف کر دیا ہے جبکہ اس کے چیف جیکسن کو اس کی رہائش گاہ پر گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے۔ میں اس وجہ جانتا چاہتا ہوں،“ کرٹل فریدی نے کہا۔

”تین لاکھ ڈالر آپ کو دینے ہوں گے،“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”پہنچ جائیں گے،“ کرٹل فریدی نے اپنے مخصوص لمحے میں کہا۔

”ٹاؤن گور کے ذمے مشن لگایا گیا تھا جس میں کسی مسلمان تارکی نہ ڈال سائنس وان کو اخوا کرنا تھا اور سائنس وان کے اخوا کامشن ٹاؤن گور نے جیسے ہی مکمل کیا اسے خفیہ رکھنے کے لئے نہ صرف جیکسن کو ہلاک کر دیا گیا بلکہ ایجنسی بھی آف کر دی گئی تاکہ اس سائنس وان کے اخوا کو ہمیشہ کے لئے اغوار کھا جاسکے۔“ ہارڈنگ نے جواب دیا۔

”کہاں سے اخوا کیا گیا ہے اس سائنس وان کو اور کیا نام ہے اس کا،“ کرٹل فریدی نے پوچھا۔

”لائبیریا سے جناب،“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اب وہ سائنس وان کہاں ہے،“ کرٹل فریدی نے پوچھا۔

”یہ بات کسی بھی معلوم نہیں ہے جناب۔ شاید ڈینس سیکرٹری بھی معلوم نہ ہو کیونکہ میری معلومات کے مطابق اس جگہ کا انتخاب ایکریما کے صدر نے خود کیا اور خود ہی اس بارے میں جیکسن کو حکم دیا تھا،“ ہارڈنگ نے جواب دیا۔

”اوکے شکریہ۔ رقم پہنچ جائے گی،“ کرٹل فریدی نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور اس نے الماری میں سے ایک جدید ساخت کا لانگ رنچ ٹرانسیمیٹر نکالا اور اس پر فریکوئنسی ایڈ جسٹ کرنی شروع کر دی۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ ہارڈنگ کا لانگ۔ اوور،“ کرٹل فریدی نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا لیکن جب کافی دیر تک دوسری طرف سے کال اٹھنے کی گئی تو اس نے ایک طویل سائن سیٹ ہوئے ہوئے ٹرانسیمیٹر آف کر دیا۔

”لیہارٹری تو تارکیہ میں تھی۔ یہ لائبیریا کا مسئلہ درمیان میں کہاں سے آگیا،“ کرٹل فریدی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ چونک پڑا۔

اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”سلیمان بول رہا ہوں،“ رابطہ قائم ہوتے ہی عمران کے باور پچی سلیمان کی آوازنائی دی۔

”کرٹل فریدی بول رہا ہوں۔ عمران جہاں کہیں بھی ہوا سے کہو کہ فوری طور پر مجھ سے رابط کرے،“ کرٹل فریدی نے کہا۔

”لیں سر،“ دوسری طرف سے سلیمان نے مودبانہ لمحے میں کہا تو کرٹل فریدی نے رسیور رکھ دیا۔ اسی لمحے دروازہ ٹھلا اور کیپن حمید اندر داخل ہوا۔

”کیا ہوا۔ کوئی خاص بات ہے۔ آپ بے حد لمحے ہوئے نظر آ رہے ہیں،“ کیپن حمید نے کہا۔

”ہم ایجنسی کو ہی ٹریس کرتے رہ گئے جبکہ زیر بلاست کی لیبارٹری بھی تباہ کر دی گئی اور ڈاکٹر عبداللہ کو بھی اغوا کر لیا گیا،“ کرنل فریدی نے کہا تو کیپشن حمید بے اختیار اچھل پڑا۔

”یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ وہاں تو آپ کا گروپ بھی موجود تھا۔“ کیپشن حمید نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”وہ تو تھا۔ اصل اجھسن اور ہے۔ بتایا گیا ہے کہ ڈاکٹر عبداللہ کو لا بئیریا سے اغوا کیا گیا ہے جبکہ لیبارٹری تارکیہ میں تھی اور اب گروپ بھی کال کا جواب نہیں دے رہا۔“ کرنل فریدی نے کہا تو کیپشن حمید ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی نجاح اٹھی تو کرنل فریدی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپ کا مرید با صفا، با حیا، با پردہ اورہ سوری۔ پھر قافیہ غلط ہو گیا،“ دوسری طرف سے عمران کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”عمران ہم ایجنسی کو ہی ٹریس کرتے رہ گئے جبکہ انہوں نے لیبارٹری کو بھی تباہ کر دیا ہے اور ڈاکٹر عبداللہ کو بھی اغوا کر کے لے گئے ہیں،“ کرنل فریدی نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اوہ۔ ویری بیڈ۔ کیا تفصیل ہے۔“ اس بار دوسری طرف سے عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو کرنل فریدی نے اسے ساری تفصیل بتا دی۔

”یہ بہت ظلم ہو گیا۔ ڈاکٹر عبداللہ کو اب ہر صورت میں واپس حاصل کرنا ہو گا تاکہ وہ کسی اور جگہ یہ کام نہ کر سکیں،“ عمران نے کہا۔

”میری سمجھ میں یہ بات نہیں آرہی کہ لیبارٹری تو تارکیہ میں تھی لیکن بتایا جا رہا ہے کہ لیبارٹری لا بئیریا میں تھی۔ میں نے تمہیں اس لئے کال کیا ہے کہ میں تمہیں اپنے گروپ کی جو لیبارٹری میں موجود تھا فریکنی کا مذکور کر دیا تو کرنل فریدی نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ بتائیں۔ میں چیک کرتا ہوں،“ دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل فریدی نے فریکنی بتا دی۔

”میں ابھی چیک کر کے آپ کو بتاتا ہوں،“ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

”آپ یہ کیوں معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ اس سے کیا فرق پڑے گا کہ لیبارٹری تارکیہ میں تھی یا لا بئیریا میں،“ کیپشن حمید نے کہا۔

”وہاں سے ہی ڈاکٹر عبداللہ کا سراغ لگایا جا سکتا ہے ورنہ نہیں ہو گا کہ ڈاکٹر عبداللہ کو کہاں لے جایا گیا ہے۔“ کرنل فریدی نے خشک لہجے میں کہا تو کیپشن حمید نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”اس لیبارٹری کی حفاظت تو ہماری ذمہ داری تھی،“ کیپشن حمید نے کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد کہا۔

”ہاں۔ لیکن اس کا سیٹ اپ ہمارے کنٹرول میں نہیں دیا گیا تھا،“ کرنل فریدی نے جواب دیا تو کیپشن حمید نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً دو گھنٹے بعد فون کی گھنٹی نجاح اٹھی تو کرنل فریدی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا جبکہ کیپشن حمید نے خود ہی ہاتھ بڑھا کر لا ڈر کا ہٹن پر لیں کر دیا۔

”علی عمران ایکم ایسی۔ ڈی ایسی (آکسن) بول رہا ہوں۔“ عمران کی مخصوص چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”تمہارا ہجہ بتا رہا ہے کہ تم نے لوکیشن ٹریس کر لی ہے۔“ کرنل فریدی نے کہا۔

”نہ صرف لوکیشن ٹریس کر لی ہے بلکہ یہ بھی معلوم کر لیا ہے کہ ڈاکٹر عبداللہ کو کہاں لے جایا گیا ہے،“ دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل فریدی بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھرائے تھے۔

”اتنی جلدی۔ مگر وہ کیسے،“ کرنل فریدی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ڈاکٹر عبداللہ کو ہاں سے اغوا کر کے بھرہند کے جزیرے ڈاکر لے جایا گیا ہے،“ عمران نے کہا۔

”کیسے معلوم ہوا،“ کرنل فریدی نے پوچھا۔

”آپ کے گروپ کی فریکنی سے یہ تو معلوم ہو گیا کہ یہ گروپ لا بئیریا کے شہر گیوب میں تھا لیکن سرداور کے پاس ڈاکٹر عبداللہ کی ذاتی

فریکونی موجود تھی جو پہلے انہوں نے اس لئے نہ بتائی تھی کہ ڈاکٹر عبداللہ نے ان سے حلف لیا تھا لیکن جب میں نے انہیں بتایا کہ لیبارٹری تباہ کر کے ڈاکٹر عبداللہ کواغوا کر لیا گیا ہے تو انہوں نے وہ فریکونی مجھے بتائی تو میں نے اس فریکونی پر کال کی لیکن کال اثینڈ نہ کی گئی۔ لیکن اخہتاں جدید کال واچنگ مشین پر جس جگہ کال پہنچ رہی تھی وہ اعداد و شمار سامنے آگئے کیونکہ وہاں موجود رہا سمیٹر کی مشین کال اثینڈ کر رہی تھی لیکن اسے آن نہ کیا جا رہا تھا۔ ان اعداد و شمار پر مغزماری کر کے یہ معلوم ہوا کہ یہ کال بحر ہند کے جزیرہ ڈاکٹر پہنچ رہی ہے، عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ ٹھیک ہے۔ تمہارا شکر یہ۔ اب میں ڈاکٹر عبداللہ کو ان سے واپس بھی حاصل کرلوں گا اور ان سے لیبارٹری کی بتاہی کا حساب بھی لوں گا“ کرتل فریدی نے کہا۔

”اگر آپ ناراض نہ ہوں تو ایک چھوٹے سے چیک کا سکوپ میں بھی بتاں گوں“ عمران نے ڈرگتے ہوئے کہا تو کرتل فریدی بے اختیار نہ پڑا۔

”مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ پہلے تو یہ چونکہ میری اسکیلے کی ذمہ داری تھی اس لئے میں نے انکار کر دیا تھا اب جبکہ وہ معاملہ ختم ہو گیا ہے تو اب یہ پورے عالم اسلام کا مسئلہ ہے“ کرتل فریدی نے کہا۔

”بے حد شکر یہ۔ آپ واقعی وسیع ظرف کے مالک ہیں۔ ویسے تھوڑا سا ظرف کیپٹن حمید کو بھی منتقل کر دیں تاکہ وہ بھی اپنے فرائض کو نبھاتا رہے“ دوسری طرف سے کہا گیا تو کرتل فریدی نے بے اختیار ہنسنے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

”آپ کے ساتھ یہی مسئلہ ہے کہ آپ اس حق کی باتوں کا بر امنا نے کی بجائے ہستے رہیں“ کیپٹن حمید نے جولا وڈر پر تمام باتیں سن رہا تھا منہ بناتے ہوئے کہا۔

”وہ حق نہیں ہے۔ سمجھے۔ اس نے کتنی جلدی ڈاکٹر عبداللہ کا سراغ لگایا ہے ورنہ نجاتے ہم کب تک ٹکریں مارتے رہتے اور اسی کو ظرف کہتے ہیں کہ مخالف کی وجہ بات کو بھی وجہ تسلیم کیا جائے۔“ کرتل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا تو کتاب گھر کی پیشکش

”وہ تو اتفاق سے اسے معلوم ہو گیا تھا“ کیپٹن حمید نے کہا۔

”اوکے۔ بہر حال اب تم تیاری کرو ہم نے ڈاکر جانا ہے۔“ کرتل فریدی نے کہا تو کیپٹن حمید کا ستا ہوا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

☆☆☆

کتاب گھر کی پیشکش

کتاب گھر کی پیشکش

سلگتے چہرے

صوباریہ ساحر کے جذبات نگار قلم سے ایک خوبصورت ناول..... اُن سلکتے چہروں کی کہانی جن پر تجھی آنکھوں میں انتظار کا عذاب اودے رہا تھا۔ ایک ایسی لڑکی کی داستان حیات جسے اپنے خوابوں کو کچل کر میدان عمل میں آتا ہے۔ اس کے زمین سجل جذبوں پر فرض کا ناگ بخشن کاڑھے بیٹھا تھا۔ اس لئے محبت کو جا پھنپھن پر کھنے کے فن سے وہ ناواقف تھی۔ لیکن اس سب کے باوجود دل لکھ کے ویرانے میں کہیں ہلکی ہلکی آنچ دیتا محبت کا جذبہ ضرور موجود تھا۔ وہ جو سائے کی طرح قدم قدم اسکے ساتھ رہا اس پر بیٹنے والی ہرا ذیت کو اُس نے بھجوگا۔ وہ ادھوری لڑکی اُسے جانے اور پہچاننے کی کوشش میں لگی رہی۔ مگر وہ عکس کبھی پیکر بن کر اسکے سامنے نہیں آیا اور جب وہ سامنے آیا تو بہت دیر ہو چکی تھی؟؟؟

یہ ناول کتاب گھر پر جلد آ رہا ہے، جسے رومانی معاشرتی ناول سیشن میں پڑھا جاسکے گا۔

کتاب گھر کی پیشکش



<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

عمران داش منزل کے آپ بیشن روم میں موجود تھا۔ ابھی اس کی بات کر قل فریدی سے ہوئی تھی۔ چونکہ اسے بھی یہ اطلاع مل چکی تھی کہ ناگور کے چیف جیکن کو اس کی رہائش گاہ پر ہلاک کر دیا گیا ہے اور ناگور ایجننسی کو بطور سرکاری ایجننسی ختم کر دیا گیا ہے تو بلیک زیر و کا جیکن کے خلاف کام کرنے کا سکوپ بھی ختم ہو گیا تھا۔ عمران نے تقریباً دو گھنٹوں کی زبردست وہنی جدو جہد کے بعد فاکر جزیرے کو فریس کیا تھا اور اس نے یہ نام کر قل فریدی کو بھی بتا دیا تھا لیکن فون برکھنے کے باوجود اس کا چہرہ ستا ہوا تھا۔

”آپ کا چہرہ بتا رہا ہے کہ آپ خود اکر پر مطمئن نہیں ہیں۔“ بلیک زیر و نے کہا۔

”نہیں۔ ڈاکر کا محل وقوع تو فائل ہے۔ میں نے کئی بار چیک کیا ہے اور اگر مجھے ذرا سا بھی شبہ ہوتا تو میں کر قل فریدی کو اس کا ریفس نہ دیتا۔ لیکن میرے ذہن میں ابھن کی یہ ہے کہ ایک بار ڈاکر گیا ہوا ہوں۔ ڈاکر بہت بڑا جزیرہ ہے اور آزاد جزیرہ ہے جہاں مقامی حکومت ہے۔ اس بناء پر اس جزیرے کو بحر ہند میں اسمگنگ اور غشیات کا مرکز سمجھا جاتا ہے۔ اس جزیرے پر تقریباً ہر اس بین الاقوامی تنظیموں کے خفیہ اڈے اور سشورز ہیں جن کا لنک بین الاقوامی اسمگنگ سے ہے اور وہ چونکہ اس جزیرے کا موسم سارا سال انتہائی شامد اور رہتا ہے اور وہاں قدیم جنگلات کی بہتان ہے اور جدید پارکوں کی بھی کثرت ہے اس لئے اس جزیرے پر سارا سال پوری دنیا سے سیاح آتے جاتے رہتے ہیں۔ یہاں اس قدر سیاحت ہوتی ہے کہ اسے عرف عام میں کہا جائیں سیاحوں کا جزیرہ جاتا ہے۔ یہاں چونکہ سوائے جبر و شد کے اور کسی بات کو جرم سمجھا جائیں نہیں جاتا اس لئے یہ جزیرہ ہر اس آدمی کے لئے آئیڈیل ہوتا ہے جو ہر قسم کی مادر پدر آزادی کا قائل ہے۔ ایسے جزیرے پر حکومت ایکریمیا کیسے اس انداز کی لیبارٹری بناسکتی ہے۔ میرے ذہن میں بھی ابھن ہے۔“ عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”تو پھر آپ نے کیا سوچا ہے۔ آپ نے کر قل فریدی کو تو بتا دیا ہے اور اب کر قل فریدی آندھی اور طوفان کی طرح وہاں پہنچ جائے گا۔“

بلیک زیر و نے کہا۔

”پہنچ جائے۔ مجھے اس بات کی فکر نہیں ہے۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ وہاں جانے سے پہلے وہاں کے لئے کوئی ایسی ٹپ حاصل کر سکوں جو وہاں کسی لیبارٹری کی موجودگی یا غیر موجودگی کے بارے میں حصی رپورٹ دے سکے،“ عمران نے کہا۔

”تو پھر آپ سرخ جلد والی ڈائری چیک کر لیں،“ بلیک زیر و نے کہا۔

”نہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ اس میں ایسی کوئی ٹپ نہیں ہے کیونکہ اس ڈائری میں تو زیادہ تر معلومات مہیا کرنے والے افراد یا اداروں کے بارے میں درج ہے جبکہ یہاں معلومات کسی ایسی تنظیم سے مل سکتی ہیں جس کا ڈاکر میں اڈا ہوا اور اس ڈائری میں مجرم تنظیموں کے بارے میں اندر اجات نہیں ہیں،“ عمران نے کہا تو بلیک زیر و نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران کافی دیر تک خاموش بیٹھا رہا اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔ انکو اسی میں کال ملنے پر اس نے انکو اسی سے ایکریمیا کا رابطہ نمبر اور اس کے دار الحکومت کا رابطہ نمبر معلوم کر کے کریڈل دبایا اور ٹوں آنے پر ایک بار پھر نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”انکو اسی پلیز،“ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ ایکریمیں تھا۔

”گرانٹ فادر کے تحت کسی کلب کا نام اور فون نمبر بتا دیں۔“ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے فون نمبر کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتا دیا گیا کہ نمبر گرانٹ فادر میں کلب کا ہے تو عمران نے کریڈل دبایا اور ٹوں آنے پر ایک بار پھر نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”لیں۔ گرانڈ فادر کلب“ ایک چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

”میختر سے بات کراؤ میں لارڈ کلب سے رابرٹ بول رہا ہوں۔“ عمران نے انتہائی کرخت لبجھ میں کہا۔

”ہولڈ کریں“ دوسری طرف سے اسی طرح چیختے ہوئے لبجھ میں کہا گیا۔

”ہیلو۔ میختر ہارش بول رہا ہوں“ چند لمحوں بعد ایک سرد اور انتہائی کرخت سی آواز سنائی دی تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔ اس کی آنکھوں میں یکخت تیز چمک سی ابھر آئی۔

”تم تو بلیک ہاک میں تھے۔ یہاں کب سے آئے ہو۔“ عمران نے تیز لبجھ میں کہا۔

”تم کون ہو پہلے اپنا تعارف کراؤ“ دوسری طرف سے سخت لبجھ میں کہا گیا۔

”میرانام پرنس آف ڈھمپ ہے اور میں پاکیشیا سے بول رہا ہوں“ عمران نے کہا۔

”پرنس آف ڈھمپ۔ پاکیشیا۔ میں تو تمہیں نہیں جانتا۔ تم مجھے کیسے جانتے ہو“ دوسری طرف سے حیرت بھرے لبجھ میں کہا گیا۔

”تقریباً چھ سال پہلے اندر ہیری رات میں نیا گرافال کے قریب جب تمہارے تمام ساتھی ہاک ہو چکے تھے اور کراس ورلڈ کے قاتلوں نے تمہیں گھیر کھا تھا اور تمہارے چہرے پر کموت کے خوف سے زردی چھا گئی تھی اس وقت ان قاتلوں کے ہاتھوں تمہیں پرنس آف ڈھمپ نے تھی بچایا تھا اور تم نے اسے بتایا تھا کہ تمہارا تعلق بلیک ہاک سے ہے اور تمہیں ہاک کرنے والوں کا تعلق تمہاری مختلف اسکلر تنظیم کراس ورلڈ سے ہے اور تم نے پرنس کو بھاری رقم دینے کی آفر کی تھی لیکن پرنس نے انکار کر دیا تھا اور تمہیں اس نے اپنا تعارف کرایا تھا کہ وہ چونکہ ریاست ڈھمپ کا پرنس ہے اس لئے اسے رقم کی ضرورت نہیں۔ یاد آگیا تمہیں یا بلیک ہاک سے نکلنے کے بعد اپنی یادداشت بھی وہیں کھو آئے ہو“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ تم۔ کشم۔ کشم۔ اوہ۔ آئی ایم سوری۔ ریگلی ویری سوری۔ اب مجھے سب کچھ یاد آگیا ہے۔ میں شرمند ہوں کہ اپنے محض کوئی پہچان سکا۔ لیکن اس میں میرا قصور نہیں ہے۔ تم سے طویل عرصے تک رابطہ ہی نہیں ہو سکتا تھا۔ آئی ایم سوری۔“ اس بار دوسری طرف سے خاصے شرمندہ لبجھ میں کہا گیا۔

”شکر ہے تمہاری یادداشت کچھ تو باقی ہے ورنہ بڑی مشکل پیش آ جاتی“ عمران نے کہا۔

”میں نے سوری کہہ دیا ہے پرنس۔ تم حکم کرو۔ کیسے فون کیا ہے۔ اب میں بلیک ہاک سے بھی بڑی تنظیم گرانڈ فادر کا اہم آدمی ہوں۔ بلیک ہاک کو گرانڈ فادر میں صنم کر دیا گیا ہے“ ہارش نے کہا۔

”سیاگر انڈ فادر کا بھرہنڈ کے جزیرے ڈاکر پر بھی کوئی سیٹ اپ ہے“ عمران نے کہا۔

”ہا۔ کیوں“ ہارش نے جواب دیا۔

”ڈاکر میں ایک تنظیم خفیہ لیبارٹری ہنارہی ہے یا ہنا چلکی ہے اور اس تنظیم نے ہمارے ملک کا ایک سائنس و ان اخواکر کے وہاں پہنچا دیا ہے۔ میں نے اس سائنسدان کو واپس حاصل کرنے کے لئے وہاں جانا ہے اور مجھے وہاں کوئی ایسی ٹپ چاہئے جو اس لیبارٹری کی نشاندہی بھی کر سکے اور ہمارے ساتھ تعاون بھی کر سکے۔“ عمران نے کہا۔

”خفیہ لیبارٹری اور ڈاکر میں۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ وہاں تو کوئی بھی چیز خفیہ نہیں رہ سکتی۔ وہاں آنے والا ہر آدمی پورے جزیرے کے لوگوں کی جسمانی پیمائش تک جاتا ہے۔ لیبارٹری وہاں کیسے خفیہ رہ سکتی ہے۔ ویسے میں خود بھی کئی بار ڈاکر گیا ہوں اور میں نے وہاں کبھی کسی لیبارٹری کے بارے میں ایک لفظ بھی نہیں سنایا“ ہارش نے کہا۔

”وہاں کی کوئی ایسی ٹپ دوجو مستقل وہاں کا رہائشی ہوا اور ایسے معاملات سے واقف ہوا وہاں ہمارے لئے کاریں، کوئی اور اسلئے کا انتظام بھی کر سکے“ عمران نے کہا۔

”ہاں۔ کیوں نہیں۔ ڈاکر میں روز میری کلب ہے جس کا مینجر شائزہ ہے۔ شائزہ اور ہاں گر انڈ فادر کا چیف ہے اور گر انڈ فادر کا ایک لحاظ سے پورے ڈاکر پر ہو لد ہے۔ میں اسے تمہارا نام بتا دیتا ہوں تم جیسے ہی اسے میرے حوالے سے فون کرو گے وہ اور اس کا پورا گروپ غلاموں کی طرف تمہاری خدمت کرے گا۔“ ہارش نے کہا۔

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

”میں اپنی سیکرٹری سے پوچھ کر بتاتا ہوں،“ ہارش نے کہا۔

”رہنے دو۔ میں انکواڑی سے معلوم کرلوں گا۔ تم اسے فون کر کے کہہ دو کہ وہ پُس آف ڈھمپ سے ہر ممکن تعاون کرے۔“ عمران نے کہا۔

<http://www.kitaabghar.com>

”ابھی کہہ دیتا ہوں۔ بے فکر رہو پس۔ وہاں تمہیں وی آئی پی ٹریننگ دیا جائے گا،“ ہارش نے کہا۔

”ارے نہیں۔ یغضب نہ کرنا بلکہ شائزہ اکو بتا دینا کہ وہ پُس آف ڈھمپ کا نام بھی کسی کے سامنے نہ لے۔ میں نے وہاں خفیہ طور پر کام کرنا ہے،“ عمران نے کہا۔

”اوہ اچھا۔ تھیک ہے،“ دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے اس کا شکریہ ادا کر کے اسیورر گھوڑی کی پیشکش

<http://www.kitaabghar.com>

”بڑی زبردست ٹپ مل گئی ہے آپ کو،“ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ بس اللہ تعالیٰ کا کرم ہے۔ اس ہارش کی آواز میں مخصوص سیٹی کی گونج موجود ہے اور اس کی آواز کی وجہ سے میں نے اسے پہچان لیا تھا،“ عمران نے کہا۔

”اگر ہارش وہ نہ ہوتا جو نکل آیا ہے تو پھر آپ کا کیا پروگرام تھا،“ بلیک زیرو نے کہا۔

”گر انڈ فادر مشیات کی سماںگانگ میں بین الاقوامی شہرت رکھتی ہے اس لئے میں اسے ریاست ڈھمپ کا پس بن کر مشیات کی کسی بڑی کھیپ کی خریداری اور اسمگانگ کی بات کرتا۔ پھر جس طرح بات آگے بڑھتی بڑھ جاتی،“ عمران نے کہا تو بلیک زیرو بے اختیار پس پڑا۔

”مطلوب ہے آپ اندر ہیرے میں تیر چلانا چاہتے تھے،“ بلیک زیرو نے کہا۔

”ہمارے پیشے میں رسک لینا اور اندر ہیرے میں تیر چلانا کام کا حصہ ہوتا ہے،“ عمران نے جواب دیا تو بلیک زیرو نے اثبات میں سرہاد دیا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد عمران نے فون کا رسیور اٹھایا اور انکواڑی کے نمبر پر لیس کر دیئے۔

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

”انکواڑی پلیز،“ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”بڑھنڈ میں ایک بڑا جزیرہ ہے ڈاکر۔ وہاں کا رابطہ نمبر دیں۔“ عمران نے کہا۔

”ہو لد کریں۔ میں کپسیور پر چیک کر کے بتاتی ہوں۔“ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی چھا گئی۔

”ہیلو سر۔ کیا آپ لائی پر ہیں،“ تھوڑی دیر بعد انکواڑی آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

”لیں،“ عمران نے شکریہ کہہ کر کریڈل دبایا اور پھر ثوں آنے پر اس نے نمبر پر لیس کر دیئے۔

”انکواڑی پلیز،“ رابطہ قائم ہوتے ہی نسوانی آواز سنائی دی۔ چونکہ عمران کو علم تھا کہ اقوام متحده کے تحت پوری دنیا میں انکواڑی کا ایک ہی نمبر مخصوص کر دیا گیا ہے تاکہ لوگوں کو پریشانی نہ ہو اس لئے اسے انکواڑی کا نمبر معلوم کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی تھی۔

”روز میری کلب کے مینجر شائزہ کا نمبر دیں،“ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا تو عمران نے ایک بار پھر کریڈل دبایا اور ثوں آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پر لیس کرنے شروع کر دیئے۔

”لیں“ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک بھاری ای آواز سنائی دی لبجے میں ہلکی سی غراہٹ کا عضر موجود تھا۔

”پاکیشیا سے پُرس آف ڈھمپ بول رہا ہوں۔ ہارش نے تمہیں فون کیا ہوگا،“ عمران نے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ آپ۔ لیں سر۔ لیں سر۔“ ابھی چیف کا فون آیا ہے۔ حکم سر۔ حکم کریں“ دوسری طرف سے اس طرح بوکھلائے ہوئے لبجے میں کہا گیا جیسے عمران نے فون نہ کیا ہوا بلکہ اس کے سر پر کوئی دھماکہ کر دیا ہوا اور عمران سمجھ گیا تھا کہ ہارش کا کتنا رعب و وبدپہ اور دہشت ہے۔

”آپ یہاں کتنے عرصے سے رہ رہے ہیں؟“ عمران نے پوچھا۔

”میں تو جناب پیدا ہی تھیں ہوا ہوں اور جناب یہاں مستقل رہ رہا ہوں“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”یہاں ایک خفیہ سائنس لیبارٹری بنائی گئی ہے۔ کیا آپ اس سے واقف ہیں؟“ عمران نے کہا۔

”لیبارٹری اور یہاں ڈاکر میں۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ میں نے تو آج تک اس بارے میں کسی سے نہیں سنا۔ یہاں آکر چڑیا کا بچہ بھی پیدا ہوا اور ہوا میں اڑتا اڑتا ہی مر جائے تو اس کی اطلاع بھی مجھے مل جاتی ہے جناب“ دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

”یہ لیبارٹری وہاں موجود ہے۔ یہ بات کنفرم ہے۔ کیا تم اس بارے میں معلومات حاصل کر سکتے ہو؟“ تمہیں اس کا معقول معاوضہ دیا جائے گا“ عمران نے کہا۔

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

”ٹھیک ہے سر۔ میں معلومات حاصل کرتا ہوں“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اوکے۔ میں دو روز بعد دوبارہ تمہیں کال کروں گا“ عمران نے کہا اور سیور رکھ دیا۔

کتاب گھر کی پیشکش

کتاب گھر کی پیشکش



<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

میرے خواب ریزہ ریزہ

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

جو چلے تو جاں سے گزر گئے جیسے خوبصورت ناول کی مصنفہ ماہم لک کی ایک اور خوبصورت تخلیق۔ میرے خواب ریزہ ریزہ کہانی ہے اپنے ”حال“ سے غیر مطمین ہونے اور ”شکر“ کی نعمت سے محروم لوگوں کی۔ جو لوگ اس نعمت سے محروم ہوتے ہیں، وہ زمین سے آسان تک پہنچ کر بھی غیر مطمین اور محروم رہتے ہیں۔

اس ناول کا مرکزی کردار نسب بھی ہمارے معاشرے کی ہی ایک عام لڑکی ہے جو زمین پر رہ کر ستاروں کے درمیان جیتی ہے۔ زمین سے ستاروں تک کا یہ فاصلہ اس نے اپنے خوش رنگ خوابوں کی راہ گزر پر چل کر طے کیا تھا۔ بعض سفر منزل پر پہنچنے کے بعد شروع ہوتے ہیں اور انکشافت کا یہ سلسلہ افیت ناک بھی ہو سکتا ہے۔ اس لیے رستوں کا تعین بہت پہلے کر لینا چاہیے۔

یہ ناول کتاب گھر پر جلد آ رہا ہے، جسے رومانی معاشرتی ناول سیشن میں پڑھا جائے گا۔

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

کتاب گھر کی پیشکش


<http://www.kitaabghar.com>
<http://www.kitaabghar.com>

ایکریمیا کے ڈنیفس سیکرٹری سر جوہن اپنے شاندار اور وسیع و عریض آفس میں اپنی مخصوص کری پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کا چہرہ ان کی جامات کے ناساب سے زیادہ چوڑا اور بڑا تھا۔ چہرے پر قدرتی طور پر رعب و بد بہ کا تاثر موجود تھا۔ سامنے چہازی سائز کی آفس نیبل پر تین مختلف رنگوں کے فون موجود تھے کہ سرخ رنگ کے فون کی متزمم گھنٹی نہ تھی۔ سر جوہن جو ایک فائل کے مطالعے میں مصروف تھے گھنٹی کی آواز سن کر بے اختیار چونک پڑے۔ انہوں نے سراٹھا کر ایک نظر فون کو دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔ انہیں معلوم تھا کہ اس فون کا تعلق چیف سیکرٹری اور دیگر اعلیٰ حکام سے ہے اور اس فون لائن پر ہونے والی بات چیت کو کسی صورت بھی نہ چیک کیا جا سکتا تھا اور نہ سنا جا سکتا تھا اور نہ اس لائن کا کسی سیکرٹری سے کوئی رابطہ تھا اس لئے اسے وہ کوڈ میں ہات لائیں کہتے تھے اور یہ فون انہیلی اہم اور سیکرٹ معاملات میں ہی استعمال ہوتا تھا۔

”لیں۔ جوہن بول رہا ہوں“ سر جوہن نے رسیور اٹھا کر بھاری لمحے میں کہا۔

”مارک ریلے بول رہا ہوں سر جوہن“ دوسری طرف سے ایکریمیا کے نئے چیف سیکرٹری کی بھاری آواز سنائی دی۔ مارک ریلے ابھی حال ہی میں چیف سیکرٹری تعینات ہوئے تھے۔ سابقہ چیف سیکرٹری خرابی صحت کی وجہ سے ریٹائرڈ ہو گئے تھے اور مارک ریلے جو طویل عرصے سے ان کی بیماری کے دوران چیف سیکرٹری کے طور پر کام کر رہے تھے انہیں باقاعدہ چیف سیکرٹری تعینات کر دیا گیا تھا۔ مارک ریلے کمزی یہودی تھے جبکہ سر جوہن بھی یہودی تھے اس لئے مارک ریلے اور سر جوہن کے درمیان بڑے طویل عرصے سے خاصے گھرے دوستانہ تعلقات چلے آرہے تھے۔

”اوہ آپ۔ حکم فرمائیں“ سر جوہن نے چونک کر کہا۔

<http://www.kitaabghar.com>
<http://www.kitaabghar.com>

”تارکیہ کے ڈاکٹر عبداللہ کہاں ہیں“ دوسری طرف سے کہا گیا تو سر جوہن بے اختیار چونک پڑے۔

”یہ بات پوچھنے کی کوئی خاص وجہ جناب“ سر جوہن نے جواب دینے کی بجائے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ کیونکہ مجھے اطلاعات ملی ہیں کہ ڈاکٹر عبداللہ کی واپسی کے لئے اسلامی سیکورٹی کو نسل کے کریل فریدی اور پاکیشیائی سیکرٹ سروس دونوں ڈاکر کارخ کر رہے ہیں اور آپ نے بھی بتایا تھا کہ ڈاکٹر عبداللہ کو ڈاکر پہنچایا گیا ہے“ مارک ریلے نے کہا تو سر جوہن بے اختیار مسکرا دیئے۔

”جناب۔ چونکہ مجھے پہلے ہی خدشہ تھا کہ ایسا ہی ہوگا۔ ہم جس قدر چاہیں مقام کو چھپا لیں یہ لوگ کہیں نہ کہیں میں سے معلوم کر لیں گے اس لئے میں نے جزیرہ ڈاکر کو صرف ڈاجنگ کے لئے استعمال کیا تھا۔ ڈاکر جزیرے میں ایک چھوٹی سی خفیہ لیبارٹری موجود ہے جو ڈاکر جزیرے کے شمال مغرب میں قدرتی جنگل ساؤ تھہ وڈیں ہے۔ یہ بے حد چھوٹی اور غیر اہم لیبارٹری ہے لیکن میں نے ڈاجنگ کے لئے اس لیبارٹری کی حفاظت کے لئے سخت حفاظتی انتظامات کرائے ہیں اور ایکریمیا کی سپرائیجنی کے سپرائیجن سائیگر گروپ سمیت وہاں تعینات کر دیا ہے۔ سائیگر سیکشن نے جنگل میں کارروائی کرنے کی خصوصی فریئنگ حاصل کی ہوئی ہے اور ان کے پاس انہیلی جدید ترین مشینی اور الات بھی ہیں اور میں نے انہیں حکم دے دیا ہے کہ اگر کوئی گروپ چاہے وہ ایشیائی ہو یا ایکریمیں اس لیبارٹری پر حملہ کرنے کے لئے وہاں پہنچے تو سائیگر نے انہیں فوری طور پر ہلاک کر دینا ہے۔ گوئیں نے اپنے طور پر ڈاکر جزیرہ کو خفیہ رکھنے کے تمام انتظامات کر رکھے تھے لیکن مجھے خدشہ تھا کہ یہ دونوں گروپ بہر حال یہاں کا کھونج لگالیں گے اور ایسا ہی ہوا۔ ہماری ہر طرح کی کوششوں کے باوجود انہوں نے ڈاکر جزیرے کا سراغ لگالیا ہے لیکن اصل لیبارٹری اور ڈاکٹر عبداللہ وہاں موجود نہیں ہیں بلکہ ڈاکر جزیرے سے مشرق کی طرف چار سو ناٹ کے فاصلے پر تین چھوٹے چھوٹے جزیرے ہیں جنہیں تھری پر لیعنی تین موتوی کہا جاتا ہے۔ ان تینوں جزیروں پر ایکریمیا کے میزائل اڈے ہیں اور وہاں مکمل طور پر ایکریمیں فوج کا ہو لد ہے۔ تینوں جزیروں

کے گرد انتہائی سخت ترین حفاظتی اقدامات ہیں اور یہ پورا علاقہ نان روٹ ہے۔ یہ جزیرے جنہیں لی پی ون ٹو تھری بھی کہا جاتا ہے کے گرد بیس ناٹ کے فاصلے تک کوئی لائچ جہاز یا آبڈوز بغیر اجازت داخل نہیں ہو سکتی اور نہ ہی کوئی جہاز یا ہیلی کا پڑا نہیں کراس کر سکتا ہے اور ان تینوں جزیروں کی سیکورٹی چوبیں گھنٹے انتہائی سخت طریقے سے کی جاتی ہے اور درمیان والے جزیرے جسے لی پی ٹو کہا جاتا ہے میں پہلے سے ہی زیر زمین ایک بہت بڑی لیبارٹری موجود ہے۔ اس لیبارٹری کوئی ٹو کہا جاتا ہے۔ لیبارٹری کو سپلائی ڈاکر سے ہی کی جاتی ہے اور اس کے لئے ڈاکر میں ایک خفیہ سیکشن موجود ہے، ”سرجوہن جب بولنے پر آئے تو مسلسل بولتے ہی چلے گے۔

”یہ لوگ اس خفیہ سیکشن کو ٹریس کر کے سپلائی لائن کو چیک کر سکتے ہیں“ مارک ریلے نے کہا۔

”نہیں جناب۔ یہ خفیہ سیکشن بظاہر ایک بین الاقوامی مجرم تنظیم ایل وی کا ہے جس کا کام اسلحے کی اسٹائلنگ ہے۔ اس ایل وی کا سربراہ لارڈ وارن ہے جو ناراک میں رہتا ہے اور حکومت ایکریمیا کا خاص آدمی ہے۔ لارڈ وارن کی یہ تنظیم بظاہر مجرم تنظیم ہے لیکن در پرداہ یہ حکومت ایکریمیا کے لئے کام کرتی ہے اور حکومت ایکریمیا اس سے خفیہ اسلحے کی سپلائی کا کام لیتی ہے“ سرجوہن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ویری گذ۔ آپ نے واقعی فوں پرول انتظامات کئے ہیں۔ اب میں ہر طرح سے مطمئن ہوں۔ لیکن ڈاکٹر عبداللہ کے بارے میں کیا پورٹ ہے۔ کیا وہ تعاون کرنے پر آمادہ ہو گئے ہیں یا نہیں۔“ مارک ریلے نے کہا۔

”وہ خاصے بوڑھے اور کمزور جسامت کے مالک ہیں اور ابھی تک شاک کے عالم میں ہیں اور خاصے بیمار ہیں۔ ڈاکٹروں نے کہا کہ ابھی ایک ماہ تک انہیں آرام کرنے دیا جائے اور چونکہ ہمیں بھی کوئی جلدی نہیں ہے اس لئے ہم خاموش ہیں۔ جب وہ پوری طرح صحت یا بجا میں گے تو پھر ان کے پاس سوائے تعاون کرنے کے اور کوئی چارہ ہی نہیں رہے گا“ سرجوہن نے کہا۔

”جس فارمولے پر وہ لا بے سریا کی لیبارٹری میں کام کر رہے تھے کیا وہ فارمولہ بھی حاصل کر لیا گیا ہے یا نہیں“ مارک ریلے نے پوچھا۔

”ڈاکٹر عبداللہ صرف فارمولے کے نوٹس لکھتے ہیں۔ اصل فارمولہ وہ تحریر نہیں کرتے۔ اس بڑھاپے میں بھی ان کی یاد اشت انتہائی شاندار ہے اس لئے اصل فارمولہ ان کے ذہن میں موجود ہے۔ اس لئے ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ ایک ماہ بعد ان سے یہ فارمولہ بھی حاصل کر لیا جائے گا“ سرجوہن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ صحیح ہے۔ اب میں ہر طرح سے مطمئن ہوں۔ صحیح یو،“ چیف سیکرٹری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو سرجوہن نے مسکراتے ہوئے فون کار سیور رکھ دیا اور پھر نیلے رنگ کے فون کار سیور اٹھا کر انہوں نے ایک بٹن پر لیس کر دیا۔

”لیس“ سر، دوسری طرف سے ان کی ایکریٹری کی مودہ بانہ آوازنائی دی۔

”ڈاکر میں سائیگر سے بات کراؤ“ سرجوہن نے کہا اور سیور رکھ کر انہوں نے دوبارہ قائل پر نظریں جما دیں لیکن تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی نجٹھی تو انہوں نے رسیور اٹھا لیا۔

”لیس“ سرجوہن نے کہا۔

”سائیگر لائن پر ہے جناب،“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اوکے۔ بات کراؤ“ سرجوہن نے کہا۔

”سر۔ میں سائیگر یوں رہا ہوں ڈاکر سے“ چند لمحوں بعد ایک مردانہ آوازنائی دی۔ الجہ مودہ بانہ تھا۔

”سائیگر۔ مجھے اطلاعات میں رہی ہیں کہ اسلامی سیکورٹی کو نسل کا چیف ایجنت کرٹل فریدی اور پاکیشیا سیکرٹ سروں ڈاکر کا رخ کر رہے ہیں۔ ہماری سخت ترین کوششوں کے باوجود انہوں نے کسی نہ کسی طرح ڈاکر کا سراغ لگایا ہے۔ یہ دونوں بین الاقوامی شہرت کے ایجنت ہیں اس لئے تم نے اب پوری طرح ہوشیار رہنا ہے اور اگر یہ ساٹھ وہ پہنچ جائیں تو پھر تم نے انہیں کسی صورت زندہ واپس نہیں جانے دینا اور اگر یہ وہاں نہ پہنچ

سکیں تو پھر تم نے حرکت میں نہیں آنا، سرجوہن نے کہا۔

”سر۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں ان کے ڈاکر پہنچتے ہی ان کا خاتمہ کر دوں“ سائیگر نے کہا۔

”نہیں۔ اس طرح وہ کنفرم ہو جائیں گے کہ جو کچھ انہوں نے معلوم کیا ہے وہ درست ہے جبکہ مجھے یقین ہے کہ وہ ڈاکر میں نکریں مار کر خود ہی واپس چلے جائیں گے کیونکہ لیبارٹری کے بارے میں ڈاکر میں کسی کو بھی کچھ معلوم نہیں ہے اور نہ معلوم ہو سکتا ہے۔ اس طرح وہ جب یہاں سے ناکام واپس جائیں گے تو پھر خود ہی پوری دنیا میں نکریں مارتے پھریں گے البتہ اگر وہ ساؤ تھوڑی میں داخل ہو جائیں تو پھر تم آسانی سے ان کا خاتمہ کر سکتے ہو۔“ سرجوہن نے کہا۔

کتاب گھر کی پیشکش

<http://www.kitaabghar.com>

”لیں سر۔ آپ کے حکم کی تعییل ہو گئی سر“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”کوئی اہم بات ہوتا مجھے فوری برپورث کرنی ہے“ سرجوہن نے کہا۔

”لیں سر“ دوسری طرف سے کہا گیا تو سرجوہن نے رسیور کھو دیا۔ اب وہ پوری طرح مطمئن نظر آ رہے تھے۔

کتاب گھر کی پیشکش

<http://www.kitaabghar.com>

کتاب گھر اردو ادب کے مشہور افسانے کی پیشکش

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

کتاب اردو ادب کے مشہور افسانے بھی کتاب گھر پرستیاب ہے جس میں درج ذیل افسانے شامل ہیں۔ (آخری آدمی، پسماندگان، انتظار حسین)؛ (آپا، ممتاز مفتی)؛ (آنندی، غلام عباس)؛ (اپنے ڈکھ مجھے دے دو، وہ بدھا، راجندر سنگھ بیدی کی)؛ (بلاؤز، کالی شلوار، سعادت حسن منٹو)؛ (عیدگاہ، کفن، شکوہ شکایت، فرشی پریم چندر)؛ (گذریا، اشFAQ احمد)؛ (توہشکن، بانو قدیسہ)، (گندھاسا، احمد ندیم قاسمی)؛ (حرام جادی، محمد حسن عسکری)؛ (جنی، شفیق الرحمن)؛ (لخاف، عصمت چھاتی)؛ (لوہہ کا کمر بند، رام اعلیٰ)؛ (ماں جی، قدرت اللہ شہاب)؛ (مشی کی مونالیزا، اے۔ حید)؛ (اوور کوت، غلام عباس)؛ (مہا لکشی کا نیل، کرشن چندر)؛ (ٹیلی گرام، جو گندر پال)؛ (تیرا آدمی، شوکت صدیقی) اور (ستاروں سے آگے، قراۃ العین حیدر)۔

کتاب افسانے

یہ کتاب افسانے سیکشن میں پڑھی جا سکتی ہے۔

کتاب گھر کی پیشکش



<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

ڈاکر جزیرے میں ایک رہائش گاہ میں کرٹل فریدی کیپن حمید کے ساتھ موجود تھا۔ انہیں جزیرے پر آئے ہوئے آج دوسرا دن تھا۔ کرٹل فریدی نے اپنے خصوصی سیکشن کے چار افراد کو یہاں پہلے ہی بھجوادیا تھا تاکہ ڈاکر میں نہ صرف ان کی رہائش گاہ کا انتظام ہو سکے بلکہ وہاں لیبارٹری کے بارے میں حقیقی معلومات بھی مل سکیں لیکن اب تک ملنے والی معلومات کے مطابق یہاں کسی بھی سامنی لیبارٹری کا کوئی وجود نہ تھا اور نہ ہی کسی کو اس بارے میں معلوم تھا۔

”آپ اس حق عمران کے کہنے پر بغیر سچے سمجھے یہاں آگئے ہیں اس نے جان بوجھ کر آپ کو یہاں بھجوایا ہے“ کیپن حمید نے کہا تو کرٹل فریدی بے اختیار چونک پڑا۔

کتاب گھر کی پیشکش

”کیوں؟“ کرٹل فریدی نے مسکراتے تھے پوچھا۔

”اس لئے کہ آپ یہاں ٹکریں مارتے پھر اس اصل لیبارٹری کو بتا کر کے وہاں سے ڈاکٹر عبداللہ کو پرآمد کر لے۔ اس طرح اس کی ناک اوپنچی رہے گی“ کیپن حمید نے کہا۔

”پہلی بات تو یہ ہے کہ عمران جھوٹ نہیں بولتا۔ یہ دوسری بات ہے کہ اسے غلط فہمی ہو گئی ہو لیکن مجھے یقین ہے کہ وہ بغیر کنفرم کے مجھے یہاں کی نشاندہی نہیں کر سکتا۔ آخری بات یہ ہے کہ وہ خود بھی لازماً یہاں آئے گا“ کرٹل فریدی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”وہ یہاں نہیں آئے گا۔ آپ آزمائیں“ کیپن حمید نے کہا۔

”یہ تو اور بھی اچھی بات ہے۔ اس طرح ہم اپنے طور پر مشن مکمل کر لیں گے“ کرٹل فریدی نے کہا۔

”ٹارگٹ یہاں ہو گا تو آپ مشن مکمل کریں گے“ کیپن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا لیکن اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی ٹھنڈی نجٹی تو کرٹل فریدی نے ہاتھ بڑھا کر رسپیور اٹھالیا۔

”لیں۔ ہارڈسٹون“ کرٹل فریدی نے سرد لبھ میں کہا۔

”مناظر بول رہا ہوں جناب“ دوسری طرف سے سیکشن انچارج مناظر کی مودبانا آواز سنائی دی۔

”لیں۔ کیا پورٹ ہے“ کرٹل فریدی نے کہا۔

”جناب۔ اطلاع ملی ہے کہ ڈاکر جزیرے کے شمال مغرب میں واقع ایک وسیع اور گھنے جنگل میں چند افراد کو حال ہی میں آتے جاتے دیکھے گیا ہے۔ ان میں سے ایک آدمی یہاں کے ایک کلب جس کا نام ارشاد کلب ہے شراب اور کھانے پینے کی اشیاء جیپ میں لے جاتا ہے اور یہ آدمی ایکریمین ہے اور اس کا جو قدر و قامت اور انداز بتایا گیا ہے اس سے لگتا ہے کہ یہ آدمی تربیت یافتہ ایجنت ہے۔“ مناظر نے مودبانا لبھ میں کہا۔

”گذ۔ اب اس کلب سے مزید تفصیلات معلوم کرو“ کرٹل فریدی نے کہا۔

”جناب۔ کلب کا مالک اور منیجر سمحنہ نام کا آدمی ہے۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے کیونکہ آنے والا جسے روڈی کہا جاتا ہے سمحنہ کے ساتھ کافی دریتک رہتا ہے۔ دونوں ایک دوسرے سے بے حد بے تکلف بھی ہیں لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ سمحنہ کو اغوا کیا جائے۔ لیکن میں نے جو معلومات حاصل کی ہیں ان کے مطابق اس کلب یا سمحنہ کے آفس کا کوئی خفیہ راستہ نہیں ہے اور کلب کے اندر سے اغوا کر کے لانا مشکل تو نہیں ہے۔

لیکن پھر ہمارا پچھا یہ لوگ آسانی سے نہیں چھوڑیں گے کیونکہ یہ کلب خطرناک غنڈوں اور مجرموں کا اڈا ہے، مناظر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
 ”ٹھیک ہے۔ تم وہیں رہو میں کیپشن حمید کے ساتھ وہاں آ رہا ہوں۔ میں خود سمجھ سے بات کرتا ہوں،“ کرٹل فریدی نے کہا۔
 ”لیں سر“ دوسری طرف سے کہا گیا تو کرٹل فریدی نے رسیور رکھ دیا۔

”چلو کارنکالو۔ مجھے لگتا ہے کہ یہاں کلیو ہے،“ کرٹل فریدی نے کیپشن حمید سے مخاطب ہو کر کہا۔
<http://www.kitaabghar.com>

”آپ کو ساتھ جانے کی کیا ضرورت ہے۔ میں اکیلا اس سے پوچھ چکھ کر آتا ہوں،“ کیپشن حمید نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ یہاں کی پولیس خاصی سخت ہے اور یقیناً اس سمجھ کے پولیس والوں سے قریبی تعلقات ہوں گے۔ اس طرح ہم مزید الجھنوں میں پھنس سکتے ہیں،“ کرٹل فریدی نے کہا تو کیپشن حمید سر ہلاتا ہوا امرا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔
<http://www.kitaabghar.com>

تحوڑی دیر بعد کارتیزی سے سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیور گیٹ سیٹ پر کیپشن حمید تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر کرٹل فریدی بیٹھا ہوا تھا۔ چونکہ انہوں نے یہاں پہنچتے ہی جزیرے کا نقشہ غور سے دیکھا تھا اس لئے انہیں کسی سے راستہ پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد کار ایک دو منزلہ عمارت کے کپاڈنڈگیٹ میں مڑ گئی۔ کیپشن حمید نے کار سائیڈ پر موجود پارکنگ میں لے جا کر روک دی۔ یہ ارشا کلب تھا اور واقعی وہاں آنے جانے والے افراد نچلے طبقے کے غنڈے دکھائی دتے رہے تھے۔ کرٹل فریدی اور کیپشن حمید کار سے نیچے اترے تو ایک پارکنگ پوائنے نے کیپشن حمید کے ہاتھ میں کارڈ تھما دیا جبکہ کرٹل فریدی اس دوران کھڑا کلب میں آنے جانے والوں کو غور سے دیکھ رہا تھا۔
<http://www.kitaabghar.com> <http://www.kitaabghar.com>

”آئیں،“ کیپشن حمید نے کہا تو کرٹل فریدی سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا اور تھوڑی دیر بعد وہ ہال میں داخل ہوئے تو ہال سے مخفیات اور شراب کی تیز بو آرہی تھی۔ بواس قدر تیز تھی کہ سانس لینا دشوار ہو رہا تھا۔ کاؤنٹر پر چار افراد موجود تھے جن میں سے ایک لمبے قد اور بھرے ہوئے جسم کا مالک تھا۔ وہ سر سے گنجائی اور اس نے جیخز کی پینٹ اور گہرے نیلے رنگ کی شرت پہنی ہوئی تھی۔ چہرے پر زخموں کے مندل نشانات کے ساتھ ساتھ خباثت نمایاں نظر آ رہی تھی۔ اس کی نظریں کرٹل فریدی اور کیپشن حمید پر جھی ہوئی تھی کیونکہ دونوں اس ماحول میں اجنبی دکھائی دے رہے تھے۔ کرٹل فریدی نے ایک سرسری ای نظر ہال پر ڈالی اور پھر کاؤنٹر کی طرف مڑ گیا۔

”میثیر سمجھتے سے کہو گہ دماک سے کرٹل فریدی آیا ہے۔“ کرٹل فریدی نے کاؤنٹر کے قریب پہنچ کر اپنے مخصوص لباس میں کہا۔

”لیں سر“ آدمی نے جلدی سے کہا اور سامنے پڑے ہوئے فون کار سیور اٹھا لیا۔ اس کا چہرہ بتارہا تھا کہ وہ کرٹل فریدی کی شخصیت سے متاثر ہو چکا ہے۔
<http://www.kitaabghar.com> <http://www.kitaabghar.com>

”کاؤنٹر سے راگر بول رہا ہوں بس۔ دماک سے کرٹل فریدی اور ان کا ساتھی آپ سے ملاقات کے لئے یہاں کاؤنٹر پر موجود ہیں۔“ راگر نے کہا۔
<http://www.kitaabghar.com>

کتاب گھر کی پیشکش

”لیں بس“ دوسری طرف سے بات سن کر اس نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”دوسری منزل پر بس کا آفس ہے جناب۔ لفت یہاں سائیڈ پر ہے،“ راگر نے لفت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”چینک یو مسٹر اگر“ کرٹل فریدی نے کہا اور لفت کی طرف بڑھ گیا۔ دوسری منزل پر چار مسلح آدمی موجود تھے۔ وہ کرٹل فریدی اور کیپشن حمید کو دیکھ کر چوک پڑے لیکن انہوں نے انہیں روکا نہیں اور وہ آگے بڑھتے چلے گئے۔ آفس کا دروازہ بند تھا۔ کرٹل فریدی نے اسے دبایا تو دروازہ کھلتا چلا گیا اور کرٹل فریدی اندر داخل ہو گیا۔ اس کے پیچھے کیپشن حمید تھا۔ آفس خاصا بڑا اور قیمتی فرنچیز سے مزین تھا لیکن اس کی سجاوٹ میں گھٹیا پن تھا۔ عورتوں کے بڑے بڑے پوٹر چاروں طرف لگے ہوئے تھے۔ ایک بڑی سی میز کے پیچے ایک گینڈا نما آدمی بیٹھا ہوا تھا جو کرٹل فریدی اور کیپشن حمید کے اندر داخل ہوتے ہی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”خوش آمدید جناب۔ میرا نام سمعت ہے“ اس گینڈے نما آدمی نے میز کی سایہ سے نکل کر مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

”مجھے کرنل فریدی کہتے ہیں اور یہ ہے میرا ساتھی کیپٹن حمید“ کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جناب۔ میں آپ کو جانتا ہوں۔ میں اکثر دمک آتا جاتا رہتا ہوں“ سمعت نے مصافحہ کرتے ہوئے کہا تو کرنل فریدی نے اختیار

چونک پڑا۔ ”کس سلسلے میں“ کرنل فریدی نے پوچھا۔

”جناب ہمارا دھنہ شراب کی اسمگنگ ہے۔ اسی سلسلے میں“ سمعت نے کہا اور کیپٹن حمید سے مصافحہ کر کے وہ واپس اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

کرنل فریدی اور کیپٹن حمید دونوں میز کی دوسری طرف موجود کر سیوں پر بیٹھ گئے۔

”آپ میرے معزز زمہان ہیں جناب۔ آپ کیا پینا پسند کریں گے“ سمعت نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”زمہان نوازی کا شکریہ۔ فی الحال کسی چیز کی ضرورت نہیں۔“ کرنل فریدی نے خشک لبجھ میں کہا۔

”میرے لاٹ کوئی حکم“ سمعت نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تمہارے کے پاس ایک ایکر بیٹین آدمی آتا ہے جو یہاں سے شراب اور دوسری چیزیں جیپ میں ساؤ تھوڑے لے جاتا ہے اور وہ تمہارا دوست

بھی ہے“ کرنل فریدی نے کہا تو سمعت نے اختیار چونک پڑا۔

”لیں سر۔ ضرور آتا ہے جناب لیکن“ سمعت نے کہا۔

”میں نے صرف یہ پوچھنا ہے کہ ساؤ تھوڑے میں کیا ہو رہا ہے۔“ کرنل فریدی نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا تو اس نے بے اختیار

ایک طویل سانس لیا۔

”کرنل صاحب۔ میں خود بھی ساؤ تھوڑے نہیں گیا۔ وہ ایک وسیع گھنا اور قدرتی جنگل ہے اور مجھے جنگلوں سے کوئی دچکپی نہیں ہے۔

روڈی میرے پاس آتا ہے۔ اس نے بتایا تھا کہ وہ اپنے چند ساتھیوں سمیت ساؤ تھوڑے میں ٹریننگ لے رہا ہے۔ وہ مجھے بھاری رقم دے کر شراب

اور دوسرے ضروری سامان خرید کر لے جاتا ہے“ سمعت نے جواب دیا تو کرنل فریدی نے اختیار مسکرا دیا۔

”تم مجھے جانتے ہو سمعت تو یہ بھی جانتے ہو گے کہ میں بے جا تشدی کرنے کا قائل نہیں ہوں۔ ہاں یہ کام وہاں ضرور کیا جاتا ہے جہاں

اندھی ضد سامنے آجائے۔ تمہیں رقم چاہئے مل جائے گی لیکن جوچ ہے وہ بتا دو“ کرنل فریدی نے سرد لبجھ میں کہا۔

”سیا آپ ایک لاکھ ڈالر دے سکیں گے اور دوسری بات یہ کہ میرا نام سامنے نہ آئے“ سمعت نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”مجھے تمہاری دونوں شرائط منظور ہیں۔ لیکن میں بہر حال بچ جانا چاہتا ہوں“ کرنل فریدی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب

سے بڑے نوٹوں کی ایک گذی نکال کر سمعت کی طرف اچھا دی۔

”شکریہ“ سمعت نے مسرت بھرے لبجھ میں کہا اور گذی کو اٹھا کر اس نے جلدی سے میز کی دراز میں ڈال دیا۔

”ہاں۔ اب جو کچھ بچ ہے وہ بتا دو“ کرنل فریدی نے سرد لبجھ میں کہا۔

”کرنل صاحب۔ ساؤ تھوڑے میں ایک چھوٹی سی زیریں میں لیبارٹری ہے اور اس کا کوئی راستہ

ساؤ تھوڑے نہیں جاتا بلکہ اس کا راستہ سمندر کے نیچے بنایا گیا ہے اور ایک چھوٹی سی آبدوز کے ذریعے لیبارٹری میں آمد و رفت ہوتی ہے اور لیبارٹری

کو قائم ہوئے آٹھ سال سے زائد عرصہ ہو گیا ہے اور شروع سے اس لیبارٹری کو شراب اور دوسرے سامان کی سپلائی میں کرتا ہوں۔ یہ لیبارٹری دو

بڑے کمروں پر مشتمل ہے۔ اس کے ساتھ دو بڑے کمرے ڈاکٹر ولیم اور اس کے اسٹنٹ کی رہائش گاہ کے کام آتے ہیں۔ میرے پوچھنے پر

ڈاکٹر ولیم نے بتایا تھا کہ یہاں ایکر بیٹا کے لئے وہ سیبلائز کی چیکنگ کرتے رہتے ہیں تاکہ ایکر بیٹا سیبلائز کی انتہائی نازک اور پیچیدہ مشینزی کو

کوئی دشمن ملک کسی وارس کے ذریعہ تباہ نہ کر دے اور یہ روشن کا کام ہے۔ جہاں تک روڈی کا تعلق ہے روڈی عیاش فطرت آدمی ہے اور میں چونکہ روڈی کے لئے اس کی فطرت کے مطابق اس کی ضروریات پوری کر دیتا ہوں اس لئے میری اس سے خاصی بے تکلفی ہو گئی ہے۔ اس کا فائدہ مجھے یہ ہوتا ہے کہ میں سامان کی قیمت عام قیمت سے ڈبل لگا دیتا ہوں۔ بہر حال شروع میں میرے پوچھنے پر اس نے بتایا تھا کہ اس کا تعلق ایکر یہاں کی سپرائیجن سے ہے اور سیکشن کا انچارج پرائیجن کا چیف ایجنت سائیگر ہے۔ حکومت ایکر یہاں کو اطلاع ملی ہے کہ ڈاکر میں موجود یہاں بارٹری کو تباہ کرنے کے لئے دشمن کے ایجنت آ رہے ہیں تو یہاں سپرائیجن کو بھیج دیا گیا اور سائیگر یہاں اپنے ساتھ آٹھ ساتھیوں سمیت آ گیا۔ ان لوگوں نے ساؤ تھہ روڈ کے گھنے جنگل میں انہائی جدید سائنسی مشینری نصب کی ہوئی ہے جس سے وہ ایک جگہ بیٹھ کر سارے جنگل کو چیک کرتے رہتے ہیں اور اگر وہ چاہیں تو اس جنگل کے کسی بھی حصے میں داخل ہونے والے کسی بھی آدمی کو صرف ایک بیٹن دبا کر ہلاک کر سکتے ہیں۔ ان کا مشن یہی ہے کہ اگر دشمن ایجنت ساؤ تھہ روڈ میں داخل ہوں تو انہیں ہلاک کر دیا جائے اور بس۔ انہوں نے جنگل میں خمے لگائے ہوئے ہیں اور دن رات مشینری کی مدد سے جنگل کو چیک کرتے رہتے ہیں۔ ہفتے میں ایک بار روڈی جیپ لے کر آتا ہے اور شراب اور دوسرا ضروری سامان لے جاتا ہے۔ باقی لوگ وہیں رہتے ہیں اور کوئی بھی جنگل سے باہر نہیں آتا۔“ سمحہ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”روڈی اب کب آئے گا؟“ کرٹل فریدی نے پوچھا۔

”وہ کل ہی سپالائی لے کر گیا ہے۔ اب وہ اگلے ہفتے آئے گا،“ سمحہ نے کہا۔

”اس سے رابطہ کیسے ہو سکتا ہے؟“ کرٹل فریدی نے پوچھا۔

”مجھے کبھی اس کی ضرورت ہی نہیں پڑی اور خود اس نے کبھی بتایا ہی نہیں۔ بس وہ ہر ہفتے آ کر نقد ہمہنگ کر کے سپالائی لے جاتا ہے اور بس،“ سمحہ نے جواب دیا تو کرٹل فریدی سمجھ گیا کہ وہ حق بول رہا ہے۔

”اس کا حیہ اور قد و قامت کی تفصیل بتاؤ،“ کرٹل فریدی نے کہا تو سمحہ نے تفصیل بتاوی۔

”لیبارٹری کی سپالائی کب جاتی ہے یہاں سے،“ کرٹل فریدی نے پوچھا۔

”ہر ماہ کی پانچ تاریخ کو،“ سمحہ نے جواب دیا۔

”آج تو دس تاریخ ہے،“ کرٹل فریدی نے کہا۔

”لیں سر۔ اب وہ آئندہ ماہ کی پانچ تاریخ کو آئیں گے،“ سمحہ نے جواب دیا۔

”اوکے۔ اب اجازت۔ مجھے امید ہے کہ تم اپنے تحفظ کے لئے اپنی زبان بذرکھو گے،“ کرٹل فریدی نے اٹھتے ہوئے کہا تو کیپن حمید بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

”میں حکومتی معاملات میں کیسے شامل ہو سکتا ہوں جناب۔ میں تو کچلا جاؤں گا،“ سمحہ نے اٹھتے ہوئے کہا تو کرٹل فریدی سر بلاتا ہوا مڑا اور چند لمحوں بعد وہ دونوں کلب سے باہر آچکے تھے۔ باہر آ کر کرٹل فریدی نے ہاتھ سے مخصوص انداز میں اشارہ کیا تو ایک سائیڈ سے ایک لمبا تر ٹھنڈا آدمی تیزی سے چلتا ہوا اس کے قریب آ گیا۔

”اپنے ساتھیوں سمیت رہائش گاہ پر آ جاؤ،“ کرٹل فریدی نے سرسری انداز میں کہا اور پھر پارکنگ کی طرف بڑھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب رہائش گاہ میں اکٹھے ہو چکے تھے۔

”اب ہمیں لیبارٹری کو چیک کرتا ہے،“ کرٹل فریدی نے مناظر اور اس کے ساتھیوں کو تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”لیں سر۔ یہاں میں نے چیک کیا ہے کہ غوط خوری کے انہائی جدید ترین لیبس آسانی سے مل جاتے ہیں جنہیں پہن کر ہم سمندر میں چینگ کے لئے جاسکتے ہیں،“ مناظر نے کہا۔

”ہمیں وہاں جا کر چیک کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔“ کرٹل فریدی نے کہا تو مناظر کے ساتھ ساتھ کیپٹن جمیڈ بھی چونک پڑا۔

”پھر کیسے چیکنگ ہو گی؟“ کیپٹن جمیڈ نے کہا۔

”لیبارٹری میں لازماً سیٹلائٹ فون ہو گا۔ اسے ٹریس کیا جاسکتا ہے؟“ کرٹل فریدی نے کہا۔

”لیکن فون انکواری میں تو نمبر موجود نہیں ہو گا،“ کیپٹن جمیڈ نے کہا۔

”ایکریمیا میں ایک سیٹلائٹ انکواری علیحدہ ہے۔ وہاں سے آسانی سے معلوم کیا جاسکتا ہے۔ یہاں ڈاکر میں یقیناً اکلوتا سیٹلائٹ فون ہو گا،“ کرٹل فریدی نے کہا۔

”لیکن کیا ضروری ہے کہ وہ سیٹلائٹ فون ہو سکتا ہے؟“ کیپٹن جمیڈ نے کہا۔ مناظر اور اس کے ساتھی احتراماً خاموش

بیٹھے ہوئے تھے۔

”ہاں ہو سکتا ہے لیکن ہو گا نہیں کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ خفیہ رابطے کے لئے سیٹلائٹ فون ضروری ہوتا ہے۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ خصوصی ٹائپ کا فون ہو،“ کرٹل فریدی نے کہا اور اس کے ساتھی اس نے فون کارسیور اٹھایا اور انکواری کے نمبر پر لیں کر دیئے۔ انکواری سے اس نے ڈاکر سے ایکریمیا اور پھر اس کے دار الحکومت ناراک کارابطہ نمبر معلوم کر کے دوبارہ نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”انکواری پلیز،“ رابطہ قائم ہوئے ہی ایک نسوائی آواز سنائی دی۔ لہجہ ایکریمیں تھا۔

”چیل سیٹلائٹ فون انکواری کا نمبر دیں۔ ڈاکر سے ڈاکٹر ولیم بول رہا ہوں،“ کرٹل فریدی نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔

کرٹل فریدی نے ایک بار پھر کریڈل دبایا اور ٹوں آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”ایس ایس انکواری پلیز،“ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوائی آواز سنائی دی۔

”وزارت سائنس سے ڈپٹی سیکرٹری روگر بول رہا ہوں۔ ڈاکر میں ڈاکٹر ولیم کے نام ایک سیٹلائٹ فون نمبر موجود ہے وہ بتا دیں،“ کرٹل فریدی نے اس بار ایکریمیں لہجے میں کہا۔

”ہو لڑ کریں،“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو سر۔ کیا آپ لائن پر ہیں،“ چند جھوٹ کی خاموشی کے بعد وہی نسوائی آواز سنائی دی۔

”لیں،“ کرٹل فریدی نے جواب دیا۔

”نمبر نوٹ کریں،“ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی نمبر بتا دیا گیا تو کرٹل فریدی نے شگریہ کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

”کیا یہ ضروری تھا کہ فون نمبر ڈاکٹر ولیم کے نام ہوتا۔“ کیپٹن جمیڈ نے کہا تو کرٹل فریدی بے اختیار مسکرا دیا۔

”کچھ ذہن بھی استعمال کر لیا کرو۔ لیبارٹری خفیہ ہے۔ ظاہر ہے اس کے نام پر نمبر نہیں ہو سکتا اور ڈاکٹر ولیم وہاں مستقل طور پر کام کرتا ہے اس لئے ظاہر ہے کہ اس کے نام پر فون نمبر دیا گیا ہو گا اور ویسے بھی اسی نام سے فون محفوظ رہ سکتا ہے کیونکہ ہمیں تو سمجھنے نے یہ نام بتایا ہے ورنہ عام آدمی کو یہ نام معلوم نہیں ہو سکتا۔“ کرٹل فریدی نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا تو کیپٹن جمیڈ کے چہرے پر شرم مندگی کے تاثرات ابھر آئے۔ کرٹل فریدی نے ایک بار پھر فون کارسیور اٹھایا اور نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”لیں،“ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ بولنے والے کے لہجے سے ہی معلوم ہوتا تھا کہ وہ ادھیر عمر آدمی ہے۔

”میرا نام جاگن ہے اور میرا تعلق ایکریمیا کی وزارت سائنس سے ہے۔ میں پریم سیٹلائٹ کمپنی کا سربراہ ہوں۔ تمام ایکریمیں سیٹلائٹ کے بارے میں ہم نے تفصیلی رپورٹ تیار کر کے حکومت ایکریمیا کو دینی ہیں،“ کرٹل فریدی نے ایکریمیں لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”کیسی روپورٹس،“ دوسری طرف سے حیرت بھرے لجھے میں کہا گیا۔

”سیلائٹ مشینری میں ایک مشین ہوتی ہے جسے بلوم کارڈ کہا جاتا ہے۔ کیا آپ ڈاکٹر ولیم بول رہے ہیں؟“ کرٹل فریدی نے کہا۔
”ہاں۔ میں ڈاکٹر ولیم بول رہا ہوں،“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”تو آپ کو تفصیل بتانے کی ضرورت نہیں۔ آپ مجھ سے بھی بہتر اس مشین کو جانتے ہوں گے۔ حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ اس کو اپ گریڈ کر دیا جائے کیونکہ حکومت کو اطلاعات میں رہی ہیں کہ رو سیاہ اپنے سیلائٹس کے بلوم کارڈز کو اپ گریڈ کر رہا ہے،“ کرٹل فریدی نے کہا۔

”اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے۔ فرمائیے۔ میں کیا خدمت کر سکتا ہوں؟“ ڈاکٹر ولیم نے اس بارقدرےطمینان بھرے لجھے میں کہا۔

”میں آپ کے ذاتی طور پر ملتا چاہتا ہوں۔ آپ ایکریمیا تشریف لے آئیں یا اگر آپ کہیں تو میں ڈاکٹر آجائیں۔ ہم کسی ہوٹل میں ملاقات کر لیں گے،“ کرٹل فریدی نے کہا۔

”میرا ایکریمیا آنا تو خاص مشکل ہے۔ آپ ڈاکٹر آجائیں۔ یہاں ملاقات ہو جائے گی،“ ڈاکٹر ولیم نے جواب دیا۔

”لیکن میں نے سنا ہے کہ آپ کی لیبارٹری میں کسی غیر ملکی سائنس وان کو رکھا گیا ہے اسلئے آپ کی لیبارٹری میں آمد و رفت بند کردی گئی ہے،“ کرٹل فریدی نے کہا۔

”اوہ نہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے اور ویسے بھی اس لیبارٹری میں ایسی کوئی گلکے نہیں ہے کہ کسی کو یہاں رکھا جائے۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ کسی اجنبی کو یہاں لے آنماخ ہے۔ لیکن آپ تو حکومت کے آدمی ہیں اس لئے آپ کے لئے تو کوئی رکاوٹ نہیں ہے آپ جب مجھے فون کریں گے تو میں آپ کو رسیو کر لوں گا۔ پھر آپ ہماری لیبارٹری بھی دیکھ لیں گے اور تفصیلی ملاقات بھی ہو جائے گی کب آرہے ہیں آپ،“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”فوری طور پر تو ممکن نہیں بہر حال ایک دو ہفتے میں ایسا ہو سکے گا۔ میں آپ کو فون کر دوں گا،“ کرٹل فریدی نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ جب آپ فون کریں گے پھر ملاقات ہو گی۔“ ڈاکٹر ولیم نے کہا تو کرٹل فریدی نے گذبائی کہہ کر رسیو رکھ دیا۔

”اس کا مطلب ہے کہ سمجھ کی بات درست ہے۔ یہاں ڈاکٹر عبداللہ نہیں ہیں،“ کرٹل فریدی نے بڑھاتے ہوئے کہا۔

”اور اب تو آپ کو یقین آگیا ہو گا کہ عمران نے غلط بیانی کی ہے،“ کیپشن حمید نے منہ بنا تے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ عمران کی بات درست ہے۔ یہ بات تو طے ہو گئی ہے۔“ کرٹل فریدی نے کہا۔

”اب بھی آپ اسے درست کہہ رہے ہیں،“ کیپشن حمید نے قدرے غصیلے لجھے میں کہا۔

”ہاں۔ اس لئے کہ ساؤ تھوڑی میں سائیگر اور اس کے ساتھیوں کی موجودگی ہتاری ہے کہ انہوں نے یہاں باقاعدہ ڈاچنگ مشین رکھی ہوئی ہے۔ موجود دور میں یہ عام بات ہے کہ ڈاچنگ مشین کے ذریعے فریکونی اور فون نمبر کے ذریعے ٹریس کرنے والے کو ڈاچ دیا جائے۔ عمران نے فریکونی کے ذریعے ڈاکٹر کو چیک کیا ہے اور سائیگر کی یہاں موجودگی ہتاری ہے کہ انہوں نے اس پواست کو باقاعدہ ڈاچ دینے کے لئے استعمال کیا ہے تاکہ اگر کوئی چیک کر بھی لے تو ڈاکٹر سامنے آئے اور جب وہ یہاں آئے تو لامالہ لیبارٹری ساؤ تھوڑی میں ہے تو وہ وہاں پہنچیں گے اور وہاں انہیں ہلاک کر دیا جائے گا،“ کرٹل فریدی نے کہا۔

”جس گھر ای میں آپ سوچ رہے ہیں وہ احمد عمران نہیں سوچ سکتا۔ اگر وہ بھی یہ بات سوچتا تو اب تک یہاں پہنچ چکا ہوتا۔“ کیپشن حمید نے منہ بنا تے ہوئے کہا۔

”وہ دوسرے انداز میں کام کرتا ہے۔ اس کے بے حد و سعی رابطے ہیں اس لئے اس نے رابطوں سے ہی یہ معلوم کر لیا کہ مسلم ممالک کی لیبارٹری لا بیرونی میں ہے اور اسے تباہ کر کے ڈاکٹر عبداللہ کو وہاں سے اغوا کر لیا گیا ہے جبکہ ہم آخر تک بھی سمجھتے رہے کہ لیبارٹری تاریخی میں ہے اس

لئے ہو سکتا ہے کہ اس نے معلومات حاصل کر لی ہوں،” کرٹل فریدی نے کہا تو اس بار کیپٹن جمیڈ نے کوئی جواب دینے کی بجائے ہونٹ بھینچ لئے۔
”سر۔ اب کیا حکم ہے۔ کیا اس سائیگر کے خلاف کام کرنا ہے؟“ مناظر نے کہا جواب تک خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

”اوہ نہیں۔ کہیں کسی معاطلے میں خواہ مخواہ ایجنسی کی ضرورت نہیں ہے۔ تم جاؤ۔ اب مجھے پہلے یہ معلوم کرنا ہو گا کہ ڈاکٹر عبداللہ کہاں ہیں۔ پھر آگے کام ہو گا،“ کرٹل فریدی نے کہا۔

<http://www.kitaabghar.com> <http://www.kitaabghar.com> ”لیں سر“ مناظر نے کہا اور وہ اس کے ساتھی سلام کر کے کمرے سے باہر نکل گئے۔

”اس عمران سے پوچھ لیں،“ کیپٹن جمیڈ نے کہا۔

”نہیں۔ کیا کام نہیں خود کرنا ہو گا؟“ کرٹل فریدی نے سرد لہجے میں کہا تو کیپٹن جمیڈ نے اس انداز میں سر ہلا دیا جیسے وہ کرٹل فریدی کے اس خیال سے متفق ہو۔

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>



کتاب کی پیشکش کتاب کی پیشکش ۲

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

اردو ادب کے مشہور افسانے (جلد دوم) بھی کتاب گھر پر دستیاب ہے جس میں شامل افسانے ہیں:

(کالی بلا شوکت صدیقی)؛ (قیدی، ابراہیم جلیس)؛ (اخروث جھا چوہا بھیس، ممتاز منقی)؛ (سیب کا درخت، بوتل کا جن اے۔ جمید)؛ (فاصد، واجدہ غیسم)؛ (اوھا، گلزار)؛ (جمید کا ماضی، پوچھ دے باز، سعادت حسن منشو)؛ (ماورزاد، خواجه احمد عباس) (بدام رنگی، بلونٹ نگھے)؛ (بیہودہ خاوند، کنہیا الال کپور)؛ (عجیب قتل، ش۔ م۔ جبیل)؛ (اوپر گوری کا مکان، آغا بابر)؛ (لاڑی، منتی پریم چند)؛ (صاحب امداد، علی حیدر ملک)؛ (دل ہی تو ہے، بھنور، گوندی، غلام عباس)؛ (مولوی مہرباں علی، اہن انشاء) (لیمن جوس، چتر میں)؛ (غیر قانونی مشورہ، لوح مزار، موباس)؛ (سوتی سالگرہ، اشراق احمد)؛ (ایک تھی فاختہ، محمد منشاء یاد)۔

یہ کتاب افسانے سیکشن میں پڑھی جا سکتی ہے۔

کتاب گھر کی پیشکش

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

کتاب گھر کی پیشکش وطن پرست کتاب گھر کی پیشکش

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

انجے اقبال کے جاسوی کردار، مجرپر مود کا ایک اور کارنامہ۔ ملک کے غداروں سے دست و گریاں ہونے والے اور جان پر سکھیل جانے والے وطن پرستوں کا احوال، جس میں فوجی ہی نہیں، عام شہری بھی شامل ہیں۔ وطن پرست کتاب گھر پر دستیاب۔

کتاب گھر کی پیشکش

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

کتاب گھر کی پیشکش


<http://www.kitaabghar.com>
<http://www.kitaabghar.com>

عمران نے رسیور اٹھایا اور نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔ وہ اس وقت داش منزد کے آپریشن روم میں موجود تھا۔ اس نے روز میری کلب کے مینجر شانزا کو معلومات حاصل کرنے کے لئے دوروز کی مہلت دی تھی اور آج دوروز گزر چکے تھے جبکہ ان دونوں میں عمران نے نہ صرف ڈاکر جزیرے کے بارے میں مزید معلومات حاصل کر لی تھیں بلکہ اس نے ادھر ادھر مختلف لوگوں کو فون کر کے ان سے بھی ڈاکر جزیرے پر موجوداً مکریمین لیبارٹری کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی تھی لیکن کہیں سے بھی اسے کوئی ایسی اطلاع نہ ملی تھی جس سے اس بات کی تصدیق ہوتی۔ اس نے وہ اب شانزا سے اصل اور حصی رپورٹ لینا چاہتا تھا۔

”شانزا بول رہا ہوں“ رابطہ قائم ہوتے ہی شانزا کی آواز سنائی دی۔

”پُرس آف ڈھمپ بول رہا ہوں“ عمران نے کہا۔

”اوہ آپ۔ سرآپ کے لئے میرے پاس کافی معلومات جمع ہو چکی ہیں“ دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران اور میز کی دوسری طرف بیٹھا ہوا بلیک زیر بھی چونک پڑا۔

”کیمی معلومات۔ تفصیل سے بتاؤ“ عمران نے کہا۔

”آپ کے حکم پر جب میں نے معلومات حاصل کیں تو مجھے اطلاع ملی کہ یہاں ڈاکر میں ارشا کلب کے مینجر سمعتھ کا تعلق کسی ایسی جگہ سے ہے جہاں کے لئے ہر ماہ باقاعدہ سپلائی جاتی ہے۔ سمعتھ میرا گھر ادوسٹ ہے لیکن وہ بے حد لاچھی آدمی ہے۔ میں اس سے ملا اور اسے دس ہزار ڈالر دیئے تو اس نے تفصیل بتا دی“ شانزا نے کہا۔

”تم رقم کی فکر مت کرو۔ ڈبل مل جائے گی“ عمران نے کہا۔

”شکریہ جناب۔ سمعتھ سے جو کچھ معلوم ہوا ہے اس سے پتہ چلا ہے کہ یہاں ساؤ تھوڑڈا نامی جنگل کے نیچے ایک چھوٹی سی لیبارٹری ہے جس کا راستہ سمندر سے ہے اور ایک آبدوز کے ذریعے ہر ماہ کی پانچ تارنخ کو وہاں پانچ افراد کے لئے شراب اور دوسرا سامان بھجوایا جاتا ہے۔ ایسا گزشتہ آٹھ سالوں سے ہو رہا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس نے بتایا کہ ایک ریمیا کی کوئی سرکاری ایجنسی جسے سپرائیسی کہا جاتا ہے کا ایک سیکشن جس کا انچارج سائیگر ہے ایک ہفتے سے اس جنگل میں موجود ہے اور وہاں انہوں نے کمپ لگائے ہوئے ہیں اور وہاں انتہائی جدید مشینری فٹ کر رکھی ہے ان کے لئے ان کا ایک آدمی روڈی سپلائی کے لئے سمعتھ کے پاس آتا ہے۔ وہ ہر ہفتے آتا ہے اور اس نے سمعتھ کو بتایا ہے کہ دشمن ایجنٹوں نے یہاں ساؤ تھوڑڈا پر حملہ کرتا ہے اور ان کی ہلاکت کے لئے وہ یہاں موجود ہیں اور ہاں۔ سمعتھ نے یہ بھی بتایا ہے کہ دماک کا کوئی بڑا سرکاری آدمی جس کا نام کرٹل فریدی ہے اس کے پاس آیا تھا۔ اس نے کرٹل فریدی سے ایک لاکھ ڈالر لے کر اس کو بھی یہ ساری تفصیل بتا دی تھی“ شانزا نے کہا تو کرٹل فریدی کا نام سن کر عمران اور بلیک زیر و ایک بار پھر چونک پڑے۔

”ٹھیک ہے۔ تمہاری رقم سے دو گنی رقم تمہیں پہنچ جائے گی۔ میں جب ڈاکر آؤں گا تو تمہیں کال کروں گا۔ تب تک گذ بائی۔“

عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”اس کا مطلب ہے کرٹل فریدی صاحب وہاں پہنچ گئے ہیں“ بلیک زیر نے کہا۔

”ہاں اور اب تک وہ کام مکمل بھی کر چکے ہوں گے اس نے مجھے انہیں کال کرنا ہو گا“ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور انہیں اٹھا کر اس نے اپنے سامنے رکھا اور پھر اس پر کرٹل فریدی کی خصوصی فریکنوسی ایڈ جسٹ کر کے اس نے اس کا بٹن آن کر دیا۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ پُس آف ڈھمپ کا نگ ہارڈسٹون۔ اور۔“ عمران نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

”لیں۔ ہارڈسٹون اندنگ یو۔ اور۔“ پچھے دیر بعد کرٹل فریدی کی مخصوص آواز نامی دی۔

”شایہ جزیرے کی آب و ہوا آپ کو راس نہیں آئی اس لئے آپ نے ایک کلب کے متین کو ایک لاکھ ڈال روپیے ہیں تاکہ طبیعت کی بحالی کا کورس مکمل کیا جاسکے۔ اور،“ عمران نے کہا تو سامنے بیٹھا ہوا بلیک زیر و بے اختیار مسکرا دیا۔

”تم کہاں سے بات کر رہے ہو۔ اور،“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اپنے ملک سے۔ اور،“ عمران نے کہا۔

”ہاں۔ میں نے مکمل معلومات حاصل کر لی ہیں۔ یہ جزیرہ ہمارے لئے بہتر نہیں رہتا۔ یہاں شفا خانہ تو موجود ہے لیکن وہ بے حد چھوٹا ہے اور اسے صرف ڈاچ دینے کے لئے استعمال کیا جا رہا ہے۔ اصل مریض کو کہیں اور لے جایا گیا ہے۔ اور،“ کرٹل فریدی نے کہا۔

”اوہ اچھا۔ تو یہ بات ہے۔ پھر آپ نے اس بارے میں کیا پلان بنایا ہے۔“ اور،“ عمران نے طویل سا سی لیتے ہوئے کہا۔

”مریض کو ٹریس کرنے کی کوشش کر رہا ہوں لیکن ابھی تک کوئی کامیابی نہیں ہوئی۔ اور،“ کرٹل فریدی نے کہا۔

”ڈاکٹر صاحب کا کیا نام ہے۔ اور،“ عمران نے کہا۔

”ڈاکٹر ولیم۔ اس سے میری سیلائٹ پر بات ہوئی ہے۔ تب ہی کنفرم ہوا ہوں۔“ تم نے کلب کے بارے میں جہاں سے معلومات حاصل کی ہوں گی اس نے تمہیں لازم آیہ بھی بتایا ہو گا کہ یہاں پر جو شاندہ موجود ہے اور،“ کرٹل فریدی نے کہا۔

”جی ہاں۔ بہر حال اب مجھے ٹریس تو کرنا ہو گا۔ کیا فون نمبر ہے ڈاکٹر صاحب کا۔“ اور،“ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے کرٹل فریدی نے نمبر بتا دیا۔

”اوکے۔ میں کوشش کرتا ہوں۔ اگر مجھے اطلاع ملی تو میں آپ کو اطلاع دے دوں گا۔ اور اینڈ آل،“ عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”کیا آپ اس ڈاکٹر ولیم سے بات کریں گے،“ بلیک زیر و نے کہا۔

”نہیں۔ جب کرٹل فریدی نے بتایا ہے کہ ان کی بات ہو گئی ہے تو مجھے اس سے مزید کیا معلوم ہو سکے گا،“ عمران نے جواب دیا۔

”تو پھر آپ نے فون نمبر کیوں پوچھا تھا،“ بلیک زیر و نے حیرت بھرے لجھے میں کہا۔

”تاکہ اس نمبر سے ڈاچنگ مشین سے رابطہ کر کے وہ مقام معلوم کیا جاسکے گا جہاں ڈاکٹر عبداللہ کو لے جایا گیا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”وہ کیسے۔ فون نمبر سے یہ کیسے معلوم ہو سکے گا،“ بلیک زیر و نے انتہائی حیرت بھرے لجھے میں کہا۔

”ڈاچنگ مشین کو استعمال کرنے کے لئے سیلائٹ فون کا استعمال لازماً ہوتا ہے۔ اب میں اس فون نمبر کی مدد سے حساب کتاب کروں گا تب جا کر وہ مقام معلوم کروں گا،“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

”ٹھیک ہے،“ بلیک زیر و نے کہا۔

”تم چائے بناؤ میں حساب کتاب کروں،“ عمران نے کہا اور تیزی سے لا بھری ی کی طرف بڑھ گیا اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد اس کی واپسی ہوئی۔ بلیک زیر و نے اس دوران چائے بناؤ کر عمران کو لا بھری ی میں ہی دے دی تھی۔

”پچھے معلوم ہوا عمران صاحب،“ بلیک زیر و نے امید بھرے لجھے میں کہا۔

”صرف اتنا معلوم ہوا ہے کہ ڈاچنگ مشین نہیں استعمال کی گئی بلکہ ڈاکٹر عبداللہ کو حقیقتاً پہلے ڈاکٹر جزیرے پر لے جایا گیا ہے کیونکہ اس نمبر سے ڈاچنگ مشین استعمال ہی نہیں کی گئی۔“ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”تو پھر اب کیسے ٹریس کیا جائے،“ بلیک زیر و نے کہا۔

”اب ایک ہی صورت ہے کہ ایکریمیا کے ڈیپس سیکرٹری سے معلومات حاصل کی جائیں“ عمران نے کہا تو بلیک زیر و بے اختیار اچھل پڑا۔

کتاب گھر کی پیشکش

”ڈیپس سیکرٹری کیسے بتائے گا“ بلیک زیر و نے حیران ہو کر کہا۔

”وہ تو نہیں بتائے گا لیکن اس کی کوئی پیش سیکرٹری، کوئی منہ چڑھی سیکرٹری، کوئی تو بتائے گا“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیے۔

”اکاؤنٹری پلیز“ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوی آواز سنائی دی۔ لہجہ ایکریمیں تھا۔

”جاڈش کلب کا نمبر گیں“ کیا کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹوں آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیے۔

”جاڈش کلب“ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوی آواز سنائی دی۔

”میں پاکیشیا سے علی عمران بول رہا ہوں۔ جاڈش سے بات کراؤ“ عمران نے کہا۔

”ہولڈ کر گیں“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو۔ جاڈش بول رہا ہوں عمران صاحب۔ حکم فرمائیے۔ کیسے یاد کیا ہے“ دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ بے تکلفانہ تھا۔

”تمہارے ایکریمیا کی بیوہ و کریمی سے انتہائی گہرے تعلقات کیا اب بھی موجود ہیں“ عمران نے کہا۔

”بھی ہاں۔ آپ کو تو علم ہے۔ حکم فرمائیے“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ڈیپس سیکرٹری صاحب سے معلومات حاصل کرنی ہیں۔ کیا اس کا بندوبست ہو سکتا ہے“ عمران نے کہا۔

”کس ناٹپ کی معلومات“ دوسری طرف سے چوک کر کہا گیا۔

”پہلے تم یہ بتاؤ کہ کیا ایسا انتظام ہو سکتا ہے یا نہیں۔“ عمران نے کہا۔

”ای لئے تو پوچھ رہا ہوں کہ کس ناٹپ کی معلومات کیونکہ ایسی معلومات بھی ہو سکتی ہیں جو ان کی سیکرٹری کے ذریعے معلوم ہو جائیں۔ ایسی بھی ہو سکتی ہیں جو ان کے سپرینٹنڈنٹ سے معلوم ہو جائیں اور ایسی بھی ہو سکتی ہیں جو ان کی ذات تک محدود ہوں“ جاڈش نے کہا۔

”اگر ان کی ذات تک محدود ہوں تو پھر“ عمران نے کہا۔

”پھر بھی معلوم تو ہو جائے گا لیکن معاوضہ چار گناہ بڑھ جائے گا“ جاڈش نے جواب دیا۔

”تمہارا مطلب ہے کہ ڈیپس سیکرٹری رقم لے کر بتا دے گا۔“ عمران نے کہا۔

”ارے نہیں عمران صاحب۔ ایسا نہیں ہے۔ اس کے لئے دوسرا طریقہ استعمال کیا جائے گا۔ ڈیپس سیکرٹری سر جوہن کی ایک دوست ہے مس میگی جو بے حد خوبصورت اور اچھی عورت ہے۔ ڈیپس سیکرٹری صاحب دوسرے تیسرا روز رات اس کے فلیٹ میں خفیہ طور پر گزارتے ہیں اور مس میگی کو بھاری معاوضہ دے کر ڈیپس سیکرٹری صاحب کی شراب میں کاروڑوں کی دو گولیاں ڈالوائی جاسکتی ہیں۔ پھر اس کے بعد ان سے جو کچھ بھی پوچھا جائے گا وہ نہ صرف بتا دیں گے بلکہ صحیح اٹھ کر انہیں یاد بھی نہ رہے گا کہ رات کو انہوں نے کچھ بتایا تھا یا نہیں“ جاڈش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ کتنا معاوضہ لو گے۔ کھل کر بات کرو۔ مجھے بہر حال یہ معلومات ہر قیمت پر چاہیں“ عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ آپ سے صرف دس لاکھ ڈالوں گا۔“ دوسری طرف سے کہا گیا ہے۔

”کیا ایسا ممکن ہے کہ جب کاروڑوں کی گولیاں استعمال ہو جائیں تو میں ڈیپس سیکرٹری صاحب سے خود پوچھ چکھ کر سکوں۔“ عمران نے

کہا۔

”صرف آپ کر سکتے ہیں اور کوئی ایسا نہیں کر سکتا“، جاؤش نے کہا تو عمران چونک پڑا۔
”کیا مطلب“، عمران نے حیرت بھرے لبھ میں کہا۔

”مجھے معلوم ہے کہ آپ مس میگی کی آواز اور لبھ کی بہترین نقل کر سکتے ہیں اور چونکہ ڈیفس سیکرٹری صاحب کے لاشور میں یہ بات موجود ہو گی کہ وہ مس میگی کے فلیٹ پر ہیں اس لئے اس کی آواز کو تورپانس دیں گے اور کسی کو نہیں“، جاؤش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ویری گذ۔ تم تو پہلے سے کہیں زیادہ مغلنہ ہو گئے ہو۔“ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے جاؤش بے اختیار نہیں پڑا۔
”کیا میگی اس پر آمادہ ہو جائے گی؟“ عمران نے کہا۔

”اے دولت چاہئے اور پھر ہمیں صرف معلومات۔ ہم نے ڈیفس سیکرٹری کو ہلاک تو نہیں کرنا۔ تھوڑی سی رقم بڑھادیں گے۔“
جاؤش نے کہا۔

”اوکے۔ صحیح ہے۔ تم معلوم کرو کہ وہ کب میگی کے فلیٹ پر آتا ہے۔ میں آج یہاں سے روانہ ہو جاتا ہوں۔ کل تک میں ایکری میا پہنچ جاؤں گا اور پھر تم سے رابطہ کروں گا“، عمران نے کہا۔

”صحیح ہے۔ دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے اوکے کہہ کر کریڈل دبایا اور پھر ٹوں آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔
”جو لیا بول رہی ہوں“ دوسری طرف سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

”ایکسٹو“، عمران نے مخصوص لبھ میں کہا۔
”لیں سر“، اس مرتبہ جولیا نے مودبانہ لبھ میں کہا۔

”صفدر، کیپشن ٹکلیل اور سویر کو تیار ہونے کا کہہ دو اور تم بھی تیار ہو جاؤ۔“ تم لوگوں نے عمران کی سربراہی میں ایکری میا جانا ہے۔ باقی تفصیلات تمہیں عمران بتا دے گا۔ روائی آج ہی ہونی ہے“، عمران نے کہا اور رسیور کھدیا۔

”تم ہمارے کافذات اور چارٹر ڈیٹیارے کا بندوبست کرو۔ میں آج رات کو یہاں سے روانہ ہونا چاہتا ہوں“، عمران نے اٹھتے ہوئے کہا تو بلیک زیر و بھی اثبات میں سر ہلاگا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔



کتاب گھر کا پیغام

کتاب گھر کی پیشکش

کتاب گھر کی پیشکش

آپ تک بہترین اردو کتابیں پہنچانے کے لیے، ہمیں آپ ہی کے تعاون کی ضرورت ہے۔ ہم کتاب گھر کو اردو کی سب سے بڑی لاپتھری بنانا چاہتے ہیں، لیکن اس کے لیے ہمیں بہت ساری کتابیں کپوڑ کروانا پڑیں گی اور اسکے لیے مالی وسائل درکار ہوں گے۔

آپ ہماری براہ راست مدد کرنا چاہیں تو ہم kitaab_ghar@yahoo.com پر رابطہ کریں۔ اگر آپ ایسا نہیں کر سکتے تو کتاب گھر پر موجود **ADs** کے ذریعے ہمارے سپاٹر ز دیب سائنس کو وزٹ سمجھئے، آپ کی سبی مدد کافی ہو گی۔

<http://www.kitaabghar.com>

یاد رہے، کتاب گھر کو صرف آپ بہتر بناسکتے ہیں۔

کتاب گھر کی پیشکش


<http://www.kitaabghar.com>
<http://www.kitaabghar.com>

ٹیکسی جیسے ہی ایکریمیا کے دارالحکومت لنگن کے ایک بنس پلازہ کے سامنے رکی کرٹل فریدی اور کیپٹن حمید ٹیکسی سے نیچے اتر آئے۔ کیپٹن حمید نے ڈرائیور کو کراچی اور ٹپ دی تو ڈرائیور سلام کر کے آگے بڑھ گیا۔ کرٹل فریدی مڑا اور پلازہ میں داخل ہو گیا۔ پلازہ کا نام گریٹ پام تھا اور یہ پورا پلازہ ایمپورٹ ایکسپورٹ کا کاروبار کرنے والی مین الاقوامی کار پوریشنوں کے آفس پر منی تھا۔ کرٹل فریدی کیپٹن حمید اور دوسرے ساتھیوں سمیت ڈاکر سے واپس لنگن آگیا تھا۔ انہیں بیہاں آئے ہوئے آج دوسرا روز تھا اور اس دوران کرٹل فریدی نے مختلف لوگوں کو فون کر کے اور ان سے ملاقاتیں کر کے یہ معلومات حاصل کر لی تھیں کہ ایکریمیا کے نئے چیف سیکرٹری مارک ریلے کے چھوٹے بھائی کی ایمپورٹ ایکسپورٹ کار پوریشن جس کا نام ایلفر ڈکار پوریشن تھا کامیں آفس اسی پلازہ میں تھا اور وہ یہیں آفس میں بیٹھتا تھا۔ کرٹل فریدی کو یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ دونوں بھائیوں کے تعلقات کافی عرصہ کے کشیدہ ہیں۔ دونوں بھائی کثیر یہودی تھے اور ان کا والد تر کے میں ان کے لئے بہت بڑی جائیداد چھوڑ کر مر گیا تھا جس پر چیف سیکرٹری نے حکومتی اقتدار کی بدولت نہ صرف قبضہ کر لیا تھا بلکہ اسے فروخت کر کے تمام رقم اپنے اکاؤنٹ میں جمع کروادی۔ چونکہ مارک ریلے کے چیف سیکرٹری تھا اس لئے ایلفر ڈاس کا کچھ بگاڑنہ سکتا تھا لیکن بہر حال ان کے تعلقات ختم ہو گئے تھے اور اب دونوں بھائی اور ان کی فیملیاں ایک دوسرے سے مکمل طور پر کٹ آف ہو گئیں تھیں لیکن کرٹل فریدی کو معلوم ہوا تھا کہ چیف سیکرٹری کی بیٹی جس یونیورسٹی میں پڑھتی ہے ایلفر ڈکار پڑھتا ہے اور دونوں کی آپس میں خاصی دوستی ہے۔ اس پر چیف سیکرٹری کو تو اعتراض تھا لیکن ایلفر ڈکار کو کوئی اعتراض نہ تھا۔ شاید اسے اعتراض اس لئے نہ تھا کہ اگر چیف سیکرٹری کی اکلوتی پیثاریا کے ساتھ اس کے بیٹے براؤن کی شادی ہو جائے گی تو اس طرح بھی چیف سیکرٹری کی تمام جائیداد خود بخود ایلفر ڈکے خاندان میں آجائے گی اور ان ساری معلومات کے بعد کرٹل فریدی نے ایلفر ڈکے ملنے کا فیصلہ کیا تھا۔ گوکیپٹن حمید نے تجویز پیش کی تھی کہ چیف سیکرٹری کی بیٹی کواغوا کر کے چیف سیکرٹری کو مجبور کر دیا جائے کہ وہ ڈاکٹر عبداللہ کے بارے میں بتاوے لیکن ظاہر ہے کہ کرٹل فریدی جیسا شخص ایسے کام پر آمادہ نہ ہو سکتا تھا۔ لہذا کرٹل فریدی نے اس کی تجویز کوختی سے رد کر دیا تھا۔ ایلفر ڈکار پوریشن کا آفس آٹھویں منزل پر تھا۔ کرٹل فریدی اور کیپٹن حمید لفت کے ذریعے آٹھویں منزل پر پہنچ گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایلفر ڈکے آفس کے سامنے وسیع کمرے میں موجود تھے۔ وہاں دو آدمی ان سے پہلے ملاقات کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کرٹل فریدی نے سیکرٹری کو اپنا نام بتایا اور پھر وہ ایک طرف صوف پر بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر بعد جب ان سے پہلے موجود دونوں افراد ملاقات کر کے واپس چلے گئے تو سیکرٹری نے کرٹل فریدی اور کیپٹن حمید کو اندر جانے کا اشارہ کیا۔ شنیشے کا دروازہ کھول کر وہ دونوں اندر داخل ہوئے تو میز کی دوسری طرف ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا ادھیز عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا وہ ان کے استقبال کے لئے اٹھ کر ہوا ہوا۔

”میرا نام ایلفر ڈکے“ اس نے مصافی کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

”میں کرٹل فریدی اور یہ میرا ساتھی کیپٹن حمید“ کرٹل فریدی نے تعارف کرتے ہوئے کہا۔

”آپ دماک سے تشریف لائے ہیں“ ایلفر ڈکے حیرت بھرے لجھ میں کہا۔

”جی ہاں۔ میں نے آپ کی سیکرٹری کو بتایا تھا“ کرٹل فریدی نے کہا۔

”جی فرمائیے“ ایلفر ڈکے کری پر بیٹھتے ہوئے کاروباری انداز میں کہا۔

”ہم نے آپ کے بیٹے براؤن سے ملاقات کرنی ہے اور ہمیں بتایا گیا ہے کہ وہ آپ سے علیحدہ رہتا ہے۔ آپ اس کا پتہ بتاویں“۔

کرٹل فریدی نے کہا۔

”آپ نے براون سے مانا ہے مگر کیوں“ ایلفرڈ نے حیرت بھرے لبجے میں کہا۔

”ہمارا تعلق دماک کی پیشل پولیس سے ہے اور ہمیں رپورٹ ملی ہے کہ آپ کا بیٹا براون ایک ایسی میں الاقوامی تنظیم میں شامل ہے جو اسلحہ سملک کرتی ہے اور براون اس سلسلے میں دماک آتا جاتا رہتا ہے۔ ہم نے اس سے اس تنظیم کے بارے میں معلومات حاصل کرنی ہیں“ کرٹل فریدی نے کہا۔

”وہ تو یونیورسٹی میں پڑھتا ہے۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے“ ایلفرڈ نے انتہائی حیرت بھرے لبجے میں کہا۔

”آپ کے بیٹے کا نام براون ریلے ہے ناں“ کرٹل فریدی نے کہا۔

”براون ریلے نہیں میرے بیٹے کا نام براون ایلفرڈ ہے۔ مارک ریلے تو میرا بڑا بھائی ہے جو ایکریمیا کا چیف سیکرٹری ہے“ ایلفرڈ نے کہا۔

”اوہ سوری۔ پھر تو واقعی غلطی ہو گی۔ آئیں ایم سوری۔ ہم نے آپ کا وقت ضائع کیا۔ اب ہمیں اجازت دیں“ کرٹل فریدی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ کی شخصیت ہماری ہے کہ یہ معاملہ انتہائی خطرناک ہے۔ آپ براۓ محہری میں تفصیل بتائیں کہ کیسے آپ کو میرے بیٹے پر شک ہوا“ ایلفرڈ نے کہا۔

”ہمیں یہی معلوم ہوا تھا کہ براون ریلے آپ کا بیٹا ہے۔ چونکہ آپ کے بھائی کا نام ریلے ہے اس لئے ہم سمجھے کہ ریلے آپ کا خاندانی نام ہے“ کرٹل فریدی نے دوبارہ گرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”لیکن آپ کوایسا کیوں بتایا گیا ہے“ ایلفرڈ نے کہا۔

”رپورٹس تو ہوتی رہتی ہیں۔ ویسے اگر آپ چاہیں تو آپ اپنے بیٹے کو ہمیں ملادیں تاکہ بات ہر لحاظ سے کلیسر ہو جائے۔“ کرٹل فریدی نے کہا۔

”ہاں۔ اس معاملہ کو واقعی کلیسر ہونا چاہئے۔ میں خاندانی آدمی ہوں اور ایکریمیا میں میری ساکھے ہے۔ عزت ہے اور میں نہیں چاہتا کہ عزت پر معمولی سی بھی آنجھ آئے۔ براون فیجر کس پلازو کے فلیٹ نمبر بارہ اے میں رہتا ہے۔ پڑھائی کے لئے وہ علیحدہ رہتا ہے۔ آپ اس سے مل لیں میں اسے فون کر دیتا ہوں تاکہ معاملات واقعی کلیسر ہو سکیں۔ میری کار و باری مصروفیات ہیں ورنہ میں آپ کے ساتھ جاتا،“ ایلفرڈ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور ایک نمبر پر لیں کر دیا۔

”براون سے میری بات کراؤ“ ایلفرڈ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بچ اٹھی تو اس نے دوبارہ رسیور اٹھا لیا۔

”ایلفرڈ بول رہا ہوں براون۔ دو صاحبان تمہارے فلیٹ پر آ رہے ہیں۔ ان کا تعلق دماک کی پیشل پولیس سے ہے۔ انہیں کسی نے غلط معلومات دی ہیں کہ تم اسلحہ سملک کرنے والی کسی مجرم تنظیم میں شامل ہو۔ جس آدمی کے بارے میں رپورٹ انہیں ملی ہے اس کا نام براون ریلے ہے اس لئے تم انہیں اپنے بارے میں کامل وضاحت کر دو تاکہ یہ معاملہ ہمیشہ کے لئے کلیسر ہو جائے“ ایلفرڈ نے کہا اور دوسری طرف سے بات سننے لگا۔

”نہیں۔ یہ انتہائی معزز افراد ہیں۔ تمہیں خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں۔ میں نے انہیں خود کہا ہے کہ وہ تمہیں مل کر معاملے کو ہمیشہ کے لئے کلیسر کروں“ ایلفرڈ نے کہا اور دوسری طرف سے بات سن کر اس نے اس کے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

”براون فلیٹ پر موجود ہے آپ اس سے مل لیں“ ایلفرڈ نے کہا۔

”اوے شکریہ۔ آپ بے فکر ہیں۔ آپ کی عزت پر غلط طور پر کوئی وصہ نہیں آئے گا،“ کرتل فریدی نے اٹھتے ہوئے کہا۔

”شکریہ“ لیلفرڈ نے کہا اور پھر کرتل فریدی اور کیپن حمید اس سے مصالحت کر کے آفس سے باہر آگئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک ٹیکسی میں سوار فہر کس پلازا کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔

”اس نے تکلفاً بھی کچھ پیمنے کے لئے نہیں پوچھا،“ اچانک کیپن حمید نے کہا۔

”وہ کاروباری آدمی ہے اس لئے فضول اخراجات سے پچتا ہے۔“ کرتل فریدی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ایک نوجوان کے سامنے اس کے فلیٹ میں موجود تھے۔ یہ براؤن تھا لیلفرڈ کا بیٹا۔

”آپ نے یہ کیا کہا ہے کہ میرا تعلق کی مجرم تنظیم سے ہے؟“ براؤن نے قدرے ناگوار لبھ میں کہا۔ وہ نوجوان آدمی تھا اس لئے بہر حال وہ اپنے باپ کی طرح متحمل مزاج نہ ہو سکتا تھا۔

”تمہارا تعلق ریٹا سے تو ہے۔ ریٹا سے.....“ کرتل فریدی نے کہا۔

”ہاں۔ وہ میری فسٹ کزن ہے اور کلاس فیلو بھی ہے۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں؟“ براؤن نے حیرت بھرے لبھ میں کہا۔

”وہ یہاں تمہارے فلیٹ پر آتی رہتی ہے۔ اسے یہاں بلا و کیونکہ جور پورٹ ملی ہے اس کے تحت ریٹا نے تمہارے بارے میں بتایا ہے۔“ کرتل فریدی نے کہا تو براؤن پر اختیار اچھل پڑا۔

”یہ آپ کیا کہد رہے ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ نہیں ایسا تو ممکن ہی نہیں،“ براؤن نے تیز اور غصیلے لبھ میں کہا۔

”تم اسے بلا و۔ ابھی جھوٹ بچ سامنے آجائے گا اور یہ سن لو کہ ہمارا تعلق پیش پولیس سے ہے۔ ہم صرف تمہارے والد کی عزت کے لئے خاموشی سے یہ سب کام کر گے ہیں ورنہ تمہارا پچھا چیف سیکرٹری تو چاہتا تھا کہ تمہیں گرفتار کر کے ہیڈ کوارٹر لے جائیا جائے اور تم اچھی طرح سمجھ سکتے ہو کہ ایسی صورت میں کیا ہوتا۔ تمہیں بھی تھرڈ ڈگری کے استعمال کا نشانہ بنایا جاتا اور تمہاری گرفتاری اور نشیاط کے ریکٹ میں شمولیت کی خبر آنے کے بعد تمہارے باپ کو خود کشی کرنا پڑتی،“ کرتل فریدی نے انتہائی سرد لبھ میں کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ تو یہ سازش کی جا رہی ہے ہمارے خلاف۔ تو کیا ریٹا اس سازش میں شامل ہے۔ وہ تو ایسی لڑکی نہیں ہے۔“ براؤن نے کہا۔

”جو کچھ ہے تمہیں معلوم ہو جائے گا،“ کرتل فریدی نے جواب دیا تو براؤن نے فون کار سیورا اٹھایا اور تیزی سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”لاڈر کا بٹن بھی پر لیں کر دو،“ کرتل فریدی نے کہا تو براؤن نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے آخر میں لاڈر کا بٹن بھی پر لیں کر دیا۔ دوسرا طرف گھنٹی بجھنے کی آواز سنائی دینے لگی۔

”ریٹا بول رہی ہوں،“ چند لمحوں بعد ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”براؤن بول رہا ہوں ریٹا۔“ تم ابھی اور اسی وقت میرے فلیٹ پر آ جاؤ ڈیگر،“ براؤن نے کہا۔

”ارے۔ وہ کیوں۔ میں ایک کام میں مصروف ہوں۔ فارغ ہو کر آؤں گی،“ ریٹا نے حیرت بھرے لبھ میں کہا۔

”گولی مارو کام کو۔ کام تو ہوتے رہتے ہیں۔ کیا میری بات کا تمہیں خیال نہیں۔ کیا تم مجھ پر کام کو ترجیح دے رہی ہو۔“ براؤن نے غصیلے لبھ میں کہا۔

”ارے۔ ارے۔ تم نے پھر غصہ دکھانا شروع کر دیا۔ تمہاری یہی عادت مجھے پسند نہیں ہے۔ لیکن مسئلہ کیا ہے۔“ کیوں بلارہ ہو، ریٹا نے کہا۔

”تم آجائ تو بتاؤں گا۔ میری زندگی اور مستقبل دونوں داؤ پر گئے ہوئے ہیں“ براون نے کہا۔

”اوہ۔ یہ کیا کہہ رہے ہو۔ صحیح ہے۔ میں آرہی ہوں۔ ابھی چند منٹ میں پہنچ رہی ہوں“ دوسری طرف سے کہا گیا تو براون نے اوکے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

”ریٹائیونورٹی میں رہتی ہے یا تمہاری طرح کسی رہائشی پلازہ میں“ کرٹل فریدی نے پوچھا۔

”یہاں قریب ہی ایک اور رہائشی پلازہ ہے۔ وہ وہاں رہتی ہے“ براون نے کہا تو کرٹل فریدی نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر واقعی تھوڑی دیر بعد کال نیل نج اخنی تو براون انھا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا اور ایک طرف ہٹ گیا تو کمرے میں ایک نوجوان لڑکی داخل ہوئی جس نے پینٹ اور شرت پہنی ہوئی تھی۔

”یہ کون ہیں“ ریٹائنے پر براون کے ساتھ اندر داخل ہوتے ہوئے سامنے بیٹھے ہوئے کرٹل فریدی اور کیپشن حمید کو دیکھ کر چوتھکتے ہوئے کہا۔

”ان کا تعلق دماک کی پیش پولیس سے ہے“ براون نے کہا۔

”دماک کی پیش پولیس کیا مطلب“ ریٹائنے حیرت بھرے لمحے میں کہا اور ساتھ ہی وہ دونوں آگے بڑھتے تو کرٹل فریدی اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی کیپشن حمید بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ البتہ اس کے چہرے پر ہلکے سے تکدر کے تاثرات نمایاں تھے۔

”میرا نام کرٹل فریدی ہے اور میرا تعلق دماک کی پیش پولیس سے ہے اور یہ میرے ساتھی ہیں کیپشن حمید“ کرٹل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ کوہ اشریف رکھیں۔ میرا نام ریٹائنے ہے۔ میں براون کی کزن ہوں“ ریٹائنے کرٹل فریدی کی شاندار شخصیت سے متاثر ہو کر بوکھلانے ہوئے لمحے میں کہا۔

”مجھے معلوم ہے مس ریٹائنے اور میرے کہنے پر ہی براون نے آپ کو یہاں بلایا ہے“ کرٹل فریدی نے کہا اور کری پر بیٹھ گئی۔ اس کے بیٹھنے ہی کیپشن حمید بھی بیٹھ گیا جبکہ ریٹائنے بھی براون کے ساتھ والی کری پر بیٹھ گئی۔

”مس ریٹائنے۔ آپ کے والد نے تارکیہ کے سائنس وان ڈاکٹر عبداللہ کو لا تبیر یا سے اخوا کرو اکر پہلے جزیرے ڈاکٹر بھجوایا اور پھر ڈاکر سے کہیں اور بھجوادیا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ اپنے والد سے ہمیں پوچھ کر بتائیں کہ ڈاکٹر عبداللہ کو کہاں بھجوایا گیا ہے“ کرٹل فریدی نے کہا۔

”لیکن کیوں۔ یہ تو سرکاری معاملات ہیں“ ریٹائنے کہا۔

”یہ آپ نے کیا باتیں شروع کر دی ہیں۔ جوبات آپ نے پہلے بتائی ہے اس کے بارے میں بات کریں“ براون نے غصیلے لمحے میں کہا تو کرٹل فریدی نے جیب سے ہاتھ باہر لکھا اور دوسرے ہی لمحے سنک سنک کی آواز کے ساتھ ہی سامنے بیٹھے ہوئے ریٹائنے اور براون دونوں کے چہرے پر گیس کے بچکے سے نظر آئے اور اس کے ساتھ ہی وہ دونوں اچھل کر کر سیوں سمیت نیچے جا گئے جبکہ کرٹل فریدی نے اٹھ کر دیوار پر موجود سوچ بورڈ پر موجود ایک بٹن پر لیس کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی ایگزاسٹ فین چلنے کی مخصوص آواز سنائی دی اور چند لمحوں بعد ہی کمرے گیس سے صاف ہو گیا۔ چونکہ سوچ بورڈ کے ہر بٹن پر الفاظ لکھے ہوئے تھے اس لئے اس بٹن کے اوپر ایگزاسٹ کا لفظ کرٹل فریدی کی نظروں نے پہلے ہی چیک کر لیا تھا اس لئے اس نے اٹھ کر وہی بٹن پر لیس کیا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس نے بٹن آف کر دیا۔

”آخر آپ کیا کر رہے ہیں۔ میری سمجھ میں تو کچھ نہیں آ رہا۔ پہلے جب میں نے کہا تھا کہ ریٹائنے کو اخوا کر کے اس کے باپ سے معلومات

حاصل کر لیں تو آپ نے انتہائی سختی سے میری تجویز کو رد کر دیا تھا اور اب آپ خود وہی کام کر رہے ہیں،" کیپٹن حمید نے کہا۔ "اس کا باپ چیف سیکرٹری ہے۔ ایکریمیا کا سب سے طاقتور حاکم۔ وہ اس طرح قابو میں نہیں آ سکتا،" کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

<http://www.kitaabghar.com>

"تو پھر آپ یہ سب کچھ کیا کر رہے ہیں؟" کیپٹن حمید نے کہا۔

"رسی تلاش کرو۔ میں نے ان دونوں کو کریمیوں پر باندھنا ہے،" کرنل فریدی نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے کہا تو کیپٹن حمید سائیڈ دروازے کی طرف بڑھ گیا جبکہ کرنل فریدی نے آگے بڑھ کر باری باری دونوں کو اٹھا کر کریمیوں پر ڈال دیا۔ تھوڑی دری بعد کیپٹن حمید رسی کا بندل اٹھائے واپس آیا تو کرنل فریدی نے اس کی مدد سے دونوں کو کریمیوں پر ریسی سے باندھ دیا۔ اس کے بعد اس نے جیب سے ایک چھوٹی سی بوتل نکالی اور اس کا ڈھکن ہٹایا اور بوتل کا دہانہ اس نے ریٹا کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے بوتل ہٹا لیا اور اس کا ڈھکن بند کر کے اسے اپنی جیب میں واپس رکھ لیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین پسل نکال کر ہاتھ میں لے لیا چند لمحوں بعد ریٹا نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور لاشوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے رسی سے بندگی ہونے کی وجہ سے وہ صرف کسم اکر رہ گئی۔ اس نے گردن گھمائی اور اس کے ساتھ ہی اس کے چہرے پر یکخت خوف کے تاثرات ابھرائے۔

"یہ۔ یہ۔ کیا مطلب۔ یہ۔ کیا ہے،" ریٹا نے بوکھلائے ہوئے لجھے میں کہا۔

"تم پڑھی لکھی اور سمجھدار لڑکی ہو۔ میرے لئے تم دونوں کو ہلاک کرنا انتہائی آسان ہے۔ صرف مجھے ٹریکر و بانا پڑے گا اگر تم کہو میں تمہارے ساتھ موجود براؤن کو ہلاک کر کے دکھاؤں۔" کرنل فریدی کا لہجہ بے حد سرد تھا۔

"نن۔ نن۔ اوه نہیں۔ ایسا مامت کرو۔ ہمیں مت مارو۔ تم کیا چاہتے ہو،" ریٹا نے اس کی بار انتہائی خوفزدہ لجھے میں کہا۔ وہ سیدھی سادی لڑکی تھی اس لئے موجودہ صورتحال نے اسے بے حد خوفزدہ کر دیا تھا۔

"تو پھر میری بات غور سے سن لو۔ ہم نے یہ معلوم کرنا ہے کہ ڈاکٹر عبداللہ کو کہاں بھیجا گیا ہے۔ یہ کام ڈینسس سیکرٹری نے کیا ہو گا لیکن تمہارے والد کو اس کا یقیناً علم ہو گا۔ اب یہ تم پر منحصر ہے کہ تم یہ معلوم کرو کہ ڈاکٹر عبداللہ کو کہاں بھیجا گیا ہے۔" کرنل فریدی نے سرد لجھے میں کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ میں معلوم کرتی ہوں۔ مجھے آزاد کر دو،" ریٹا نے چونک کر کہا۔

"پہلے بتاؤ کہ کس سے معلوم کرو گی اور کیسے،" کرنل فریدی نے کہا۔

"ڈیڈی کی پیش سیکرٹری ماہیا میری بہت اچھی دوست ہے۔ ڈیڈی کی تمام کالیں چاہے ہاٹ لائن کال ہی کیوں نہ ہو وہ سختی بھی ہے اور پوانتس بھی لکھتی ہے۔ میں اس سے پوچھ لیتی ہوں۔ اسے لازماً معلوم ہو گا،" ریٹا نے کہا۔

"تم اسے کیا کہو گی،" کرنل فریدی نے کہا۔

"وہ اس وقت اپنی رہائش گاہ پر ہو گی۔ میں اسے کہوں گی کہ براؤن جو سائنسی مقالہ لکھ رہا ہے اس کے لئے وہ ڈاکٹر عبداللہ سے مٹا چاہتا ہے۔ وہ یقیناً بتا دے گی کیونکہ میرے ڈیڈی براؤن سے میری شادی کے خلاف ہیں لیکن میری انتہائی ضد پر انہوں نے فیصلہ کن لجھے میں کہا ہے کہ اگر براؤن سائنس میں اعلیٰ تعلیم حاصل کر لے تو پھر وہ میری اس سے شادی پر رضامند ہو جائیں گے اور میں نے ڈیڈی سے رضامندی حاصل کرنے کے لئے ماہیا کو درمیان میں ڈالا تھا۔ ڈیڈی اس کی بات مانتے ہیں،" ریٹا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا نمبر ہے اس کی رہائش گاہ کا،" کرنل فریدی نے پوچھا تو ریٹا نے نمبر بتا دیا۔

"کہاں ہے اس کی رہائش گاہ،" کرنل فریدی نے پوچھا۔

"ٹاپ رینک آفیسرز کالونی میں،" ریٹا نے جواب دیا۔

”کیپٹن حمید۔ نمبر پر لیں کر کے رسیور ریٹا کے کان سے لگا دو اور لا ڈر کا بٹن بھی پر لیں کر دینا“، کرٹل فریدی نے کہا تو کیپٹن حمید سر ہلاتا ہوا اٹھا اور ایک سائیڈ پر رکھے ہوئے فون کی طرف بڑھ گیا۔

”یہ بات سن لو ریٹا۔ اگر تم نے اسے کوئی اشارہ کرنے یا کوئی غلط بات کرنے کی کوشش کی تو دوسرے ہی لمحہ موت بھی اور براؤن بھی دونوں موت کی واڈی میں اتر جاؤ گے“، کرٹل فریدی نے سرد لبجھ میں کہا۔

”اوہ نہیں۔ میں ایسا کوئی اشارہ نہیں کروں گی“، ریٹا نے خوفزدہ لبجھ میں کہا جبکہ اس دوران کیپٹن حمید نے نمبر پر لیں کر کے رسیور ریٹا کے کان سے لگا دیا۔

کتاب گھر کی پیشکش

”لیں۔ ماہیما بول رہی ہوں“، رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”ریٹا نے میلے بول رہی ہوں ماہیما“، ریٹا نے کہا۔

”اوہ تم۔ کیسے فون کیا ہے۔ کوئی خاص بات“، دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

”ہاں۔ ایک مسئلہ درپیش ہے۔ براؤن کے سرالیگزینڈرنے اسے کوئی سائنسی مقالہ لکھنے کے لئے دیا ہے اور ساتھ ہی کہہ دیا ہے کہ اس مقالے کی تیاری میں وہ تارکیہ کے ڈاکٹر عبداللہ کی مدد لے سکتا ہے۔ لیکن جب معلومات حاصل کی گئیں تو پتہ چلا کہ ڈاکٹر عبداللہ ایک یمنی کی تحولی میں ہیں۔ پہلے تو میں نے سوچا کہ ڈیڈی سے بات کروں لیکن پھر میں اس لئے رک گئی کہ ڈیڈی جان بوجھ کرنے میں بتائیں گے تاکہ براؤن اعلیٰ تعلیم حاصل نہ کر سکے۔ تمہیں بھی لازماً معلوم ہو گا کہ وہ کہاں ہے اور تم چاہو تو خاموشی سے براؤن کو ڈاکٹر عبداللہ کے پاس بھجو اسکتی ہو“، ریٹا نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ کوہ۔ یہ تو ناپ سیکرٹ ہے ریٹا۔ براؤن سے کہو کہ وہ کسی اور سائنس دان سے مدد لے لے“، ماہیما نے جواب دیا۔

”براؤن نے بہت کوشش کی ہے لیکن ڈاکٹر الیگزینڈرنہیں مان رہے۔ شاید ڈیڈی نے انہیں یہ پٹی پڑھا دی ہے پلیز ماہیما۔ ہماری مدد کرو“، ریٹا نے رو دینے والے لبجھ میں کہا۔

”لیکن جہاں ڈاکٹر عبداللہ ہے وہاں براؤن جاہی نہیں سکتا۔“، ماہیما نے کہا۔

”اوہ۔ اگر ایسی بات ہے تو پھر میں براؤن سے کہہ دوں گی کہ وہ سرالیگزینڈر سے کہے کہ ڈاکٹر عبداللہ وہاں موجود ہے۔ وہ اس کو وہاں بھجوادیں۔ جب وہ نہیں بھجوائیں گے تو پھر خود ہی مسئلہ حل ہو جائے گا۔ کہاں ہیں وہ اور کیوں براؤن وہاں نہیں جا سکتا“، ریٹا نے کہا۔

”وہ بھرہند کے جزیروں میں قصری پر لاری میں ہے اور ان جزیروں پر ایک یمنی فونج کا قبضہ ہے اور وہاں براؤن تو ایک طرف تھہارے ڈیڈی بھی صدر مملکت کی اجازت کے بغیر نہیں جاسکتے“، ماہیما نے جواب دیا۔

”کیا یہ بات کنفرم ہے کہ وہ وہاں ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ جب ڈاکٹر الیگزینڈر ڈیڈی سے بات کریں تو بات غلط ثابت ہو“، ریٹا نے کہا۔

”ارے تم نے انہیں نہیں بتانا کیونکہ یہ ایسا ناپ سیکرٹ ہے کہ اگر تمہارے ڈیڈی کو پتہ چل گیا ہے کہ میں نے اسے لیک آؤٹ کیا ہے تو مجھے گولی بھی ماری جاسکتی ہے۔ تم صرف انہیں اتنا کہنا کہ ڈاکٹر عبداللہ کا کہیں پتہ نہیں چل رہا اس لئے یا تو خود اسے تلاش کرائیں یا پھر کسی اور سائنس دان کا پتہ بتا دیں اور یہ بھی سن لو کہ تم نے بھی کسی کو نہیں بتانا اور نہ ہی میرا نام سامنے آنا چاہئے۔“، ماہیما نے تیز تیز انداز میں بولتے ہوئے کہا۔ اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ جگہ بتا کر پچھتا رہی ہے۔

”اوہ اچھا۔ صحیح ہے۔ تم بے فکر ہو۔ تم میری عادت کو جانتی ہو لہذا بے فکر رہو“، ریٹا نے کہا۔

”اوے کے۔ شکریہ، دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کیپٹن حمید نے ریٹا کے کان سے لگا ہوا رسیور ہٹا کر اسے کریڈل پر رکھ دیا۔

”اب تو ہمیں چھوڑ دو،“ رینا نے کہا۔

”ہا۔ تم واقعی انتہائی عقل مندی سے کام لیا ہے اس لئے نہ صرف تم زندہ رہو گی بلکہ تمہارا دوست براون بھی،“ کرٹل فریدی نے اٹھتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے اس کا بازو گھوما تو کرہ رینا کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا لیکن کٹپٹی پر پڑنے والی ایک ہی ضرب کافی رہی اور رینا کی گردون ڈھلک گئی۔

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

”ان کی رسیاں کھول دو کیپشن حمید۔ جلدی کرو۔ کسی بھی لمحے کوئی آسکتا ہے،“ کرٹل فریدی نے کہا تو کیپشن حمید نے اثبات میں سر ہلا کیا اور تھوڑی دیر بعد وہ پلازہ سے نکل کر ٹیکسی میں سوار اس ہوٹل کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے جہاں ان کی رہائش تھی۔

”براون کے باپ کی نفیات میری سمجھ میں نہیں آئی۔ وہ ہمیں بھیج کر مطمئن ہو گیا اور اس نے فون کر کے معلوم کرنے کی کوشش ہی نہیں کی کہ کیا ہوا،“ کیپشن حمید نے اچانک کہا۔

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

”اسے اپنے بیٹے پر مکمل اعتماد ہو گایا پھر ہو سکتا ہے کہ وہ بنس کے کاموں میں الجھ کر بھول ہی گیا ہو۔ اتنی بڑی کار پوریشن کے چیف اکٹر ایسے ہی ہوتے ہیں،“ کرٹل فریدی نے جواب دیا تو کیپشن حمید نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”کیا آپ مطمئن ہیں کہ جو کچھ بتایا گیا ہے وہ درست ہے۔“ کیپشن حمید نے کہا۔ وہ دونوں ٹیکسی کی عقبی سیٹ پر موجود تھے۔

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

”تواب ہمیں وہاں جانا ہو گا،“ کیپشن حمید نے کہا۔

”یہ جزیرے ڈاکر کے قریب ہیں اس لئے ہمیں دوبارہ ڈاکر جانا ہو گا۔ وہاں سے ان کے بارے میں تازہ معلومات حاصل کر کے ہی ہم آگے بڑھ سکتے ہیں،“ کرٹل فریدی نے کہا تو کیپشن حمید نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

کتاب گھر کی پیشکش

☆☆☆

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

کتاب گھر کی پیشکش

<http://www.kitaabghar.com>

کتاب گھر کی پیشکش

<http://www.kitaabghar.com>

بساط

کتاب گھر کی پیشکش

کتاب گھر کو ناول سیکشن میں دیکھا جاسکتا ہے۔

کتاب گھر پر پیش کیا جانے والا عالم الحق حقی کا پہلا ناول **بساط** جوانگریزی فلکشن سے ترجمہ کیا گیا ہے۔ اس ناول میں بدنام زمانہ امریکی تنظیمی آئی اے کی من مانیاں، دوسرے ممالک میں سیاسی و معاشرتی بدانتی پھیلانے کے لیے قتل و غارت اور دیگر ہتھکنڈوں کو بخوبی اجاگر کیا گیا ہے۔ امریکی انتظامیہ اپنے مقاصد کے حصول کیلئے کس حد تک جا سکتی ہے، اس ناول کو پڑھ کر بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ **بساط کو ناول سیکشن میں دیکھا جاسکتا ہے۔**

کتاب گھر کی پیشکش



<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

فون کی گھنٹی بجتے ہی کری پر شم دراز لبے قد اور بھرے ہوئے ورزشی جسم کے مالک نوجوان نے ہاتھ بڑھا کر رسیور انھا لیا۔ یہ تحری پر زکا چیف سیکورٹی آفیسر کرٹل برائک تھا جس کا تعلق ایکریمین فوج کے ایک خصوصی سیکشن سے تھا۔ برائک کو ملٹری ائمیل جنس سے سیکورٹی سیکشن میں لا یا گیا تھا اور سیکورٹی میں اس کے شاندار کارنا مول کی وجہ سے اسے تحری پر ز جزوں کا چیف سیکورٹی آفیسر بنا کر یہاں پہنچوایا گیا تھا کیونکہ ایکریمین حکومت کے نقطہ نظر سے یہ جزیرے عالمی دفاع کے سلسلے میں انتہائی اہمیت رکھتے تھے۔ ان تینوں جزوں پر اس کے میں الاقوامی جدید ترین میزانوں کے اڈے تھے لیکن یہاں کے حفاظتی انتظامات اس قدر رخت تھے کہ کرٹل برائک کو سوائے آفس میں بیٹھ کر فون سننے اور اُنہیں دیکھنے کے اور کوئی کام نہ تھا۔

”لیں۔ کرٹل برائک بول رہا ہوں“ کرٹل برائک نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

”ڈینفس سیکرٹری صاحب سے بات کیجیے“ دوسری طرف سے اس کے سیکرٹری کی آواز سنائی دی تو وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

”لیں سر۔ میں چیف سیکورٹی آفیسر پر تحری کرٹل برائک بول رہا ہوں“ کرٹل برائک نے انتہائی موڈ بانہ لجھے میں کہا۔

”کرٹل برائک۔ کیا آپ نے اسلامی سیکورٹی کو نسل کے کرٹل فریدی اور کیپشن حمید کے بارے میں کچھ سننا ہوا ہے“ دوسری طرف سے ڈینفس سیکرٹری کی بھاری آواز سنائی دی۔

”لیں سر۔ بہت اچھی طریقے سے۔ ٹریننگ کے دوران میں دماک میں ایک سچیل مشن بھی مکمل کر چکا ہوں“ کرٹل برائک نے جواب دیا۔

”اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اور اس کے لئے کام کرنے والے بے حد خطرناک ایجنت عمران کے بارے میں تو آپ جانتے ہیں۔“ ڈینفس سیکرٹری نے کہا۔

”لیں سر۔ اس کے بارے میں بھی میں نے بہت کچھ سن رکھا ہے“ کرٹل برائک نے موڈ بانہ لجھے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ کو معلوم ہے کہ تاریکہ کے ڈاکٹر عبداللہ پی ٹولی بارٹری میں موجود ہیں“ ڈینفس سیکرٹری نے کہا۔

”لیں سر،“ کرٹل برائک نے جواب دیا۔

”یہ دونوں پارٹیاں ڈاکٹر عبداللہ کو واپس حاصل کرنے کے مشن پر کام کر رہی ہیں۔ ہم نے ان کے لئے ڈاکٹر جزیرے میں ٹریپ بچایا ہوا ہے لیکن ابھی تک یہ لوگ وہاں نہیں پہنچے اس لئے ہو سکتا ہے وہ کسی نہ کسی انداز میں پی تھری کے بارے میں معلومات حاصل کر لیں۔ کیا آپ ان کو روک لیں گے یا کوئی سچیل گروپ وہاں پہنچوایا جائے“ ڈینفس سیکرٹری نے کہا۔

”اوہ نہیں جتنا بہت۔ یہاں تو چاہے پوری دنیا کی فوج ہی کیوں نہ آ جائے وہ یہاں داخل ہی نہیں ہو سکتی۔ جدید ترین آلات کے ساتھ ساتھ ہم سب بھی پوری طرح الرٹ ہیں اور جب سے ڈاکٹر عبداللہ کو یہاں لایا گیا ہے ہم نے یہاں ریڈ الرٹ کر رکھا ہے اس لئے آپ بے فکر ہیں“ کرٹل برائک نے کہا۔

”وہ لوگ حدود جیز اور شاطر ہیں اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ فوجی یونیفارمز میں وہاں پہنچ جائیں یا اسپلائی لائن کے ذریعے وہاں داخل ہو جائیں“ ڈینفس سیکرٹری نے کہا۔

”سر۔ یہاں لیبارٹریوں کے بارے میں صرف سیکورٹی والوں کو علم ہے۔ باقی کسی کو علم نہیں ہے اور نہ ہی ان میں سے کسی کا لیبارٹری

سے کوئی رابطہ ہے اور آپ کے حکم پر لیبارٹری کے انچارج ڈاکٹر شیکل نے دو ماہ کی اکٹھی سپلائی ملنگوں تھی۔ اب دو ماہ تک کوئی سپلائی نہیں آئے گی۔ کرٹل برائک نے کہا۔

”اوے۔ کٹھیک ہے۔ آپ لوگوں نے انتہائی الرٹ رہنا ہے اور ہاں۔ میرا یہ خصوصی حکم من لوکہ کوئی بھی مشکوک آدمی چاہے وہ ایکریمیا کے صدر کے روپ میں ہی کیوں نہ ہو آپ نے اسے گرفتار نہیں کرنا بلکہ اسے فوری طور پر گولی مار دینی ہے۔ سمجھئے۔“ ڈیفس سیکرٹری نے کہا۔

”لیں سر۔ حکم کی تعییل ہو گی سر۔“ کرٹل برائک نے جواب دیا۔

”اوے۔ کٹھیک ہے۔ کٹھیک ہے۔“ کرٹل برائک نے مجھے فوری رپورٹ دینی ہے۔“ ڈیفس سیکرٹری نے کہا۔

”لیں سر۔“ کرٹل برائک نے جواب دیا تو دوسرا طرف سے رابطہ ختم ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی کرٹل برائک نے طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

”جس انداز میں ڈیفس سیکرٹری صاحب پر یہاں ہیں لگتا ہے کہ معاملات میرے تصور سے بھی زیادہ خطرناک ہیں،“ کرٹل برائک نے بڑھاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اشکام کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے تین بیٹن پر لیں کر گئے۔

”لیں سر۔ جیز بول رہا ہوں“ دوسرا طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”کرٹل برائک بول رہا ہوں“ کرٹل برائک نے کہا۔

”لیں سر۔ حکم سر“ دوسرا طرف سے کہا گیا۔

”ابھی ابھی ڈیفس سیکرٹری صاحب کا فون آیا تھا۔ انہوں نے خدشہ ظاہر کیا ہے کہ اسلامی سیکورٹی کنسل کے کرٹل فریدی اور پاکیشی سیکرٹ سروں کی طرف سے یہاں حملے کا خطرہ ہے اس لئے انہوں نے بختی سے ریڈا الرٹ کا حکم دیا ہے۔ تمہیں اب ہر طرح سے ریڈا الرٹ رہنا ہو گا اور کسی بات کو بھی معمولی سمجھ کر نظر انداز نہ کرنا اور مجھے فوری رپورٹ دینا،“ کرٹل برائک نے کہا۔

”آپ بے فکر ہیں۔ ہم پوری طرح الرٹ ہیں“ دوسرا طرف سے کہا گیا تو کرٹل برائک نے اوے کے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اب جیز پوری طرح حفاظت ہے گا اور جیز جس آپریشن روم کا انچارج تھا وہاں کی مشینی سے چڑیا بھی نہ چھپ سکتی تھی۔

<http://www.kitaabghar.com>

☆☆☆

<http://www.kitaabghar.com>

کتاب گھر کی پیشکش

انکا

کتاب گھر کی پیشکش

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

انکا..... چھانچ کی گڑیا، ایک قاتالہ عالم، آفت کی پڑیا۔ پراسرار قوتوں کی مالک، خوش قسمتی کی دیوی، جس کے حصول کے لیے بڑے بڑے پچاری اور عالم سرتوڑ کو شیشیں کرتے تھے۔ ایک ایسی داستان جس نے سالوں تک پراسرار کہانیوں کے شائقین کو اپنے سحر میں جکڑے رکھا۔ انکا..... اپنی تمام تر حشر سامانیوں کے ساتھ بہت جلد **کتاب گھر پر جلوہ افروز ہو رہی ہے۔**

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

کتاب گھر کی پیشکش



<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

صدر، جولیا، کیپن ٹکلیل اور تنوری چاروں ہوٹل سی ویو کے ایک کمرے میں بیٹھے کافی پینے میں مصروف تھے۔ وہ اس وقت ناراک میں تھے اور انہیں ناراک آئے ہوئے آج دوسرا روز تھا۔ عمران ان کے ساتھ آیا تھا وہ انہیں یہاں چھوڑ کر چلا گیا تھا اور پھر اس کی واپسی رات گئے اس وقت ہوئی تھی جب سب اپنے اپنے کمروں میں سو گئے تھے۔ دوسرے روز بھی عمران صبح کا ناشتہ کرنے کے بعد چلا گیا تھا اور ابھی تک اس کی واپسی نہیں ہوئی تھی حالانکہ وہ لفظ کر چکے تھے اور اب لفظ کے بعد کافی پینے میں مصروف تھے۔ راستے میں انہوں نے عمران سے مشن کے بارے میں پوچھنے کی کوشش کی تھی لیکن عمران نے انہیں ٹال دیا تھا اور یہاں ہوٹل میں بھی اس نے انہیں مشن کے بارے میں کچھ نہ بتایا تھا۔

”صدر۔ کیا تمہارے ذہن میں اس کا کوئی حل ہے۔“ اچانک جولیا نے کہا تو صدر چونک پڑا۔ باقی ساتھی بھی چونک کر جولیا کی طرف دیکھنے لگے۔

<http://www.kitaabghar.com>

”کس کا حل مس جولیا“ صدر نے حیرت بھرے لجھے میں کہا۔

<http://www.kitaabghar.com>

”عمران کا“ جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”اس کا حل ایک ہی کہا سے لیڈ رہنا بنایا جائے اور بس۔“ صدر کے جورا ب دینے سے پہلے تنوری بول پڑا۔

”لیکن چیف اسے لیڈ رہنا دیتا ہے۔ ہم کیا کر سکتے ہیں؟“ جولیا نے کہا۔

”مس جولیا۔ میں آپ کی الجھن سمجھتا ہوں۔“ عمران صاحب نے باوجود انہیں کوشش کے اب تک ہمیں مشن کے بارے میں کچھ نہیں بتایا اور یہاں آ کر بھی وہ کسی پراسرار کام میں مصروف ہے جبکہ ہم اطمینان سے بیٹھے اس طرح کافی پی رہے ہیں جیسے ہم مشن پر آنے کی بجائے سیر و تفریغ کے لئے آئے ہوں۔ لیکن مس جولیا۔ اصل بات یہ ہے کہ عمران صاحب اس وقت تک کوئی بات نہیں بتاتے جب تک وہ کوئی شوں لا جائی عمل تیار نہ کر لیں“ صدر نے کہا۔

”وہ لا جائی عمل ہمیں بھی تو بتایا جا سکتا ہے۔ کیا عمران سمجھتا ہے کہ ہم اس کا راز ایک آؤٹ کر دیں گے؟“ جولیا نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی کمرے کا دروازہ کھلا اور عمران نے اس طرح اندر جھانکا جیسے کوئی کسی کی خوابگاہ میں جھانک رہا ہو۔

”اوہ۔ یہاں تو محفل جھی ہے۔ وہ“ عمران نے کہا اور پھر اندر داخل ہو گیا۔

”آپ کا ہی ذکر ہو رہا تھا“ صدر نے کہا۔

”ارے واہ۔ یہ شاعر بھی کیسی بصیرت رکھتے ہیں کہ انہیں پہلے سے ہی ایسی باتوں کا علم ہو جاتا ہے۔ وہ کیا کہا ہے کسی شاعر نے کہ مجھ سے میرا ذکر بہتر ہے جو اس محفل میں ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور آکر کر کی پر بیٹھ گیا۔

”ہم تم سے چھکارا پانے کا کوئی حل سوچ رہے تھے“ جولیا نے منہ بنتے ہوئے کہا۔

”کمال ہے۔ اس میں سوچنے کی کیا بات ہے۔ تم سب کی جیبوں میں مشین پٹلی موجود ہیں اور پھر تمہارے نشانے بھی بے داغ ہیں نکالو مشین پٹلی اور ٹریگرد بادو بس۔ چھکارا مال جائے گا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے“ عمران کی زبان روایت ہو گئی۔

”ایک تو تمہاری زبان سے ہم بے حد بیٹگ ہیں۔ بغیر سوچ سمجھے بکواس کرتے رہتے ہو۔ ابھی مشن شروع نہیں ہوا اور تم نے بد شکونی کی باتیں شروع کر دی ہیں“ جولیا نے غصیلے لجھے میں کہا۔

”کیا کہا کہ مشن شروع نہیں ہوا“ عمران نے چونک کر کہا جیسے جو لیا نے کوئی غلط بات کر دی ہو۔

”تو کیا ہوا ہے اب تک“ جو لیا نے کہا۔

"هم یا کیشیا سے یہاں پہنچ گئے ہیں اور اب اکٹھے بیٹھنے کیسی ہاتک رہے ہیں۔ اور مشن کیا ہوتا ہے۔ بس مکمل ہو گیا مشن۔" عمران

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitabpustak.com>

"ایک تو میں تمہاری اس عادت سے بے حد تنگ ہوں۔ تمہیں سوائے اس کی احقانہ باتوں پر مبنے کے علاوہ اور کیا آتا ہے۔" صدر

کے ہنستے پر تنویر صدر پر چڑھ دوڑا تو صدر ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"تم خواہ مخواہ غصہ کر رہے رہ تو نویر۔ عمران صاحب کا مطلب تھا کہ ہمارے لئے تو یہی مشن ہے جو ہم کر رہے ہیں" صدر نے کہا۔

”اوہ۔ تو تم طنزیہ بنے تھے۔ پھر صحیک ہے۔ آئی ایم سوری“ تنویر نے اپنی فطرت کے تحت فوراً ہی معدہرت کرتے ہوئے کہا۔

”تمہیں ہنے کی بجائے روتا چاہے صدر۔ سیکرٹ سروس کی بے بسی پر، اچانک جولیا نے کہا تو صدر بے اختیار چونک پڑا۔

”یا آپ کیا کہہ رہی ہیں مس جولیا“ صدر نے حیرت بھرے لبجے میں کہا۔

”اس سے زیادہ اور کیا بے نبی ہو سکتی ہے کہ ہم یہاں تک پہنچ چکے ہیں اور ہمیں یہ بھی معلوم نہیں کہ مشن ہے کیا۔“ جولیا نے کہا۔

”عمران صاحب کامش ہو گا جو بھی ہو گا ہمارے مشن کے بارے میں تو انہوں نے بتا دیا ہے کہ ہم نے یہاں بیٹھ کر کھانا پینا ہے اور گپیں

صفر نے اس بارے سمجھیدہ لجئے میں کہا تو عمران جو خاموش اور لا تعلق بیٹھا ہوا تھا بے اختیار مسکرا دیا۔

”اپ چونکہ صدر بھی سخیدہ ہو گیا ہے اس لئے اب مجھے امید ہو گئی ہے کہ مشن مکمل ہو جائے گا“، عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہی تو روتا ہے کہ ہمیں مشن کا بھی علم نہیں" جولیانے جھلانے ہوئے لبھی میں کہا۔ تاب گھر کی پیشکش

”کمال ہے۔ ساری رات داستان یوسف زیلخانے کے بعد صبح پوچھا جائے کہ زلیخا کون تھی۔ اتنا عرصہ ہو گیا ہے صدر سنجیدہ نہ ہو رہا
http://www.kitaabghar.com http://www.kitaabghar.com
تھا اور چونکہ وہ سنجیدہ نہ ہوا تھا اس لئے خطبہ نکاح بھی یاد نہ ہو رہا تھا اسے ”عمران نے کہا۔

”شٹاپ۔ اب اگر ایسی بکواس کی تو سر توڑ دوں گی۔“ جولیا نے یکختہ ہڈیاں انداز میں چینتے ہوئے کہا۔

”سن لیا تویر تم نے۔ ڈروائیس وقت سے جب تمہارا سرٹوٹ کر فرش پر بکھرا پڑا ہوگا،“ عمران بھلا کپاں باز آئے والوں میں سے تھا تو جولیا سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس کے اٹھتے ہی تویر بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”تمہاری شکل دیکھنا ہی ہماری بد نصیبی ہے، جو لیا نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھنی۔

”مس جولیا پلیز“ صدر نے اٹھتے ہوئے کہا لیکن جولیا ان سی کرتے ہوئے کمرے سے باہر چل گئی۔

”تمہارے ساتھ بات کرنا ہی حماقت ہے،“ تنویر نے بھی غصیلے لبجے میں کہا اور وہ بھی جولیا کے پچھے کرے سے باہر چلا گیا۔

”عمران صاحب۔ آپ واقعی بعض اوقات حد سے بڑھ جاتے ہیں“ صفردر نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

”ای لئے تقدیت سے تمہیں کہہ رہا ہوں کہ تم خطبہ نکاح یاد کر کے حد قائم کرو ویکن تم منتے ہی نہیں“ عمران نے جواب دیا تو صدر نے بے ختیار ایک طویل سانس لیا اور کاندھے اچکا کروہ اس انداز میں ہونٹ بھینچ کر بینٹھ گیا جیسے اس نے باقی ساری عمر نہ بولنے کی قسم کھالی ہو۔

”عمران صاحب۔ کیا اس مشن میں آپ کم مہربز چاہتے تھے۔“ اچانک خاموش بیٹھے ہوئے کیپن شکیل نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

”یہ خیال تمہیں کیسے آگیا“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اپ نے جس طرح دانستہ میں جولیا کو ناراض کیا ہے مجھے یقین ہے کہ وہ اپنے کمرے میں پہنچتے ہی چیف کوفون کریں گی اور نتیجہ یہی ہو سکتا ہے کہ چیف اسے واپس بلا لے اور ظاہر ہے تو یہ بھی جولیا کا ساتھ دے گا اس لئے اسے بھی واپس بلا لیا جائے گا۔“ کیپٹن فلکلیل نے کہا۔

”میری تو کوش تھی کہ میں اکیلا ہی مشن پر آؤں۔ بشرطیہ تمہارا چیف مجھے چار گنا معاوضہ دے دے لیکن وہ کنجوں آدمی ہے اس نے انکار کر دیا اور پھر میری کوشش کے باوجود پوری ٹیم بھجوادی اب تم خود سوچو اپنا معاوضہ بڑھانے کی کوش کرنا تو ہر آدمی کا حق ہے،“ عمران نے کہا تو کیپن ٹکلیل بے اختیار نہ پڑا۔

”اس کا مطلب ہے کہ اس بار مشن کسی اغوا شدہ آدمی کی فوری واپسی ہے،“ کیپن ٹکلیل نے کہا۔

”کمال ہے۔ تم شاید شر لاک ہو مز کا دوسرا روپ تو نہیں ہو۔“ عمران نے کہا۔

”اس میں شر لاک ہو مز کی کیا بات ہے۔ اب تک جب بھی کسی اغوا شدہ آدمی کی واپسی کا فوری مشن ہو ہمیشہ ایک ہی آدمی بھیجا جاتا ہے،“ کیپن ٹکلیل نے کہا۔

”تو تمہارا مطلب ہے کہ تمہارے چیف کو مشن کا علم نہ تھا جو اس نے پوری ٹیم بھجوادی ہے جبکہ پہلے بھی اسی ممبر کو چیف ہی بھجوادی تارہا ہے،“ عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ ہم پر حرم کریں،“ اچانک خاموش بیٹھے ہوئے صدر نے پھٹ پڑنے والے لبجھ میں کہا۔

”کنوار کے اور قلاش آدمی کے پاس کھانے کے لئے رحم اور پینے کے لئے غصے کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے،“ عمران نے کہا۔

”صدر۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ تم بھی خواہ مخواہ سمجھدہ ہو گئے ہو،“ کیپن ٹکلیل نے صدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یہ بے چارہ بیٹھنے پر مجبور ہے کیونکہ کرہ اس کے نام پر ہے ورنہ یہ بھی جولیا اور تنوری کی طرح واپس ہو چکا ہوتا۔ ویسے اب مجھے چیف کو روپرٹ دینی پڑے گی کہ اس کے ممبران میں حس الطیف کے ساتھ ساتھ صبر و تحمل کا مادہ بھی ختم ہوتا جا رہا ہے،“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”آپ جو اتنی دیر سے مذاق کر رہے ہیں عمران صاحب۔“ صدر نے کہا تو عمران بے اختیار نہ پڑا۔

”صدر صاحب۔ سمجھدی سے ڈھنی تنا و بڑھتا ہے جبکہ مشن کے لئے ڈھنی تنا و انتہائی خطرناک ثابت ہو سکتا ہے اس لئے اپنے آپ کو ایزی رکھا کرو۔ جولیا اور تنوری کی بات دوسری ہے،“ عمران نے اس بار سمجھدہ لبجھ میں کہا۔

”آئی ایم سوری عمران صاحب۔ ویسے نجانے کیوں کبھی کبھی آپ پر بے پناہ غصہ آنے لگ جاتا ہے،“ صدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہی بات غلط ہے۔ اب جا کر جولیا اور تنوری کو بلا لاؤتا کہ بات فائل ہو سکے،“ عمران نے کہا تو صدر اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد جولیا اور تنوری صدر کے پیچھے کمرے میں داخل ہوئے لیکن ان دونوں کے چہروں کے اعصاب تنے ہوئے تھے اور ہونٹ بھپخے ہوئے تھے۔ وہ خاموشی سے آکر کر سیوں پر بیٹھ گئے۔

”تم نے چیف کو فون کیا ہوگا۔ کیا کہا ہے اس نے۔“ عمران نے جولیا سے مخاطب ہو کر سمجھدہ لبجھ میں کہا۔

”چیف بھی تمہاری طرح سنگ دل اور کھور ہے۔ اس نے الٹا مجھے ڈانٹ دیا ہے۔“ جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”پھر اب کیا خیال ہے۔ صدر کو کہا جائے کہ وہ خطبہ نکاح یاد کرے یا نہ کرے،“ عمران نے کہا تو جولیا نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”تم واقعی ناقابل علاج ہو۔ ٹھیک ہے۔ تم پر غصہ کرنے سے اپنا ہی خون جلانے کے علاوہ اور کچھ نہیں ملنا اس لئے تمہاری مرضی جو چاہے کرتے پھر،“ جولیا نے تیز تیز سانس لیتے ہوئے کہا۔

”تم کیا کہتے ہو تو یہ،“ عمران نے تنوری سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ میری ستاہی کون ہے،“ تنوری نے غصیلے لبجھ میں کہا۔

”مجھے بتاؤ میں سننے کے لئے تیار ہوں،“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو تنوری نے ایک طویل سانس لیا۔

”ٹھیک ہے۔ اب میں کیا کہہ سکتا ہوں“ تنویر نے کہا۔

”اس ماحول میں مشن مکمل نہیں ہو سکتا اس لئے مجھے چیف سے بات کرنا پڑے گی“ عمران نے انتہائی سمجھیدہ لمحے میں کہا۔

”عمران صاحب پلیز“ صدر نے عمران کے سمجھیدہ ہوتے ہی منت بھرے لمحے میں کہا۔

”میں خود چیف کو کہہ کر اس مشن سے مستغفل ہونا چاہتا ہوں۔ ٹھیک ہے ایک چھوٹا سا چیک ہی نہیں ملے گا لیکن کم از کم میری وجہ سے صورتحال میں جو تباہ پیدا ہو گیا ہے وہ تو ختم ہو جائے گا اور مجھے یقین ہے کہ تم سب مجھ سے بھی زیادہ آسانی سے مشن مکمل کر سکتے ہو“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور انھایا اور فون پیس کے نیچے موجود بٹن پر لیس کر کے اس نے فون کوڈ اریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پر لیس کرنے شروع کر دیئے اور سوائے کمپنی ٹکلیں کے باقی سب کے چہرے لٹک گئے تھے۔ آخر میں عمران نے لاڈوڈ رکابٹن بھی پر لیس کر دیا تو دوسری طرف گھنٹی بجھن کی آواز سنائی دی۔

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

”جاڈش کلب“ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوائی آواز سنائی دی تو وہ سب بے اختیار چونک پڑے۔ ان کے چہروں پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ وہ تو سمجھ رہے تھے کہ عمران نے چیف کو فون کیا ہے۔

”علی عمران بول رہا ہوں۔ جاڈش سے بات کراؤ“ عمران نے سمجھیدہ لمحے میں کہا۔

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

”جاڈش بول رہا ہوں“ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”کچھ پتہ چلا جاڈش“ عمران نے پوچھا۔

”ہا۔ میں نے آپ کو فون کیا تھا لیکن مجھے بتایا گیا کہ آپ کا کمرہ ہند ہے“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”میں اپنے ایک ساتھی کے کمرے میں تھا۔ کیا معلوم ہوا ہے“ عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ ان جزیروں پر ڈاکر سے ہی سپلائی جاتی ہے اور وہاں ایک تنظیم ہے ایں واٹی جو اسلحے کی اسمگنگ کرتی ہے اور وہی سپلائی کرتی ہے۔ لیکن اب دو ماہ تک سپلائی روک دی گئی ہے۔“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”کیا اس تنظیم کے بارے میں تفصیلات معلوم ہوئی ہیں۔“ عمران نے پوچھا۔

”جی ہا۔ ڈاکر میں اس تنظیم کا اچحارج فورڈ ہے اور فورڈ کا تعلق ڈاکر کے بدنام کلب بلیک گے ہے۔ پوہاں آتا جاتا ہے۔ بس اتنا ہی معلوم ہو سکا ہے“ جوڈش نے کہا۔

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

”اس فورڈ کے بارے میں مزید کوئی تفصیل“ عمران نے پوچھا۔

”عمران صاحب۔ بس اتنا معلوم ہو سکا ہے۔ البتہ یہ بات مزید معلوم ہوئی ہے کہ فورڈ بلیک کلب کے مینجر اور مالک بلیک کا سوتیا بھائی ہے“ جوڈش نے کہا۔

”اوکے۔ کافی ہے۔ شکریہ“ عمران نے کا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر اس نے ایک بار پھر نمبر پر لیس کرنے شروع کر دیئے۔

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

”ایکسٹو“ رابطہ قائم ہوتے ہی مخصوص آواز سنائی دی۔

”ناراک سے علی عمران بول رہا ہوں“ عمران نے سمجھیدہ لمحے میں کہا۔

”لیں کیوں کال کی ہے“ دوسری طرف سے سرد لمحے میں کہا گیا۔

”ایکریمین مٹری میں ایک خصوصی سیکشن ہے جسے ایم سیکورٹی سیکشن کہا جاتا ہے۔ اس کا ہیڈ آفس لٹن میں ہے۔ اس کا کام پوری دنیا میں جہاں ایکریمین میزائلوں کے اڈے ہیں وہاں سیکورٹی کا فریضہ سرانجام دینا ہے۔ میں نے معلوم کر لیا ہے کہ ہمارا ناگٹ بھر ہند کے تین

چھوٹے چھوٹے جزیروں میں ہے جنہیں تھری پر لز کہا جاتا ہے۔ ان تینوں جزیروں پر ایکریمین میزائلوں کے اڈے ہیں۔ ان کی حفاظت بھی سیکشن کرتا ہے۔ آپ اپنے پیش ایجنت ہاورڈ کو کہہ دیں کہ وہ میری کال پر تیزی سے کام کرے کیونکہ آج سے پہلے اس ہاورڈ سے میرا رابطہ نہیں ہوا اس لئے آپ کو کال کیا ہے میں نے ”عمران نے کہا۔

”تم وہ منٹ بعد اسے فون کر لینا“ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

”عمران صاحب۔ ہم سمجھے تھے کہ آپ چیف کو ہمارے بارے میں فون کریں گے“ صدر نے کہا۔

”کرنا تو ہے۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ تمام تفصیلات معلوم کر کے تمہارے سامنے رکھ دوں تاکہ تم آسانی سے مشن مکمل کر سکو۔ یہ مشن پورے عالم اسلام کے مقامات میں ہے اس لئے میں نہیں چاہتا کہ یہ کسی بھی وجہ سے ناکام ہو جائے“ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا اب تمہارے پیار کر کتم سے معافی مانگنا پڑے گی۔“ جولیا نے ہونٹ کا ثٹھے ہوئے کہا۔

”معافی ایک صورت میں مل سکتی ہے اگر مجھے کافی پلاٹی جائے۔ کب سے سوکھے منہ بیٹھا ہوا ہوں کسی نے پوچھا تک نہیں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آئی ایم سوری عمران صاحب۔ یہ میری کوتاہی ہے۔“ صدر نے شرمندہ سے لجھے میں کہا اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا تاکہ روم سروس کو کافی کے لئے کہہ سکے۔

”تمہاری کوتاہی کا تو سارا مسئلہ ہے ورنہ چیاوں چیاوں سے گھر بھرا ہوا ہوتا“ عمران نے کہا۔

”پھر وہی بکواس“ جولیا نے اس بارا نکھلیں نکالتے ہوئے کہا لیکن اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ اس کا غصہ مصنوعی ہے۔

”ارے یہ چیاوں چیاوں اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوتے ہیں اور تم انہیں بکواس کہہ رہی ہو“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جولیا نے بے اختیار منہ پھر لیا۔

”عمران صاحب۔ تھری پر لز پر واقعی میزائل اڈے ہیں۔ کیا ہم نے انہیں تباہ کرنا ہے، کیپٹن ٹکلیل نے کہا۔

”بھرہند میں یہ میزائل اڈے ہمارے لئے نہیں بنائے گئے۔ یہ ایکریمین میزائل چین کا حصہ ہیں“ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر وہاں کیا ہے جسے آپ نارگست کہہ رہے ہیں، کیپٹن ٹکلیل نے کہا۔

”ابھی بتاتا ہوں۔ پہلے ہاورڈ کو فون کر لوں“ عمران نے پہلے فون کا رسیور اٹھا کر اس نے کہا اور فون کو ڈاٹریکٹ کیا اور پھر نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیے۔

”ہاورڈ بول رہا ہوں“ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”علی عمران (ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی آکسن) بول رہا ہوں۔“ عمران نے اپنے مخصوص لجھے میں کہا۔

”عمران صاحب۔ آپ نے خواہ مخواہ چیف کو درمیان میں ڈالا جبکہ میں تو ویسے ہی آپ کافیں ہوں“ ہاورڈ نے کہا۔

”میزاسٹ فین کو اتنا چلانے کے لئے میں بھن کی ضرورت پڑتی ہے ورنہ باہر سے اندر رہو آنے کی بجائے اندر کی ساری ہوا بہر نکل جاتی ہے اور بے چارہ غبارہ لجخ میخ ہو کر پڑا رہ جاتا ہے“ عمران نے کہا تو دوسری طرف سے ہاورڈ بے اختیار کھلکھلا کر فس پڑا۔

”آپ نے عمران صاحب نجاںے ایسی باتیں کہاں سے سیکھ لی ہیں۔ حقیقت یہی ہے کہ آپ ہی ایسی باتیں کر سکتے ہیں۔ بہر حال حکم فرمائیں“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”چیف نے تمہیں ضروری بریفنگ تو کر دی ہو گی“ عمران نے کہا۔

”ہا۔ انہوں نے بتایا ہے کہ تھری پر لز کے بارے میں آپ کو معلومات چاہئیں“ ہاورڈ نے سنجیدہ لجھے میں کہا۔

”ان جزیروں میں سے کسی پر ایکریمیا کی خفیہ لیبارٹری ہے جہاں تارکیہ کے ایک سائنس و انڈا کٹر عبد اللہ کو رکھا گیا ہے اور ہم نے وہاں سے ڈاکٹر عبد اللہ کو واپس حاصل کرنا ہے اس لئے تم نے کسی ایسے آدمی کوڑیں کرنا ہے جو وہاں کی سیکورٹی میں رہ چکا ہو اور جس سے ہم وہاں کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کر سکیں چاہے یہ معلومات بھاری رقم دے کر ملیں یا کسی اور طریقے سے۔“ عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ آپ دو گھنٹے بعد مجھے دوبارہ فون کریں۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کا کام ہو جائے گا،“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اور ہاں۔ موجودہ سیکورٹی کے بارے میں بھی معلومات حاصل کر لینا،“ عمران نے کہا۔

”یہ بھی ہو جائے گا عمران صاحب۔ میری تو یہ خاص فیلڈ ہے،“ دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے اوکے کہہ کر رسیور کھو دیا۔

”اب تم نے ان لیا ہے کہ مشن کیا ہے۔ ڈاکٹر عبد اللہ تارکیہ کے سائنس و انڈا ہیں۔ انہوں نے ایک اہم ایجاد کی ہے جسے زیر بلاشر کہا جاتا ہے۔ یہ زیر بلاشر مخصوص ریٹچ میں ہر قسم کے میزائلوں اور دوسرے دفاعی اسلحہ کو نہ صرف زیر کر دیتا ہے بلکہ اسے بلاشت بھی کر دیتا ہے۔ تمام مسلم ممالک نے آپس میں خفیہ طور پر معاہدہ کیا کہ اس زیر بلاشر کی فیکشی لگائی جائے اور ڈاکٹر عبد اللہ اس زیر بلاشر کو تیار کریں۔ پھر تمام مسلم ممالک میں اس کی ریٹچ کے مطابق اسے نصب کر دیا جائے گا لیکن ایکریمیا کو کسی طرح اس کے بارے میں معلوم ہو گیا۔ چنانچہ اس نے اس فیکشی کو جو خفیہ طور پر لائیسنس بنا لگئی تھی کہا کر دیا اور ڈاکٹر عبد اللہ کو وہاں سے اخوا کر کے پہلے ڈاکٹر پہنچایا گیا اور پھر غائب کر دیا گیا۔ چونکہ یہ پورے عالم اسلام کا مسئلہ تھا اس لئے اسلامی سیکورٹی کو نسل کے کرٹل فریدی بھی اس پر کام کر رہے ہیں اور چیف نے بھی اس کا نوش لیا ہے۔ اطلاعات بھی ملی تھیں کہ ڈاکٹر عبد اللہ کو ڈاکٹر جزیرے پر پہنچایا گیا ہے۔ چنانچہ کرٹل فریدی وہاں پہنچ گیا لیکن وہاں سے ڈاکٹر عبد اللہ کو خفیہ طور پر شفت کر دیا گیا تھا۔ بہر حال میں نے کوشش کی تو یہ پتہ چلانے میں کامیاب ہو گیا کہ ڈاکٹر عبد اللہ کو ڈاکٹر سے چار سو ناٹ دور تین چھوٹے جزیرے پر بنی ہوئی ایکریمیا کی خفیہ لیبارٹری میں پہنچایا گیا ہے۔ یہ تینوں جزیرے ایکریمین ملٹری کے قبضے میں ہیں اور وہاں ان کے بین الاقوامی میزائلوں کے اڑے ہیں اور ان جزیروں کی حفاظت انتہائی اونچے انداز میں کی جاتی ہے۔ چنانچہ اب میں نے تمہارے سامنے ہا اور ڈوکوال کیا ہے کہ وہ اس سلسلے میں مزید معلومات حاصل کرے تاکہ ڈاکٹر عبد اللہ کو وہاں سے نکالا جاسکے،“ عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ کیا کرٹل فریدی نے بھی ان جزیروں کا کھوج لگایا ہے،“ صدر نے کہا۔

”میراں سے کوئی رابطہ نہیں ہے۔ ویسے کرٹل فریدی میرے مرشد ہیں اس لئے لا محالہ انہوں نے بھی معلومات کا کوئی نہ کوئی ذریعہ تلاش کر لیا ہو گا،“ عمران نے کہا۔

”آپ نے کیسے معلومات حاصل کی ہیں عمران صاحب۔“ صدر نے کہا۔

”میں نے براہ راست ڈیپنس سیکرٹری سے معلومات حاصل کی ہیں،“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سب چونک پڑے۔

”ڈیپنس سیکرٹری آف ایکریمیا سے۔ وہ کیسے؟“ اس بار جو لیانے انتہائی حرمت بھرے لجھے میں کہا تو عمران نے جوڑش کو فون کرنے اور پھر مس میگی کے فلیٹ میں ڈیپنس سیکرٹری کی آمد اور اس کو کارروڑوں کی گولیاں شراب میں ڈال کر پلانے سے لے کر مس میگی کی آواز میں ان سے معلومات حاصل کرنے کی پوری تفصیل بتا دی۔

”اوہ۔ تو تم یہاں آ کر بھی کام کرتے رہے ہو،“ جو لیا نے کہا۔

”ہاں،“ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ نے ہمیں کیوں نہیں بتایا۔ ہم بھی اس کام میں شریک ہو سکتے تھے،“ صدر نے کہا۔

”مس میگی خاصی خوبصورت لڑکی ہے اور میں صالح کا سکوپ ختم نہیں کرنا چاہتا تھا،“ عمران نے کہا تو سبے اختیارہنس پڑے۔

”اور مس جو لیا کا سکوپ۔ اس کا کیا ہوا،“ صدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”وہ تو کسی صورت ختم ہوئی نہیں سکتا۔ کیوں جولیا۔“ عمران نے کہا تو جولیا کا چہرہ یکخت سرخ ہو گیا۔

”بس تمہیں صرف باتیں کرنا ہی آتا ہے۔“ جولیا نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب پر یہ مشن انہائی کٹھن ہے۔ آپ نے اس سلسلے میں کیا لائچہ عمل بنا�ا ہے؟“ اچاک کاموں میثے ہوئے کیپن ٹکلیں نے کہا۔

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

-

”اس میں کٹھن والی کوئی بات ہے۔ سمندر میں جزیرے ہیں ہم وہاں پہنچ کر سب کچھ تباہ کر دیں گے اور سامنس دان کو لے کر واپس آجائیں گے۔“ تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”ایسی بات نہیں ہے۔ کیپن ٹکلیں درست کہہ رہا ہے۔ وہاں سیکورٹی کے اس قدرتخت انتظامات کے گئے ہیں کہ آسمان سے اور سمندر سے کوئی چیز صحیح سلامت ان جزیروں تک نہیں پہنچ سکتی۔ وہاں سانسی طور پر بھی انہائی جدید ترین انتظامات کئے گئے ہیں اور وہاں انہائی تربیت یافتہ سیکورٹی اور فوج بھی موجود ہے۔“ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو پھر آپ نے کیا سوچا ہے؟“ صدر نے کہا۔

”ہاؤڑ نے اگر کسی ایسے آدمی کو فریں کر لیا جو وہاں رہ چکا ہو تو پھر ہم یہاں سے لٹکن جائیں گے اور اس کے بعد اس آدمی سے معلومات ملنے کے بعد ہی کوئی لائچہ عمل سوچا جا سکتا ہے۔“ عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

کتاب گھر کی پیشکش

<http://www.kitaabghar.com>

کتاب گھر کی پیشکش

<http://www.kitaabghar.com>

سونا گھاث کا پجاري

کتاب گھر کی پیشکش

سو نا گھاث کا پجاري.....بے پناہ پراسرار قوتیں اور کالی طاقتیں کا مالک جواہری موت کے بعد بھی زندہ تھا۔ افضل بیگ ایک مسلمان فارس تھا۔ افسر جو سونا گھاث کے قہر کا نشانہ بنا۔ پھر وہ انتقام لینے کے جوش میں انہا ہو گیا اور اپنا مذہب ترک کر کے جادو ٹو نے کے اندر ہیروں میں ڈوب گیا۔ ایک ایسا ناول جو پراسرار کہانیوں کے شائقین کو اپنے سحر میں جکڑ لے گا۔ **سو نا گھاث کا پجاري** اپنے انعام تک کیسے پہنچا۔ افضل بیگ گناہ اور غلامت کی دُنیا سے کیسے لوٹا؟ ہندو و هرم، دیوی دیوتاؤں، کالے جادو، بیروں کے خوفناک تصاویر سے مزین یہ داستان آپ جلد ہی کتاب گھر کے پراسرار خوفناک ناول سیکش میں پڑھ سکیں گے۔

کتاب گھر کی پیشکش

<http://www.kitaabghar.com>

کتاب گھر کی پیشکش

<http://www.kitaabghar.com>

کتاب گھر کی پیشکش

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

کرٹل فریدی ایکر میں میک اپ میں ڈاکر کے ایک ہوٹل کے کمرے میں اکیلا بیٹھا ہوا تھا جبکہ کیپشن حمید اور اس کے دوسرا ساتھی اس ہوٹل کے علیحدہ کمروں میں موجود تھے۔ وہ سب بھی ایکر میں میک اپ میں تھے۔ کرٹل فریدی کے ہاتھ میں ایک رسالہ تھا اور وہ اسے سرسری دیکھنے اور پڑھنے میں معروف تھا کہ سامنے پڑے ہوئے فون کی گھنٹی نجاح اٹھی تو کرٹل فریدی نے چونکہ کرفون کی طرف دیکھا اور پھر رسالہ ایک طرف رکھ کر اس نے ہاتھ پڑھا کرفون کا رسیور اٹھایا۔

<http://www.kitaabghar.com> <http://www.kitaabghar.com>

”لیں۔ کرٹل فریدی بول رہا ہوں“ کرٹل فریدی نے ایکر میں لبھ میں کہا۔

”راجربول رہا ہوں کرٹل صاحب۔ واکر مین کو میں نے ٹریس کر کے آپ کی طرف بھجوادیا ہے۔ وہ آپ سے ہر قسم کا تعاون کرنے پر آمادہ ہے۔ البتہ آپ اسے ایک لاکھ ڈالر دیں گے اور وہ بھی نقد“ دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔ ”ٹھیک ہے۔ دے دوں گا“ کرٹل فریدی نے کہا تو دوسری طرف سے اوکے کے الفاظ کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرٹل فریدی نے رسیور رکھ دیا۔ وہ اپنے ساتھیوں سمیت کل سے یہاں موجود تھا۔ اس دوران اس نے بڑی جدوجہد کر کے اس ہوٹل کے پروانہ کے ذریعے اس واکر مین کا سراغ لگایا تھا۔ واکر مین تھری پرائز میں سیکورٹی اسٹنٹ کے طور پر کام کرتا رہا تھا لیکن پھر اس کی صحت خاصی حد تک بگزگز توارے خرابی صحت کی بنا پر فوج سے بھی فارغ کر دیا گیا۔ واکر مین چونکہ ڈاکر جزیرے کا رہائش تھا اس لئے وہ یہاں واپس آ کر رہے ہیں گا۔ گواہ فوج کی طرف سے خاصی معقول پیش مل رہی تھی لیکن وہ جو اکھیں کا عادی تھا اس لئے ہر وقت مالی پریشانیوں کا شکار رہتا تھا۔ راجر اس کا درست تھا اور وہ اس کی مالی امداد کرتا رہتا تھا اس لئے راجر نے کرٹل فریدی سے بھاری معاوضہ لے کر اسے یقین دلایا تھا کہ وہ واکر مین کو ان سے تعاون کرنے پر آمادہ کر لے گا اور کرٹل فریدی اس کے فون کے انتظار میں اکیلا اس کمرے میں موجود تھا اور اب راجر نے بتایا تھا کہ اس نے واکر مین کو تعاون پر آمادہ کر لیا ہے۔ تھوڑی دیر بعد دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی تو کرٹل فریدی اٹھا اور اس نے جا کر دروازہ کھول دیا۔ دروازے پر ایک درمیانی عمر کا دبلا پتلا آدمی موجود تھا۔ اس کے جسم پر سادہ سامقاتی لباس تھا اور وہ اپنے چہرے سے ہی بیمار دکھائی دیتا تھا۔

”میرا نام واکر مین ہے اور مجھے راجر نے بھیجا ہے“ اس آدمی نے کرٹل فریدی کی شخصیت سے مرعوب ہوتے ہوئے اپنی موڈ بانہ لبھ میں کہا۔

”اندر آ جائیں“ کرٹل فریدی نے کہا اور ایک طرف ہٹ گیا تو واکر مین اندر داخل ہوا تو کرٹل فریدی نے دروازہ بند کیا اور واکر مین سمیت سٹنگ روم میں آگیا۔

”بیٹھیں“ کرٹل فریدی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر بڑے نوٹوں کی ایک گذی نکال کر اپنے سامنے رکھ لی اور کرسی پر بیٹھ گیا۔

”یہ ایک لاکھ ڈالر ہیں اور تمہیں بھی معلوم ہے اور مجھے بھی کہ یہ کافی بڑی رقم ہے اس لئے اگر تم یہ رقم حاصل کرنا چاہتے ہو تو تم تعاون اس انداز میں کرو گے کہ جو کچھ میں پوچھوں گا تم اس کا کھل کر جواب دو گے اور یہ بھی تادوں کے میرے اندر قدرتی صلاحیت موجود ہے کہ مجھے بولنے والے کے حق جھوٹ کا فوراً علم ہو جاتا ہے“ کرٹل فریدی نے سرد لبھ میں کہا۔

”آپ پوچھیں۔ مجھے رقم کی اشد ضرورت ہے۔ میں کچھ نہیں چھپاؤں گا“ واکر مین نے کہا۔ اسکی نظریں نوٹوں کی گذی پر جمی ہوئی تھیں۔

”تم تھری پر لز پر کتنا عرصہ کام کرتے رہے ہو،“ کرٹل فریدی نے پوچھا۔

”چھ سال تک“ واکر مین نے جواب دیا۔

”کب وہاں سے واپس آئے ہو؟“ کرٹل فریدی نے پوچھا۔

”دو سال ہو گئے ہیں“ واکر مین نے جواب دیا۔

”پہلے یہ بات سن لو کہ میرا تعلق کسی مجرم تنظیم سے نہیں ہے بلکہ میرا تعلق ایک سرکاری ایجنسی سے ہے۔ حکومت کو اطلاعات مل رہی ہیں کہ تھری پر لز پر سیکورٹی کے اعلیٰ ترین انتظامات کے باوجود وہاں اجنبی افراد بھی آتے جاتے رہتے ہیں اس لئے یہ کیس ہمیں دیا گیا ہے تاکہ ہم تفصیلی رپورٹ تیار کر سکیں۔ لیکن ہم نے براہ راست وہاں جا کر معلومات حاصل نہیں کرنی کیونکہ اس طرح وہاں سیکورٹی پر غلط اثر پڑ سکتا ہے۔ ہم نے وہاں گئے بغیر تمام رپورٹ تیار کرنی ہیں اور اس کے لئے ہمیں بھاری فنڈ دیا گیا ہے تاکہ ہم اسے استعمال کر کے رپورٹ حاصل کر سکیں،“ کرٹل فریدی نے سرد لمحے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”لیں سر“ واکر مین نے اس بارا تھائی مود بانہ لمحے میں کہا۔

کتاب گھر کی پیشکش

کرٹل فریدی کی بات سن کر اس کے چہرے پر اطمینان کے ناثرات ابھر آئے تھے۔

”اب پہلے یہ بتاؤ کہ تھری پر لز پر سیکورٹی انچارج کون ہے۔“ کرٹل فریدی نے کہا۔

”کرٹل برائک سیکورٹی انچارج ہے جبکہ آپ نیشن انچارج جیز ہے“ واکر مین نے جواب دیا۔

”اب یہ بتاؤ کہ حکومت ایکریمیا کی خفیہ لیہاری ان تینوں جزیروں میں سے کسی جزیرے پر ہے“ کرٹل فریدی نے پوچھا۔

”دریانی جزیرے پر“ واکر مین نے جواب دیا۔

”کیا تم وہاں بھی گئے ہو؟“ کرٹل فریدی نے کہا۔

”ہاں۔ وہاں کا انچارج ڈاکٹر شیکل ہے۔ میں اسکے لئے کرٹل برائک کا پیغام لے کر وہاں جاتا رہتا ہوں“ واکر مین نے جواب دیا۔

”کیا یہ پیغام فون پر نہیں دیا جا سکتا تھا“ کرٹل فریدی نے کہا۔

”نہیں۔ وہاں ہونے والی تمام فون کا لڑبا قاعدہ شیپ ہوتی ہیں اور پیغام ذاتی ہوتے تھے“ واکر مین نے کہا۔

”اب تفصیل سے وہاں کے سیکورٹی آلات اور دیگر تفصیلات کے بارے میں بتاؤ“ کرٹل فریدی نے کہا تو واکر مین نے تفصیل بتانا شروع کر دی۔

”ان سب اقدامات کے باوجود وہاں اجنبی افراد کیسے جاسکتے ہیں“ کرٹل فریدی نے کہا۔

”کیا آپ اس رپورٹ میں میرا حوالہ بھی دیں گے“ واکر مین نے پچھا تے ہوئے کہا۔

”نہیں“ کرٹل فریدی نے کہا۔

”کیا آپ وعدہ کرتے ہیں کیونکہ جورا ز میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں وہ اگر میرے حوالے سے سامنے آگیا تو مجھے فوراً گولی بھی ماری جاسکتی ہے“ واکر مین نے کہا۔

”میں اپنی بات دہرانے کا عادی نہیں ہوں۔ جب میں نے کہہ دیا ہے کہ تمہارا نام یا حوالہ نہیں آئے گا تو اسے حتیٰ سمجھو۔“ کرٹل فریدی نے سرد لمحے میں کہا۔

”وہاں واقعی اجنبی افراد آتے جاتے رہتے ہیں لیکن یہ افراد نو جوان عورتیں ہوتی ہیں جنہیں کھنپیہ طور پر وہاں لا یا جاتا ہے کیونکہ کرٹل برائک اور ڈاکٹر شیکل اور ان کے چند ساتھی عیاش لوگ ہیں۔ وہ ان عورتوں کو وہاں خنپیہ طور پر منگواتے ہیں اور پھر ایک ڈیڑھ ہفتہ بعد انہیں واپس بھیج دیتے ہیں اور یہ پیغام میں ڈاکٹر شیکل تک پہنچایا کرتا تھا“ واکر مین نے کہا۔

”کس طرح ان عورتوں کو لایا جاتا تھا جبکہ تم نے سیکورٹی کی جو تفصیل بتائی ہے وہ سب کمپیوٹرائزڈ آلات پر مبنی ہے۔ انہیں تو دھوکہ نہیں دیا جاسکتا،“ کریل فریدی نے کہا۔

”آپ کی بات درست ہے جناب۔ لیکن ان عورتوں کو تھری پر لز پلانے کا عجیب طریقہ استعمال کیا جاتا تھا۔ تھری پر لز سے شمال میں تقریباً دو سو نٹ کے فاصلے پر ایک چھوٹا سا نٹا پوہنچتا ہے جو دیران اور بخیر ہے۔ ان عورتوں کو جن کی تعداد چار یا چھوٹی ہے پہلے ایک لائچ کے ذریعے اس نٹا پوہنچایا جاتا ہے۔ پھر انہیں لے آنے والا وہاں سے کرٹل بر انک کوڑا سمیٹر پر پیش کال دیتا ہے تو کرٹل بر انک سمندر میں موجود یڈر ریز کے جال کو اس جزیرے تک پھیلا دیتا ہے۔ اس کے بعد یہ عورتیں اور انہیں لے آنے والا غور طخوری کے جدید لباس پہن کر سمندر میں اترتے ہیں اور اس کے ساتھ ہی ریڈر ریز کو واپس کھینچ لیا جاتا ہے۔ ان ریز کے ساتھ ہی وہ عورتیں اور انہیں لے آنے والا بھی خود بخوند کھینچ کر تھری پر لز کے شمالی جزیرے کے نیچے ایک کمیں پہنچ جاتے ہیں جبکہ ریڈر ریز واپس سمندر میں پھیل جاتی ہیں اور یہ لوگ غوط خوری کے لباس کی وجہ سے آسانی سے اس کریک میں سے گزر کر جزیرے کے اوپر ایک علیحدہ جگہ پہنچ جاتے ہیں جہاں سے انہیں لیبارٹری اور سیکورٹی ونگ میں پہنچادیا جاتا ہے اور کسی کو کافی کان خبر بھی نہیں ہوتی“، واکر مین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن اس طرح تو آپریشن روم میں سب کچھ آسانی سے چیک ہو جاتا ہوگا“ کرتل فریدی نے کہا۔ ”ریڈریز سے تمہارا مطلب ریڈ فائرریز ہے کیونکہ ان میں یہ خاصیت ہے کہ وہ پھیل بھی سکتی ہیں اور سمت بھی اور ان کی موجودگی کی وجہ سے سمندر کے اندر موجود کوئی چیز نظر نہیں آتی لیکن ان میں ایک خاصیت اور بھی ہوتی ہے کہ یہ آسانی جسم سے گلاتے ہی اس کے پرانچے اڑادیتی ہیں۔ پھر یہ عورتیں کیسے بچ سکتی ہیں۔“ کرتل فریدی نے کہا۔

”تفصیلات کا تو مجھے علم نہیں ہے لیکن میں نے اکثر دیکھا ہے کہ جب ٹاپو سے کرٹل برائک پر چیل کال ملتی ہے تو وہ آفس سے اٹھ کر سمندر کے کنارے پہنچ جاتا ہے۔ اس کے پاس ایک ٹرانسپورٹر نما آلہ ہوتا ہے۔ وہ آلے کا رخ پانی کی طرف کر کے کوئی بیٹن پر لیں کرتا تو اس آلے میں تیز سرخ رنگ کی لہری نکل کر پانی میں شامل ہو جاتی ہے اور کرٹل برائک واپس آ کر ٹاپ پر چیل کال کرتا ہے پھر یہ عورتیں آتی ہیں، واکر مین نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اب میں سمجھ گیا ہوں۔ یہ یقیناً اگفاریز ہوتی ہیں جن کے فائر کی وجہ سے ریڈریز کی وہ خاصیت ختم ہو جاتی ہے جو انسانی جسم کے پر خیے اڑادیتی ہے لیکن اس کا دورانیہ بے حد تغیر ہوتا ہے،“ کرتل فریدی نے کہا۔

”تفصیل کا تو مجھے علم نہیں ہے لیکن چونکہ میں کرٹل برائک کا پا اعتماد آدمی تھا اس لئے کئی بار تو کرٹل برائک یہ آکر مجھے دے کر بھیج دیتا تھا اور کئی بار میں اس کے ساتھ جا کر بھی یہ کام کرتا تھا“، واکر مین نے جواب دیا۔

”اوے۔ اب تینوں جزیروں کے بارے میں پوری تفصیل بتاؤ،“ کرٹل فریدی نے کہا تو واکر مین نے تفصیل بتانا شروع کر دی۔ ”ٹھیک ہے۔ تم نے تعاون کیا ہے۔ اب سب کچھ بھول جاؤ،“ کرٹل فریدی نے کہا اور سامنے رکھی ہوئی نوٹس کی گذی اٹھا کر اس نے واکر مین کے سامنے رکھ دی۔ واکر مین نے بھلی کی اسی تیزی سے گذی جھٹی اور اس کو جلدی سے کوٹ کی اندر ورنی چیب میں اس طرح ڈال لیا جیسے اسے خطرہ ہو کہ گذی اس سے واپس بھی چھیننی جاسکتی ہے۔

”اب مجھے اجازت ہے جناب“، اکرمین نے مسٹر بھرے لجھے میں کہا۔
”ہاں“ کرتل فریدی نے کہا اور انھے کروازے کی طرف بڑھ گیا اور پھر وہ اکرمین کے باہر جانے کے بعد اس نے دروازے بند کیا اور واپس آکر کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر ملکی سی مسٹر کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ ایک لحاظ سے اس نے تھری پرلوز میں داخل ہونے کا راستہ تلاش کر لیا تھا۔ اب اسے صرف ایکریمیا واپس جا کر چند خصوصی آلات خریدنے تھے۔ اس کے بعد وہ اپنے ساتھیوں سمیت آسانی سے تھری پرلوز میں داخل ہو کر وہاں سے ڈاکٹر عبداللہ کو نکال کرو اپس لے آسکتا تھا۔



کتاب گھر کی پیشکش



<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

عمران اپنے ساتھیوں سمیت بحر ہند میں واقع ایک جزیرے سارگر میں موجود تھا۔ یہ جزیرہ تھری پر لز سے تقریباً چھ سو ناٹ کے فاصلے پر تھا۔ عمران نے ہاورڈ کی مدد سے ایسے آدمی کا سراغ لگایا تھا جو تھری پر لز پر کام کرتا رہا تھا اور پھر اس آدمی نے اسے تھری پر لز کے بارے میں جو معلومات حاصل ہوئیں ان کو سامنے رکھ کر عمران نے ان تھری پر لز جزیروں پر پہنچنے کے لئے اس سارگر جزیرے کا انتخاب کیا تھا اور اس وقت وہ سب اسی مقصد کے لئے جزیرے کے شہابی ساحل پر موجود تھے۔

”عمران صاحب۔ آپ نے بتایا تھا کہ تھری پر لز کے گرد سمندر میں آسمان پر انتہائی سخت حفاظتی انتظامات موجود ہیں اور اب آپ لائق کے ذریعے وہاں جا رہے ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہوگا۔“ صدر نے کہا۔

”لائق کو سیمانی ٹوپی پہنادی جائے گی،“ عمران نے جواب دیا تو سب بے اختیار مسکرا دیئے۔

<http://www.kitaabghar.com>

”اور ہمیں،“ صدر نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”سہرا،“ عمران نے مختصر سا جواب دیا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”کیا مطلب،“ صدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ولہا اور وہن کو سہر کے ہی باندھے جاتے ہیں۔ اگر سیمانی ٹوپیاں پہنادی جائیں تو پھر باراتی مہمانوں کوئی نہ کھانے کا بھی نہیں پوچھنا،“ عمران نے جواب دیا۔

”تمہاری سہی بکواس کرنے کی عادات ہمارے لئے عذاب بن جاتی ہے۔ اب جبکہ ہم اس قدر اہم ترین مشن پر جانے کے لئے تیار بیٹھے ہیں تم کچھ بتاہی نہیں رہے،“ جو لیانے غصے سے کہا۔

”عمران صاحب۔ مس جولیا درست کہہ رہی ہیں۔ آپ ہمیں تفصیل بتائیں،“ صدر نے کہا۔

”ابھی تفصیل بتانے کا وقت نہیں آیا۔ جب آئے گا تو بتا دوں گا۔ میں نہیں چاہتا کہ مشن تمہارے ذہنوں پر سوار ہو جائے اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے تمہارے چہرے قہقہی دباؤ کی وجہ سے لکھے ہوئے نظر آنے لگیں،“ عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی ہوئی دور سے ایک بڑی سی لائق انہیں ساحل کی طرف آتی دکھائی دی تو عمران سمیت وہ سب چونک کر انہ کھڑے ہوئے۔ سوائے عمران اور جولیا کے باقی ساتھیوں کی پشت پر سیاہ رنگ کے بڑے بڑے تھیلے تھے۔ تھوڑی دیر بعد لائق ان کے قریب آ کر رک گئی۔ لائق پر ایک مقامی آدمی موجود تھا۔

”آؤ،“ عمران نے کہا اور لائق کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب لائق پر سوار ہو چکے تھے۔

”آپ نے رونا کہ جانا ہے ناں جناب،“ لائق چلانے والے نے کہا۔

”ہاں،“ عمران نے کہا تو لائق چلانے والے اثبات میں سر ہلا دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے لائق موڑی اور اسے تیزی سے آگے بڑھا دیا۔ عمران ساتھیوں سمیت یچے کی بن میں آگیا تھا۔

”یہ رونا کہ کون سا جزیرہ ہے،“ صدر نے کہا۔

”یہ جزیرہ نہیں ناپوہے۔ تھری پر لز سے مغرب کی طرف تقریباً دو سو ناٹ کے فاصلے پر،“ عمران نے جواب دیا تو صدر نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تقریباً چار گھنٹوں کے مسلسل سفر کے بعد انہیں اطلاع دی گئی کہ رونا کے قریب آگیا ہے تو وہ سب اوپر عرش پہنچ گئے۔

”جناب۔ آپ وہاں کتنی دیر بھریں گے،“ لائچی میں نے کہا۔

”ہم وہاں کئی روز تک رہیں گے اس لئے تم نے ہمیں چھوڑ کر واپس چلے جانا ہے۔ پھر تمہیں جب اطلاع دی جائے گی تو تم نے واپس آ کر ہمیں لے جانا ہے،“ عمران نے کہا۔

”لیکن جناب رونا کہ تو ویران ٹاپو ہے۔ وہاں تو پہنچنے کا پانی تک نہیں ہے۔ آپ وہاں کیسے رہیں گے،“ لائچی میں نے حیرت بھرے لجھ میں کہا۔

”سب انتظامات ہم نے کر لئے ہیں۔ تم ہماری فکر مت کرو۔“ عمران نے کہا تو لائچی میں سر ہلا دیا اور جو لیا کو غور سے دیکھنے کے بعد اس نے نظریں پھیر لیں تو عمران اس کے انداز سے سمجھ گیا کہ وہ کیا سوچ رہا ہے۔ ظاہر ہے اس جیسے آدمی نے یہی سوچنا تھا کہ یہ سب مرد اس عورت کو ساتھ لے کر اس ویران ٹاپو پر غلط مقصد کے لئے جا رہے ہیں اور تھوڑی دیر بعد وہ سب اس ویران ٹاپو پر اتر گئے تو لائچی وہاں چلی گئی۔ جب لائچی ان کی نظروں سے غائب ہو گئی تو عمران مڑا اور ٹاپو کی ایک سائیڈ پر بڑھنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ ٹاپو کے ایک کنارے پر کسی دھات کی بنی ہوئی کپسول نما کشی موجود تھی۔

”یہ کیا عمران صاحب؟“ صدر نے حیران ہو کر پوچھا۔

”اسے شابر کہا جاتا ہے۔ یہ پانی کے نیچے گہرائی میں سفر کرتی ہے دوسرا لفظوں میں یہ منی آبدوز ہے لیکن آبدوز تو بہت بڑی ہوتی ہے جبکہ یہ چھوٹی سی ہے اور اس میں صرف ایک انجمن لگا ہوتا ہے جس کی مدد سے یہ چلتی ہے۔ لیکن اس کی رفتار کسی میزائل جیسی ہوتی ہے اور جس دھات سے یہ بنائی جاتی ہے اس دھات پر کسی قسم کی جدید ترین ریز بھی اثر انداز نہیں ہو سکتیں۔ اس شابر کی مدد سے ہم آسانی سے تھری پر لازم بخیر کسی کو معلوم ہوئے پہنچ سکتے ہیں۔“ عمران نے کہا۔

”یہ کیسے ممکن ہے عمران صاحب۔ یہ تو فوراً سکرین پر آجائے گی اور پھر اسے کسی بھی میزائل سے ہٹ کیا جاسکتا ہے۔“ صدر نے کہا۔

”یہ اس وقت سکرین پر آئے گی جب اس پر سمندر کے اندر موجود ریز اثر انداز ہوں گی ورنہ نہیں اور محدود سفر کے لئے یہ بہترین ذریعہ ہے۔ میں نے بڑی بھاری قیمت دے کر اسے ایکریمیا سے منگوایا اور یہاں اس لئے چھپایا گیا تھا کہ اس بارے میں بات پھیل نہ جائے،“ عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

”اب ہم اصل مشن پر کام کا آغاز کر رہے ہیں اس لئے اب میں تمہیں تفصیل بتا دیتا ہوں۔ یہ تو تمہیں معلوم ہو گا کہ ہمارا مشن تھری پر لازم ہوں سے تاریکی نہ ادا سائنس دان ڈاکٹر عبداللہ کو واپس حاصل کرنا ہے لیکن تھری پر لازم کے بازارے میں تمہیں تفصیلات کا علم نہیں ہے۔ وہ میں بتا دیتا ہوں تاکہ وہاں پہنچتے ہی جب ایکشن شروع ہو تو تمہیں معلوم ہو کہ ہم نے وہاں کیا کرنا ہے،“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تفصیل بتانا شروع کر دی۔

”آپ کی ہمراں عمران صاحب۔ اب ہم آسانی سے اس مشن پر کام کر لیں گے۔ لیکن کریل فریدی بھی اس مشن پر کام کر رہا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ہم وہاں آپس میں نکلا جائیں،“ صدر نے کہا۔

”ہم نے اپنا کام بہر حال کرنا ہے۔ کریل فریدی کیا کرتا ہے اور کیا نہیں یہ اس کا در در ہے۔ بہر حال یہ سن لو کہ جزیرے پر پہنچتے ہی ہم نے وہاں اس انداز میں قبضہ کرتا ہے کہ دوسرا بھی جزیروں پر موجود چینگنگ کرنے والوں کو اس کا پتہ نہ چل سکے کیونکہ بتایا بھی گیا ہے کہ ہر جزیرے سے بھی دوسرا بھی جزیرے کی مسلسل چینگنگ ہوتی رہتی ہے،“ عمران نے کہا۔

”لیکن اگر لیبارٹری دوسرا بھی جزیرے پر ہے تو ہم تیرے پر کیوں جا رہے ہیں۔ ہمیں براہ راست دوسرا بھی جزیرے پر پہنچنا چاہئے،“ جو لیا نے کہا۔

”تیرے جزیرے کے گرد سمندر میں صرف ریز چینگ ہے جبکہ دوسرے جزیرے کے گرد سمندر میں وکر اس بلیڈز بھی موجود ہیں اور شاہراں سے نہ سخت سکتی ہے اور نہ ہی جھپٹ سکتی ہے اس لئے مجبوری ہے“ عمران نے جواب دیا۔
”لیکن ہمیں بہر حال جانا تو دوسرے جزیرے پر ہی ہو گا۔“ صدر نے کہا۔

”وہاں پہنچنے کے بعد دیکھیں گے“ عمران نے کہا۔

”لیکن ہم پورے جزیرے پر خفیہ طور پر کس طرح قابض ہو سکتے ہیں۔ لاحالہ وہاں سب کا خاتمه کرنا ہو گا“ تنویر نے کہا۔

”ہم وہاں پہلے بے ہوش کر دینے والی گیس پھیلائیں گے اور ناورز پر بھی گیس فائرنگ ہو گی۔ اس کے بعد خاموشی سے وہاں سب کا خاتمه کر دیا جائے گا“ عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ شاہراں میں سوار ہو گئے۔ اس کے اندر سامنے کی طرف ایک سکرین تھی اور اس کے ساتھ ہی اس کی کنٹرولنگ مشینری تھی جبکہ اس کے پیچھے اسی دھات کی جس دھات کی یہ شاہراں ہوئی تھی کریاں موجود تھیں۔ عمران نے خود بھی غوطہ خوری کا لباس پہن لیا تھا اور اس کی پیروی میں اس کے ساتھیوں نے بھی غوطہ خوری کے لباس پہن لئے تھے۔ البتہ ہیلمٹ ان کے سروں پر موجود تھے۔

”عمران صاحب۔ آس کیجن کا کیا ہو گا“ صدر نے اچانک ایک خیال کے تحت چونک کر پوچھا۔

”بڑی دیر بعد تمہیں خیال آیا ہے۔ بہر حال بے نکر رہوں میں پہلے سے ہی انتظام موجود ہے۔ پانی سے آس کیجن کشید کر کے اندر پہنچانے کا“ عمران نے جواب دیا۔

”ویسے عمران صاحب۔ اس انداز کی بوٹ میں نے پہلی بار دیکھی ہے“ کیپٹن فلکلیل نے کہا۔

”یہ ایک بیمن ایجاد ہے اور اسے ایجاد ہوئے ابھی چند سال ہی ہوئے ہیں۔ پہلے تو یہ صرف ایک بیمن نیوی سک ہی محدود تھی لیکن پھر سمندر سے اسٹنگ کرنے والی پارٹیوں نے ایک دوسرے کے خلاف کام کرنے کے لئے اسے حاصل کرنا شروع کر دیا اور اب یہ تقریباً ہر بڑی بیمن الاقوامی اسٹنگ کرنے والی تنظیم کے پاس ہوتی ہے۔ میں نے بھی ایسی ہی ایک تنظیم سے بھاری قیمت دے کر اسے حاصل کیا ہے“ عمران نے کہا اور پھر اس نے اس کی مشینری کو شارٹ کیا اور چند لمحوں بعد یہ میزائل نما کشتی انہائی رفتار سے سمندر کے نیچے آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ سکرین پر پیروں نی منظر نظر آ رہا تھا لیکن ظاہر ہے ہر طرف پانی ہی پانی نظر آ رہا تھا۔ عمران اور اس کے ساتھی کریمیوں پر خاموش بیٹھے ہوئے اس عجیب سی بوٹ پر سفر کر رہے تھے۔

”اس کی رفتار بتا رہی ہے کہ ہم بہت جلد تھری پر پہنچ جائیں گے“ صدر نے کہا۔

”ہاں۔ صرف ڈیڑھ گھنٹے میں“ عمران نے کہا تو صدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد بوٹ کی رفتار آہستہ ہونا شروع ہو گئی تو وہ سب چونک پڑے اور تھوڑی دیر بعد اچانک سکرین پر سرخ رنگ کی لہروں کا جال سا جھلما لاتا ہوا نظر آیا تو سب چونکا ہو گئے لیکن بوٹ اس سے ٹکرا کر آگے نکل گئی۔ جال ویسے ہی قائم رہا۔

”حیرت انگیز عمران صاحب۔ یہ ریڈ ریز کا جال تھا جس سے ٹکرا کر ہر چیز کے پر پنچے اڑ جاتے ہیں“ کیپٹن فلکلیل نے حیرت بھرے لجھ میں کہا۔

”ہاں۔ میں نے پہلے ہی بتایا ہے کہ جس دھات کی یہ بنائی جاتی ہے اس پر کوئی ریز اثر نہیں کرتی۔ چونکہ ریز اس پر اثر انداز نہیں ہوتیں اس لئے یہ سکرین پر نظر بھی نہیں آتی“ عمران نے کہا اور اس بار سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

شاہراں بوٹ کی رفتار گو پہلے سے کم ہو گئی تھی لیکن اس کے باوجود اس کی رفتار کافی تھی اور پھر تھوڑی دیر بعد سکرین پر ایک جزیرہ نظر آنے لگ گیا۔ بوٹ اسی جزیرے کی طرف بڑھ رہی تھی۔ عمران نے اس کی رفتار پہلے بھی کم کر دی تھی اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ جزیرے کے کٹے پھٹے ساحل

کے قریب پہنچ گئے اور پھر عمران نے ایک بڑی سی کھاڑک تلاش کر کے بوٹ اس کے اندر لے جا کر روک دی۔ پھر انہوں نے سروں پر ہیلمنٹ پہنے اور بوٹ سے نکل کر پانی میں آگئے۔ عمران نے بوٹ کو کلووز کر کے اسے وہیں مک کر دیا۔ اس کے بعد وہ تیرتے ہوئے اور سطح کی طرف اٹھتے چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ ساحل پر پہنچ گئے۔ یہاں دور دور تک پہاڑیاں اور جھاڑیاں نظر آ رہی تھیں۔ البتہ کافی فاصلے پر ایک اوپنچا چینگ ٹاور موجود تھا۔ عمران نے غوط خوری کا لباس اتار دیا۔ اس کی پیروی کرتے ہوئے باقی ساتھیوں نے بھی لباس اتار دیے۔

”صفدر۔ اپنے بیگ سے ڈوم گیس پسل نکالو“، عمران نے کہا تو صدر نے اپنے بیگ میں سے ایک میزائل ساخت کا پسل نکال کر عمران کو دے دیا تو عمران نے اس کا رخ دور نظر آنے والے اس ٹاور کی طرف کیا اور ٹریگر و بادیا۔ اس کے ہاتھ کو جھٹکا ساگا اور اس کے ساتھ ہی پسل کی نالی سے ایک چھوٹا سا کپسول نکل کر اڑتا ہوا اس ٹاور کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کی رفتار بے حد تیز تھی اور ان کے دیکھتے ہی دیکھتے وہ ٹاور کے اس حصے سے جا گلرا یا جہاں مشینری نصب تھی اور عمران نے بے اختیار ایک طویل اطمینان بھر اسنس لیا۔

”اب کیپشن ٹکلیں کی باری ہے۔ تمہارے بیگ میں ریز پسل موجود ہے وہ دو“، عمران نے کہا تو کیپشن ٹکلیں نے بیگ سے ایک چوڑی نال والا پسل نکال کر عمران کی طرف بڑھا دیا۔

”اب سانس روک لو“، عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پسل کا رخ جزیرتے کی طرف کر کے ٹریگر دبانا شروع کر دیا اور پسل سے یہ بعد دیگرے کئی کپسول نکل کر جزیرے پر دور دور گرے اور پھٹ گئے۔ عمران سانس روکے ہوئے تھا۔ پھر تقریباً ایک منٹ بعد اس نے آہستہ سے سانس لیا اور گیس کا اثر ختم ہونے کا یقین ہونے پر اس نے زور سے سانس لیا اور ساتھ ہی اس نے ساتھیوں کو بھی سانس لینے کا کہا اور اس کے ساتھی جن کے چہرے سانس روکنے کی وجہ سے ٹماٹر کی طرح سرخ ہو گئے تھے زور زور سے سانس لینے لگے۔

”آوا ب یہ جزیرہ تو فتح ہو چکا ہے“، عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ گیا۔ اس کے ساتھی بھی اطمینان بھرے انداز میں اس کے پیچھے آگے بڑھتے چلے گئے لیکن ابھی انہوں نے تھوڑا ہی فاصلہ طے کیا تھا کہ اچانک دور سے ایک شعلہ سا چمکا اور اس سے پہلے کہ عمران اور اس کے ساتھی کچھ سمجھتے وہ اس طرح زمین پر گرے جیسے یکختان کے جسموں سے تو اتنای غائب ہو گئی ہوا اور یہ کیفیت بھی صرف ایک لمحے کے لئے محسوس ہوئی۔ اس کے بعد عمران سمیت سب کے ذہنوں پر سیاہ چادر تیزی سے پھیلتی چلی گئی۔ آخری خیال جو عمران کے ذہن میں آیا تھا وہ یہی تھا کہ اس کی ساری پلانگ ناکام ہو گئی ہے اور وہ اپنے سیاہیوں سمیت ہٹ کر دیا گیا ہے۔

☆☆☆

کتاب گھر کی پیشکش

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

کتاب گھر کی پیشکش رشتہوں کے ریشم

رفتح سراج کے بہترین اور خوبصورت افسانوں کا مجموعہ..... رشتہوں کے ریشم..... جس کی سطر سطح مجتب خلوص یگانگت، اور بھائی چارہ کا درس دیتی ہے۔ انسانی زندگی میں سب رشتے خوبصورت ہیں، ہر رشتہ ریشم سے زیادہ خوبصورت اور مضبوط ہے۔ افسانوں کا یہ مجموعہ بہت جلد کتاب گھر پر پیش کیا جائے گا، جسے افسانے سیشن میں پڑھا جائے گا۔

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

کتاب گھر کی پیشکش


<http://www.kitaabghar.com>
<http://www.kitaabghar.com>

چھوٹے سے ناپوراں وقت کرٹل فریدی، کیپشن حمید اور مناظر کے ساتھ موجود تھا۔ ان سب نے انتہائی جدید غوطہ خوری کے لباس پہنے ہوئے تھے۔ البتہ ہیلمٹ ان کے سروں پر موجود تھے۔ کرٹل فریدی اپنے ساتھ صرف کیپشن حمید اور مناظر کو لے آیا تھا۔ مناظر کے باقی ساتھیوں کو دمک و اپس بھجوادیا گیا تھا۔ وہ ایک لانچ کے ذریعے اس چھوٹے ناپور پہنچے تھے۔ لانچ کرٹل فریدی نے خود چلانی تھی اور پھر یہاں ایک کھاڑی میں اسے چھپا کر کہ کرو دیا گیا تھا تاکہ واپسی پر اسے استعمال کیا جاسکے۔ کرٹل فریدی کے ہاتھ میں ایک چھوٹا سا آلہ تھا جو ریموٹ کنٹرول کی مانند تھا۔ کیپشن حمید اور مناظر دونوں نے اپنی پشت پر سیاہ رنگ کے بیگ باندھے ہوئے تھے۔ یہ واٹر پروف بیگ تھے اور ان میں انتہائی جدید اور ضروری اسلخ موجود تھا۔

”ہمیں ایک غوطہ خوری کا لباس مزید بھی لے آنا چاہئے تھا۔“ کیپشن حمید نے کہا۔

”کیوں“ کرٹل فریدی نے چونکہ کروپوچھا۔

”ڈاکٹر عبداللہ کو پہننا کرو اپس لے آنے کے لئے“، کیپشن حمید نے جواب دیا۔

”ضروری نہیں کہ ہمیں اسی انداز میں واپس آنا پڑے اور اگر ضرورت پڑی تو وہاں سے بھی حاصل کیا جاسکتا ہے“ کرٹل فریدی نے جواب دیا تو کیپشن حمید ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔

کرٹل فریدی ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریموٹ کنٹرول آئے پر نظریں جمائے ہوئے تھا اور پھر چند لمحوں بعد یکخت اس آئے پر سرخ رنگ کا ایک بلب جل اٹھا تو کرٹل فریدی چوکنا ہو گیا اور پھر جیسے ہی بلب بزر ہوا اس نے اس آئے کارخ پانی کی طرف کر کے اس کا بٹن پر لیس کر دیا۔ دوسرے لمحے آئے میں سے سرخ رنگ کی لہری نکل کر پانی میں غائب ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی بلب کا رنگ ایک لمحے کے لئے زرد ہوا اور پھر وہ بجھ گیا۔ کرٹل فریدی نے آئے کو غوطہ خوری کے لباس کے نیچے موجود عام لباس کی جیب میں ڈالا اور تیزی سے غوطہ خوری والے لباس کی مخصوص زپ لگائی اور کیپشن حمید اور مناظر کو اشارہ کیا اور ہیلمٹ سر پرف کر کے اس نے پانی میں چھلانگ لگا دی۔ اس کے پیچھے کیپشن حمید اور مناظر بھی چھلانگیں لگادیں۔ پھر وہ تینوں پانی میں تیرتے ہوئے تیزی سے آگے بڑھنے لگے۔ ابھی وہ تھوڑا ہی آگے بڑھنے ہوں گے کہ اچانک انہیں دور سے سرخ رنگ کی لہروں کا جال تیزی سے اپنی طرف آتا دکھائی دیا اور چند لمحوں بعد وہ ان کے جسموں سے نکلا تاہوآگے بڑھتا چلا گیا۔

”ہوشیار ہو جاؤ۔ دو منٹ بعد یہ جال واپس سمنے گا اور ہمیں بھی ساتھ لے جائے گا لیکن اس کی رفتار انتہائی تیز ہو گی اس لئے اپ کو سنبھالے رکھنا“ کرٹل فریدی نے ہیلمٹ میں موجود ریسیٹر پر کہا۔

”ہم ایک دوسرے کی ناگزینیں پکڑ لیتے ہیں ورنہ جنکے سے ہم ادھرا دھرمی جاسکتے ہیں“ کیپشن حمید کی آواز سنائی دی۔

”ٹھیک ہے۔ جلدی کرو“ کرٹل فریدی نے کہا اور پھر کیپشن حمید نے اس کی ناگزینی کی پکڑ لی اور پھر واقعی ابھی وہ تھوڑا سا ہی آگے بڑھے تھے کہ ان کے جسموں کو زور دار جھٹکا لگا اور اس کے ساتھ ہی وہ پانی کے اندر اس تیز رفتاری سے آگے بڑھنے لگے جیسے انہیں کسی تیز رفتار میزائل پر بٹھا دیا گیا ہو۔ انہوں نے واقعی اپنے آپ کو بڑی مشکل سے سنبھال رکھا تھا اور پھر تھوڑی دیر بعد انہیں دور سے جزیرہ قریب آتے ہوئے دکھائی دینے لگا اور پھر چند لمحوں بعد وہ تینوں ایک دوسرے کے پیچھے پوری قوت سے جیسے اڑتے ہوئے ایک کھاڑی میں گھستے چلے گئے۔ کرٹل فریدی اندر داخل ہوتے ہی تیزی سے گھوم گیا جس سے نہ صرف وہ بلکہ اس کے دونوں ساتھی بھی کھاڑی کی سامنے والے دیوار سے نکلانے سے بچ گئے اور پھر کچھ دریں تک کرٹل فریدی کا جسم اس کھاڑی کے اندر ہی چکر کھاتا تار ہا پھر آہستہ آہستہ وہ رک گئے۔

”اوہ۔ انتہائی خوفناک تجربہ تھا یہ۔“ کیپٹن حمید کی آواز سنائی دی۔

”ہا۔ لیکن ہم بہر حال اس دوسرے جزیرے پر کسی کی نظروں میں آئے بغیر پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔“ کرٹل فریدی نے کہا۔

”لیکن اس کھاڑی سے باہر نکلتے ہی ہم ٹرلیں ہو جائیں گے اور وہ ہمارے خلاف حرکت میں آجائیں گے،“ کیپٹن حمید نے کہا۔

”نہیں۔ دس منٹ کا وقت ہے اور ان دس منٹوں میں ہم نے وہ کریک تلاش کرنا ہے جس کا دوسرا سرا اوپر جزیرے پر جانکھتا ہے۔“ کرٹل فریدی نے کہا اور کھاڑی کی پیروں طرف کو بڑھ گیا۔ کیپٹن حمید اور مناظر اس کے پیچے تھے۔ باہر سمندر میں پہنچ کر انہوں نے تلاش شروع کر دی اور پھر تقریباً پانچ منٹ بعد وہ ایک کریک میں موجود تھے۔ کریک آگے جا کر اوپر کو اٹھتا چلا جا رہا تھا اور پھر جیسے جیسے وہ اوپر اٹھتا رہا ویسے ویسے اس کے اندر موجود پانی کم ہوتا چلا گیا۔ جب وہ پانی کے اوپر پہنچ گئے تو کرٹل فریدی اور اسکے ساتھیوں نے سروں سے ہیلمٹ اتنا روئے اور پھر پیروں میں موجود مخصوص جو تے بھی اتنا روئے گئے۔ پچھا اور جا کر جب بالکل خشک جگہ آگئی تو کرٹل فریدی نے غوط خوری کا لباس بھی اتنا روئیا اور اس کے ساتھیوں نے بھی اس کی پیروی کی۔ پھر یہ لباس انہوں نے ایک سائیڈ پر موجود گہری جگہ میں چھپا دیئے اور خود اور چڑھتے چلے گئے۔

”اوپر تو کوئی چیکنگ نہیں ہو گی،“ کیپٹن حمید نے کہا۔

”شاید ہو۔ بہر حال میں ایکس وی لے آیا ہوں۔ اسے فائز کر دوں گا اس طرح جزیرے پر موجود تمام افراد بے ہوش ہو جائیں گے اس کے بعد ہم آسانی سے لیبارٹری میں داخل ہو کر اپنا کام کر لیں گے،“ کرٹل فریدی نے کہا تو کیپٹن حمید نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی دریہ بعد وہ اس کریک کے دہانے سے نکل کر اوپر جزیرے پر پہنچ گئے۔ اس جزیرے کی دائیں سائیڈ پر دور ایک اونچا چیکنگ ٹاؤن اور نظر آ رہا تھا۔ باقی ہر طرف خود رو جھاڑیاں پھیلی ہوئی تھیں جبکہ کافی دور عمارتوں کے ہیولے بھی نظر آ رہے تھے۔

”تمہارے بیگ میں ایکس وی ہے وہ مجھے دو،“ کرٹل فریدی نے مناظر سے مخاطب ہو کر کہا تو مناظر نے پشت سے بندھا ہوا بیگ اتنا کرائے پیچے رکھا اور پھر اس کی زپ کھول کر اس نے ایک بڑا سا پٹل نکالا جس کی نال چوڑی تھی۔ یہ ایکس وی پٹل تھا جس میں ایسی بے ہوش کردینے والی گیس کے کپسول تھے جو کھلی فضائیں تیزی سے پھیل کر کام کرتی تھی۔ کرٹل فریدی نے پٹل لے کر اس کا رخ عمارتوں کی طرف ٹریگر کو دبانا شروع کر دیا۔ چنگ چنگ کی آوازوں کے ساتھ ہی پٹل میں سے چار کپسول نکل کر عمارتوں کے قریب جا گئے تو کرٹل فریدی نے ٹریگر سے انگلی ہٹالی اور اس کے ساتھ ہی اس نے سانس روک لیا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ اس کے ساتھی بھی سانس روک چکے ہوں گے۔ اس گیس کی یہ خاصیت تھی کہ یہ انتہائی زود اثر ہونے کے ساتھ ساتھ فوراً ہوا میں تخلیل بھی ہو جاتی تھی اس لئے چند لمحوں تک سانس روکنے کے بعد کرٹل فریدی نے ہٹکا سانس لیا اور جب گیس کی مخصوص بوائے محسوس نہ ہوئی تو اس نے زور زور سے سانس لینا شروع کر دیا۔ اس کے ساتھیوں نے بھی اس کی پیروی کی۔

”یہ گیس اوپر فضائیں تو کام نہیں کرتی اس لئے ٹاؤن پر موجود افراد بے ہوش نہیں ہوئے ہوں گے،“ کیپٹن حمید نے کہا۔

”ہا۔ تمہاری بات درست ہے۔ اب ہمیں جھاڑیوں کی اوت لے کر اس ٹاؤن پر پہنچنا ہو گا،“ کرٹل فریدی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ جھک کر کر انگ کے انداز میں آگے بڑھنے لگا۔ اوپنی جھاڑیوں کی وجہ سے انہیں زمین پر لیٹ کر کر انگ نہ کرنی پڑی تھی اس لئے ان کی رفتار خاصی تھی۔ ان کا رخ ٹاؤن کی طرف تھا لیکن ابھی انہوں نے تھوڑا ہی فاصلہ طے کیا تھا کہ اچانک ٹاؤن سے کوئی شعلہ ساچکا اور پلک جھپکانے میں یہ شعلہ کرٹل فریدی اور اس کے ساتھیوں کے قریب آ کر غائب ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی کرٹل فریدی کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم سے تمام تو انائی یکخت ختم ہو گئی ہو۔ وہ لڑکھڑا کر نیچے گراہی تھا کہ اس کے ذہن پر سیاہ چادر سی پھیلتی چلی گئی۔ کرٹل فریدی کے ذہن میں آخری خیال بھی ابھرا کہ تمام تر محنت کے باوجود بہر حال اسے ہٹ کر ہی دیا گیا ہے ہا۔



کتاب گھر کی پیشکش


<http://www.kitaabghar.com>
<http://www.kitaabghar.com>

کرٹل برائک اپنے مخصوص آفس میں بیٹھا شراب پینے اور اُنی دیکھنے میں معروف تھا کہ فون کی گھنٹی نج اٹھی تو کرٹل برائک نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

کتاب گھر کی پیشکش

”لیں۔ کرٹل برائک بول رہا ہوں،“ کرٹل برائک نے کہا۔

”جمز بول رہا ہوں آپریشن روم سے سر“ دوسری طرف سے جیمز کی آواز سنائی دی تو کرٹل برائک بے اختیار چونک کر سیدھا ہو گیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ جیمز بغیر کسی اشد ضرورت کے فون نہیں کرتا تھا۔

”کیوں کال کی ہے“ کرٹل برائک نے دوسرے ہاتھ سے ریموت کنٹرول کے ذریعے اُنی کی آواز بند کرتے ہوئے کہا۔

”باس۔ پی تھری جزیرے پر موجود تمام افراد اچانک بے ہوش کر دیئے گئے ہیں اور نا اور پر موجود افراد بھی بے ہوش ہو گئے ہیں۔ اس کی اطلاع ہماری مشینری نے دی ہے کیونکہ پی تھری کی تمام مشینری آپریٹ ہونا بند ہو گئی تھی تو ہم نے چینگ کی تواس جزیرے پر ہم نے ایک عورت اور چار مردوں کو چیک کیا۔ وہ سمندر کی طرف سے آگے بڑھے چلے آ رہے تھے چنانچہ میں نے زیر وطن فائر کر کے انہیں بے ہوش کر دیا ہے“ جیمز نے کہا تو کرٹل برائک کا چہرہ حیرت کی شدت سے تقریباً مسخ ہو گیا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے۔ کیا یہ لوگ جن بھوت ہیں جو اچانک صحیح سلامت جزیرے پر پہنچ گئے ہیں“ کرٹل برائک نے حلق کے بل چھینتے ہوئے کہا۔

”تمام مشینری آن ہے باس لیکن اس کے باوجود یہ لوگ وہاں پہنچ گئے ہیں،“ جیمز نے جواب دیا۔

”ویری بیڈ۔ پھر تو ان سے پوچھنا پڑے گا۔ یہ ہماری کس کمزوری کو استعمال کر کے یہاں پہنچ ہیں۔ انہیں اٹھوا کر یہاں لے آؤ اور بلیک روم میں زنجیروں سے جکڑ دیکن سنو۔ انہیں اس وقت تک ہوش میں بھی نہیں آنا چاہئے جب تک میں بلیک روم میں نہ پہنچ جاؤں“ کرٹل برائک نے اسی طرح چھینتے ہوئے لجھ میں کہا۔ اس کے چیخ کر بولنے کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ پاکیشی ایجنٹوں کی اچانک، حیرت انگیز اور پراسرار آمد پر اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھا ہے۔

”لیں بس“ دوسری طرف سے جیمز کی سہی ہوئی آواز سنائی دی۔ وہ شاید کرٹل برائک کے اس رد عمل سے سہم گیا تھا۔

”یہ۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ نہیں ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے۔ یہ سب غلط ہے“ کرٹل برائک نے رسیور کریڈل پر پہنچ کر میز پر زور زور سے کے مارتے ہوئے کہا اور پھر وہ آہستہ آہستہ نارمل ہوتا چلا گیا۔ لیکن ابھی وہ نارمل ہوا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر نج اٹھی اور اس نے رسیور اٹھایا۔

”لیں۔ کرٹل برائک بول رہا ہوں“ کرٹل برائک نے اس بار نارمل لجھ میں کہا۔

”جمز بول رہا ہوں بس۔ ایک اور خبر ہے“ جیمز نے اسی طرح سہے ہوئے لجھ میں کہا۔

”کیا“ کرٹل برائک نے چونک کر کہا۔

”ہمارے اس جزیرے پر اچانک تین آدمی نمودار ہوئے ہیں۔ انہوں نے یہاں بے ہوش کر دیئے والی گیس فائر کی لیکن مخصوص گیس کی یہاں پہلے سے موجودگی کی وجہ سے ان کا یہ حرہ ناکام ہو گیا وہ جھاڑیوں کی آڑ لے کر نا اور کی طرف بڑھ رہے تھے کہ انہیں چیک کر لیا گیا اور ان پر ریز

گیس فائر کے انہیں بے ہوش کر دیا گیا ہے،” جیمز نے تفصیل سے روپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

”کیا تم نشے میں تو نہیں ہو یا تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے۔“ کرٹل برائک نے ایک بار پھر پھٹ پڑنے والے لبجھ میں کہا۔

”باس۔ میں درست کہہ رہا ہوں۔ یہ تینوں اچانک ہی خوددار ہو گئے ہیں،“ دوسری طرف سے انتہائی سبھے ہوئے لبجھ میں کہا گیا۔

”یہ سب آخر کیا ہو رہا ہے۔ اس قدر حفاظتی اقدامات جن کی بناء پر ہم تحری پر لائز کونا قابل تفسیر سمجھے بیٹھے تھے کیا ہوا ان کا۔ کیا یہ لوگ انسان نہیں ہیں۔ مافوق الفطرت ہیں۔ بولو۔ جواب دو۔“ کرٹل برائک کی حالت ایک بار پھر خراب ہو گئی تھی۔ چہرہ حیرت کی شدت سے مسخ ہو رہا تھا اور آنکھیں ابل کر باہر آ گئیں تھیں۔

”باس۔ کیا تو تحقیقات کرنانا پڑے گی کہ یہ لوگ کیسے یہاں پہنچ گئے؟“ جیمز نے بڑی طرح سبھے ہوئے لبجھ میں کہا۔

”ٹھیک ہے۔ انہیں بھی بلیک روم میں پہنچا دو۔ میں ان کی روح سے بھی حقیقت اگلوالوں کا،“ کرٹل برائک نے حلق کے بل چینے ہوئے کہا اور اس طرح رسیور کریڈل پر پٹخت دیا جیسے سارا قصور اس رسیور کا ہو۔

”یہ۔ یہ آخر ہو کیا رہا ہے۔ یہ۔ یہ آخر کیسے ممکن ہو گیا۔ اگر حکومت کو اس کی اطلاع مل جائے تو یقیناً ہم سب کو گولیوں سے اڑا دیا جائے گا۔ ہمارا کوڑت مارٹل ہو جائے گا،“ کرٹل برائک نے ایک بار پھر میز پر مکے مارتے ہوئے کہا اور پھر وہ ایک جھکلنے سے اٹھا اور ایک طرف موجود ریک کی طرف پڑھ گیا جس میں شراب کی بولیں موجود تھیں۔ اس نے ایک بوتل اٹھائی اسے کھولا اور پھر اسے پراہ راست منہ سے لگالیا۔ تقریباً ایک چوتھائی بوتل جب اس کے حلق سے نیچے اتر گئی تو اس کا مسخ ہوتا ہوا چہرہ دوبارہ نارمل ہونا شروع ہو گیا۔ وہ بوتل اٹھائے واپس کری پر بیٹھ گیا اور پھر اس نے بار بار شراب پینا شروع کر دی۔ تھوڑی دیر بعد جب پوری بوتل خالی ہو گئی تو اس نے خالی بوتل کو ایک طرف پڑی ہوئی باسٹ میں اچھال دیا۔ اب اس کا چہرہ خاصی حد تک نارمل ہو گیا تھا۔

”انہیں حقیقت بتانا پڑے گی۔ انہیں ہر صورت میں بتانا پڑے گا۔ میں ان کا ریشریشن اور ہیڈر دوں گا،“ کرٹل برائک نے اوپر آواز میں خودکلامی کے انداز میں بولتے ہوئے کہا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد فون کی گھنٹی نجاحی تو کرٹل برائک ایک بار پھر چونک پڑا۔

”اب کوئی نئے لوگ تو نہیں آ گئے،“ کرٹل برائک نے بڑھاتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی رسیور اٹھا لیا۔

”لیں۔ کرٹل برائک بول رہا ہوں،“ کرٹل برائک نے تیز لبجھ میں کہا۔

”جیسے بول رہا ہوں باس،“ دوسری طرف سے جیمز کی آواز سنائی دی۔

”سیمازید لوگ آ گئے ہیں،“ کرٹل برائک نے تیز لبجھ میں کہا۔

”نہیں جناب بلکہ آپ کے حکم کی تعییل کر دی گئی ہے۔ پی تحری پر آنے والے ایک عورت اور چار مردوں اور ہمارے پی نوجزیے پر خوددار ہونے والے تینوں مردوں کو بلیک روم میں زنجیروں سے جکڑ دیا گیا ہے،“ جیمز نے کہا۔

”تم ایسا کرو کہ انہیں طویل بے ہوئی کے انگلش لگا دو اور تینوں جزیروں کی مکمل چینگ کراؤ اور معلوم کرو کہ یہ لوگ کس طرح تمام حفاظتی انتظامات کو ڈال دے کر صحیح سلامت یہاں تک پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں،“ کرٹل برائک نے کہا۔

”لیکن باس۔ اس میں تو دو تین گھنٹے لگ جائیں گے،“ جیمز نے کہا۔

”ای لئے تو کہہ رہا ہوں کہ انہیں طویل بے ہوئی کے انگلش لگا دو۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم اور مصروف ہو جائیں اور ان کے مزید ساتھی ہمارے سروں پر پہنچ جائیں۔ جن کمزوریوں سے انہوں فائدہ اٹھایا ہے ان کا سراغ لگا کر ان کو دور ہونا چاہئے۔“ کرٹل برائک نے تیز اور تھکمانہ لبجھ میں کہا۔

”باس۔ ہم ان پر تشدید کر کے ان سے بھی تو معلومات حاصل کر سکتے ہیں،“ جیمز نے اچکچا تے ہوئے لبجھ میں کہا۔

”نانس۔ یہ عام مجرم نہیں ہیں۔ انتہائی تربیت یافتہ لوگ ہیں۔ ہمیں پہلے سے کچھ نہ کچھ معلوم ہو گا تو پھر ہم ان سے پوچھ چکھ کر کے کڑیاں جو رسمیں گے“ کریل براون نے غصیلے لمحے میں کہا۔

کتاب گھر کی پیشکش

”لیں سر“ دوسری طرف سے کہا گیا تو کریل براون نے ایک بار پھر جھٹکے سے رسیور کھو دیا۔ ”نانس“ کریل براون نے پھنکارتے ہوئے لمحے میں کہا اور ایک بار پھر اٹھ کر ریک کی طرف گیا لیکن پھر شاید اس نے ارادہ بدل دیا اور بغیر شراب کی بوقت اٹھائے واپس آ کر کری پر بیٹھ گیا۔ اب اسے جیمز کی طرف سے کالا انتظار تھا۔

کتاب گھر کی پیشکش

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

کتاب گھر کی پیشکش چنگیز خان

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

چنگیز کی زندگی اور فتوحات تاریخ کا ایک ایسا باب ہے جسے پڑھے بغیر تاریخ کا سفر مکمل نہیں ہوتا۔ اس کا شمار انسانی تاریخ کے عظیم فاتحین میں سے ہوتا ہے۔ گواں کا تعلق وحشی قبائل سے تھا لیکن وہ ایک متاز درجے کا وحشی تھا۔ وہ صرف تکوار کی زبان ہی نہ جانتا تھا بلکہ از روئے ضرورت ٹریک توڑ پولیسی بھی بروئے کا رلاتا۔ 1219 سے 1225 تک کے درمیانی عرصے میں چنگیز نے ترکستان کے راستے ایران اور افغانستان، دوسری طرف پامیر کی پہاڑی چوٹیوں سے سندھ کے کناروں تک آفر بائیجان، کاکس اور جنوبی روس کے علاقے کی مهمات سر کیں..... چنگیز خان کی تاریخ آپ کتاب گھر کے **تحقيق و تالیف سیشن** میں جلد ہی پڑھ سکیں گے۔

کتاب گھر کی پیشکش

<http://www.kitaabghar.com>

کتاب گھر کی پیشکش

<http://www.kitaabghar.com>

ہٹلر کتاب گھر کی پیشکش

ہٹلر جیسی تنازع شخصیت پر اس کتاب کی تالیف کا مقصد روایتی انداز میں لکھی تاریخ سے ہٹ کر تاریخ میں بننے اور تجزیاتی (Analytical) زاویے روشناس کروانا اور آج کے قاری کو تاریخ کے موضوع کی وسعت کے بارے میں باور کروانا ہے۔ ہٹلر کی زندگی، اسکے فلسفہ، قوم پرستی اور ظلم و بربریت جیسے موضوعات پر ایک مفصل کتاب جسکی تالیف میں کئی ایک دیگر کتابوں سے مدد لی گئی ہے۔ ہٹلر کی تاریخ آپ کتاب گھر کے **تحقيق و تالیف سیشن** میں جلد ہی پڑھ سکیں گے۔

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

کتاب گھر کی پیشکش



کتاب گھر کی پیشکش

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

عمران کے ذہن میں روشنی کا نقطہ نمودار ہوا اور پھر آہستہ آہستہ یہ روشنی پھیلتی چلی گئی۔ آنکھیں کھولنے کے باوجود کچھ دیر تک عمران کا ذہن سویا سارا ہا لیکن پھر جس طرح دھا کہ ہوتا ہے اس طرح اس کے ذہن میں بھی دھا کہ سا ہوا اور اس کے ساتھ ہی اس کا شور جاگ اٹھا۔ شور جاگتے ہی اسے اپنے بازوؤں میں شدید درد کی لہریں سی محسوس ہوئیں لیکن پھر وہ جیسے ہی اپنے پیروں پر سیدھا کھڑا ہوا اسے بازوؤں میں دوڑنے والی درد کی تیز لہروں میں کمی ہوتی ہوئی محسوس ہوئی اور اس کے ساتھ ہی عمران نے ایک طویل سانس لیا۔ اس نے حیرت سے ادھرا وھر دیکھا تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ یہ ایک وسیع و عریض کرہ تھا جس نارچنگ روم کے انداز میں سجا�ا گیا تھا۔ وہاں قدیم اور جدید نارچنگ کے تمام چھوٹے بڑے لوازمات اور مشینی میں موجود تھی اور اس کا جسم زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا۔ اس کے دونوں بازوؤں کو اوپر کر کے دیوار میں موجود کڑوں میں جکڑ دیا گیا تھا جبکہ آہنی کڑوں میں کے زنجیروں نکل کر اس کے جسم کے گرد پیٹ کے نیچے پیروں میں جا کر دیواروں میں نصب کڑوں میں جا کر ختم ہو رہی تھیں جبکہ ہاتھوں کی طرح دونوں پنڈلیاں بھی دیوار میں نصب کڑوں میں جکڑی ہوئی تھیں۔ وہ سمجھ گیا کہ بے ہوش کی وجہ سے چونکہ اس کا جسم نیچے کی طرف لٹکا ہوا تھا اس لئے جسم کا تمام بوجھ بازوؤں پر پڑ رہا تھا جس کی وجہ سے درد کی تیز لہریں اس کے بازوؤں میں دوڑ رہی تھیں لیکن اب ہوش میں آنے کے بعد چونکہ وہ اپنے پیروں پر سیدھا کھڑا ہو گیا تھا اس لئے اب بازوؤں پر پڑنے والا دباو ختم ہو گیا تھا اس کے ساتھ ہی اس کی نظریں دائیں طرف پڑیں تو وہ بے اختیار چونکہ پڑا کیونکہ اس کے دائیں طرف تین آدمی اسی طرح زنجیروں میں جکڑے ہو گئے موجود تھے اور ان میں سے ایک کرٹل فریدی اور دوسرا کیپٹن حمید تھا جبکہ تیسرا اس کے لئے اجنبی تھا۔

”اوہ۔ تو مرشد بھی یہاں پہنچ گے۔ ویری گڈ“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس نے دیکھ لیا تھا کہ کرٹل فریدی کے جسم میں بھی ہوش میں آنے کے آثار نمایاں تھے لیکن اس کے بائیں طرف جو لیا بھی اسی انداز میں جکڑ ہوئی کھڑی تھی اور اسے اس انداز میں دیکھ کر عمران نے بے اختیار ہونٹ پہنچ لئے۔ اسے ان لوگوں پر حقیقتاً بے حد غصہ آرہا تھا کہ ان لوگوں کو خواتین کے احترام کا بھی خیال نہیں ہے لیکن ظاہر ہے کہ وہ فوری طور پر کچھ نہ کر سکتا تھا۔ کرہ خالی تھا اور کمرے کا اکلوتا دروازہ بھی بند تھا۔ عمران نے کڑوں پر اپنی انگلی پھیرنی شروع کر دیں تاکہ ان کڑوں کو کھول سکے لیکن باوجود کوشش کے وہ ان کڑوں کے بٹنوں کو تلاش نہ کر سکا۔ اسی لمحے سے کرٹل فریدی کے کرٹل فریدی کے کلکی سی آواز سنائی دی تو وہ اس طرف متوجہ ہو گیا۔ کرٹل فریدی کا جسم سیدھا ہو رہا تھا۔

”مرشد کو اپنے مرید خاص کا واقعی بے حد خیال رہتا ہے“ عمران نے اپنے اصل لمحے میں کہا تو کرٹل فریدی کے جسم کو یکخت جھکا سا لگا اور اس کے ساتھ ہی اس کی گردان عمران کی طرف مڑ گئی۔

”تم۔ عمران تم اور یہاں۔ اوہ۔ تو تم بھی پہلے یہاں موجود ہو“ کرٹل فریدی کے لمحے میں حیرت تھی۔

”اب یہ تو پتہ نہیں کہ پہلے مرشد یہاں آئے یا مرید کو پہلے پہنچنے کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔ بہر حال اس وقت ہم اکٹھے ہیں۔“

عمران نے جواب دیا۔

”لیکن یہ ہمیں ہوش کیوں دلایا گیا ہے۔ کیا اس کی کوئی خاص وجہ ہے“ کرٹل فریدی نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ انہوں نے بھی وہی حرکت کی ہے جو ایسے لوگ عام طور پر کرتے ہیں کہ گیس سے بے ہوشی کے دوران طویل بے ہوش کے انگشن لگادیئے ہیں کیونکہ جس گیس سے ہم بے ہوش ہوئے تھے وہ تو پر گیس تھی اور ایسی گیس کا شکار کسی صورت بھی بہتر گھنٹوں سے پہلے ہوش

میں نہیں آسکتا سوائے اس کے اسے طویل بے ہوشی کا اجگش لگا دیا جائے، عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

تمہاری بات درست ہے۔ ہمیں بھی جس گیس سے بے ہوش کیا گیا تھا اس نے پہلے ہمارے جسموں سے تو انہی سلب کی پھر بے ہوشی طاری ہوئی، کرنل فریدی نے کہا۔

”لیکن اب یہ سوچنا ہے کہ انہوں نے میں ہلاک کرنے کی بجائے بے ہوش کرنے کا تکلف کیوں کیا؟“ عمران نے کہا۔

”یہ تو صاف سی بات ہے۔ انہوں نے انہائی سخت حفاظتی انتظامات کر رکھے ہیں جبکہ ہم ان تمام حفاظتی انتظامات کو کراس کر کے صحیح سلامت جزیرے پر پہنچ گئے ہیں۔ ظاہر ہے اس سے وہ پریشان ہو گئے ہوں گے اور اب وہ ہم سے اس بارے میں پوچھ پکھ کریں گے،“ کرنل فریدی نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی دری بعد وقفہ سے عمران کے اور کرنل فریدی کے ساتھی ہوش میں آگئے۔ گو عمران اور کرنل فریدی دونوں نے کڑوں کے بٹن تلاش کرنے اور اپنے آپ کو آزاد کرانے کی مسلسل کوششیں جاری رکھیں لیکن نہ ہی انہیں بٹن مل سکا اور نہ وہ ان زنجیروں سے خود کو آزاد کر سکے۔

”یہ ریموت کنٹرول کڑے ہیں،“ اچانک جولیا نے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

”یہ خیال کیسے آیا تھیں؟“ عمران نے پوچھا۔

”میں نے پورے کڑے پر انگلیاں پھیڑی ہیں لیکن کہیں بٹن نہیں ملا۔ میں نے اپنے ہاتھوں کو کڑوں سے نکالنے کی کوشش بھی کی لیکن میرے والے کڑے آپ لوگوں کے کڑوں سے زیادہ تنگ ہیں اور صرف ریموت کنٹرول کڑوں میں گروپ تکنیک ہوتی ہے،“ جولیا نے کہا۔

”مس جولیا درست کہہ رہی ہیں۔ یہ واقعی ریموت کنٹرول کڑے ہیں،“ کرنل فریدی نے کہا۔

”اب تو مزید بحث کرنا ہی فضول ہے کیونکہ مرشد نے بات کی تصدیق کر دی ہے،“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ ان لوگوں نے ہمارے ساتھ دوستانہ سلوک نہیں کرنا اس لئے ان کے آنے سے پہلے ہمیں اپنے تحفظ کے لئے کچھ نہ کچھ سوچنا ہوگا،“ صدر نے کہا۔

”ضرور سوچو۔ میں نے تمہیں منع تو نہیں کیا،“ عمران نے جواب دیا۔

”مس جولیا نے جب یہ بتا دیا ہے کہ یہ کڑے ریموت کنٹرول ہیں تو اب سوچنے کی ضرورت نہیں رہی۔ اب تو انہیں چکر دے کر ہی کھلوا یا جاسکتا ہے۔ اس کے علاوہ اور کوئی طریقہ نہیں ہو سکتا،“ کرنل فریدی نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی دروازہ کھلا اور دوسرے آدمی اندر داخل ہوئے لیکن اندر داخل ہوتے ہی وہ دونوں اس طرح اچھل پڑے اور آنکھیں پھاڑ کر انہیں دیکھنے لگے جیسے انہیں اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا۔

”تم۔ تم ہوش میں ہو۔ سب کے سب۔ کیا مطلب۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟“ ان میں سے ایک نے انہائی حرمت بھرے لبجے میں کہا۔

”سنو۔ میری بات سنو،“ اچانک جولیا نے کہا تو وہ دونوں چونک کر جولیا کی طرف دیکھنے لگے۔

”کیا بات ہے؟“ ان میں سے ایک نے حرمت بھرے لبجے میں کہا۔

”سنو۔ میرے ہاتھ اس انداز میں مت جکڑو۔ میرے ساتھ تمام مرد ہیں۔ میں اس انداز میں ان کے ساتھ نہیں رہ سکتی۔ میرے ہاتھ نیچے کر کے جکڑ دو چاہے مجھے بٹھا کر میرے دونوں ہاتھ نیچے والے کڑوں میں جکڑ دیں لیکن پلیز کچھ نہ کچھ کرو۔ میرے پاؤں اور جسم تو جکڑا ہوا ہے۔ میں بھاگ تو نہیں سکتی۔ پلیز،“ جولیا نے انہائی منت بھرے لبجے میں کہا۔

”اس کے ہاتھ نیچے کر دیتے ہیں۔ یہ واقعی غلط بات ہے،“ ایک نے اپنے ساتھی سے کہا۔

”تمہیں نجا نے عورتوں پر اتنی جلدی رحم کیوں آنے لگ جاتا ہے۔ یہ انہائی خطرناک لوگ ہیں،“ دوسرے آدمی نے غصیلے لبجے میں کہا۔

”اس کا جسم زنجیروں میں جکڑا ہوا ہے اور پیر کڑوں میں جکڑے ہوئے ہیں۔ پھر اگر اس کے ہاتھ کھل جائیں گے تو یہ کیا تیر مار لے گی۔“ سنو لڑکی۔ میں تمہارے کڑے چوڑے کر دیتا ہوں تاکہ تمہارے ہاتھ باہر آ جائیں لیکن تمہیں زنجیروں سے آزاد نہیں کیا جا سکتا“، اس پہلے آدمی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک چھوٹا ساری یوٹ کنٹرول نما آل نکالا اور پھر جولیا کے سامنے آ کر وہ کھڑا ہو گیا۔ اس نے آ لے کارخ جولیا کے سر کے اوپر موجود ایک کڑے کی طرف کر کے بہن دبایا تو کٹ کٹ کی آوازوں کے ساتھ کڑے کی گرپ و سینج ہو گئی اور جولیا کا ہاتھ آسانی سے باہر آ گیا اس کے بعد اس نے یہی کاروائی دوسرے کڑے سے کی اور جولیا کا دوسرا ہاتھ بھی آزاد ہو گیا۔ لیکن ان کڑوں میں موجود زنجیریں دیے ہی رہیں کیونکہ کڑے کھلنہیں تھے بلکہ چوڑے ہو گئے تھے اس لئے جولیا کے ہاتھ ان میں سے باہر آ گئے تھے۔

”بس۔ اب تو تمہیں کوئی اعتراض نہیں ہے“، اس آدمی نے کہا۔

”تم مجھے سلیم الفطرت آدمی لگتے ہو۔ کیا نام ہے تمہارا۔“ عمران نے کہا۔

”میرا نام روشن ہے اور میرے ساتھی کا نام براؤن ہے۔“ اس آدمی نے جواب دیا۔

”روشن۔ تمہیں ان کے ہوش میں آنے کی فوری رپورٹ کرنا ہو گی۔ یہ ہمارے لئے خطرناک بھی ہو سکتا ہے“، براؤن نے کہا۔

”ہاں آؤ۔ یہ بہر حال جکڑے ہوئے ہیں۔ ہوش میں آنے کے باوجود یہ کچھ نہیں کر سکتے“، روشن نے اثبات میں سرہلا تے ہوئے کہا اور پھر مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد وہ دونوں کمرے سے باہر جا چکے تھے۔ دروازہ ان کے عقب میں بند ہو گیا تھا۔

”مس جولیا نے واقعی ذہانت کا ثبوت دیا ہے“، ان کے باہر جاتے ہی کرٹل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میرا خیال تھا کہ کڑے کھل جائیں گے لیکن ایسا نہیں ہوا۔“ جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”کرٹل صاحب نے جو کچھ کہا ہے وہ تمہاری سمجھ میں نہیں آیا۔ اب تم آسانی سے ان زنجیروں سے نجات حاصل کر سکتی ہو۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”وہ کیسے“، جولیا نے چونک کر پوچھا۔

”تمہارے دائیں ہاتھ پر صدر ہے اور بائیں ہاتھ پر تنور اور ان دونوں کی جیبوں کے مخصوص ابھار تباہی ہے ہیں کہ ان کی جیبوں میں مشین پٹل موجود ہیں۔ لگتا ہے یہاں جکڑنے سے پہلے کسی نے ہماری تلاشی نہیں لی اور تمہارے ہاتھ آزاد ہیں۔ تم ان میں سے کسی کی جیب سے مشین پٹل نکال کر زنجیروں اور کڑوں کو فائز کر کے توڑ سکتی ہو“، عمران نے کہا تو جولیا کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

”اوہ۔ اوہ۔ میرے ذہن میں تو یہ خیال نہ آیا تھا“، جولیا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے صدر کی طرف ہاتھ بڑھایا کیونکہ وہ اس کے زیادہ نزدیک تھا اور چند لمحوں بعد وہ اس کی جیب سے واقعی مشین پٹل نکال چکی تھی۔

”بے فکر ہو کر فائز کرو۔ سرہلا مسافت پروف ہے“، کرٹل فریدی نے جولیا کو جھکتے ہوئے دیکھ کر کہا تو جولیا نے ایک جھٹکے سے مشین پٹل کی نال ایک کڑے کے قریب کی اور مرنگ دبایا۔ تو تڑاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی کڑا اٹھا اور اس میں موجود زنجیر باہر نکل آئی تو جولیا نے ہاتھ سے اس زنجیر کو پکڑ کر اسے اپنے جسم کے گرد چکر دے کر کھولا اور پھر اسے نیچے فرش پر ڈال دیا۔ پھر اس نے دوسرے کڑے کو بھی توڑا اور اس زنجیر کو بھی کھول دیا۔ اب وہ نیچے جھک سکتی تھی۔ چنانچہ اس نے پیروں کے گرد موجود دونوں کڑے بھی توڑ دیئے اور پھر وہ انٹھ کر آگے بڑھ گئی۔

”یہ تو ہاروی کڑے تھے اور ہاروی دھات پر فائز گ اثر نہیں کرتی پھر عمران صاحب یہ کڑے فائز گ سے کیسے نوٹ گئے“، صدر نے کہا۔

”یہ ہاروی نہیں ہیں۔ یہ کراس دھات سے بنائے جاتے ہیں۔ البتہ ان کی ظاہری شکل ہاروی جیسی ہوتی ہے اور یہ مخصوصی طور پر بنے ہوتے ہیں البتہ کراس دھات کو فائز گ سے آسانی سے توڑا جا سکتا ہے اور کراس دھات اس لئے استعمال کی جاتی ہے کیونکہ اس پر ریز اثر کرتی ہے۔

جبکہ ہاروی پر نہیں کرتی،” عمران نے جواب دیا جبکہ جولیا دوڑتی ہوئی دروازے کے قریب پہنچ کر رک گئی اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ انداختہ کر عمران کو بولنے سے روک دیا تو عمران سمجھ گیا کہ روشنوار براؤن آر ہے ہوں گے۔ جولیا چونکہ دروازے کے قریب تھی اس لئے اس نے ان کے قدموں کی آوازن لی تھی۔ چند لمحوں بعد بھاری دروازہ ایک دھماکے سے کھلا تو روشنوار براؤن یکے بعد دیگرے تیزی سے اندر داخل ہوئے۔

”ارے۔ یہ کیا؟“ دونوں نے ہی اچھلتے ہوئے کہا لیکن دوسرا لمحے میں پسل کی تڑتا اہم کے ساتھ ہی وہ دونوں چینختے ہوئے نیچے گر کر تڑپنے لگے۔ چند لمحوں بعد جب وہ ساکت ہو گئے تو جولیا نے جھک کر روشنکی جیبوں کی تلاشی لینا شروع کر دی اور پھر وہ اس کی جیب سے وہ ریموت کنٹرول نما آلے نکال لینے میں کامیاب ہو گئی جس کے نتیجے میں تھوڑی دیر بعد عمران اور کرٹل فریدی سمیت سب لوگ زنجیروں اور کڑوں سے آزاد ہو چکے تھے۔

”گذشو جولیا۔ عمران واقعی خوش قسمت ہے کہ اسے تم جیسی ساتھی مل گئی ہے،“ کرٹل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا تو جولیا کا چہرہ کھل اٹھا۔

”چاند چہرے قسم والوں کو ہی ملتے ہیں،“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو جولیا کا چہرہ عمران کی بات سن کر مزید جگہ گا اٹھا۔

”وہ معاملہ ختم ہو چکا ہے اس کے لئے اس کا ریفسٹ مرت دو۔“ کرٹل فریدی نے غصیلے لمحے میں کہا تو جولیا بے اختیار چونک پڑی۔ وہ اب سمجھ گئی تھی کہ عمران نے چاند چہرے والی اسے نہیں کہا بلکہ وہ کسی اور کا حوالہ دے رہا تھا۔

”ہم خطرے میں ہیں عمران صاحب،“ صدر نے جولیا کا چہرہ دیکھتے ہی عمران سے کہا۔

”یہاں سے باہر جا کر خطرے میں ہوں گے یہاں نہیں۔ میرا خیال ہے کہ کوئی اور آدمی یہاں آئے تو اس سے پہلے تفصیلی معلومات حاصل کی جائیں اور پھر آگے بڑھا جائے،“ عمران نے کہا۔

”چلو کیپٹن حمید اور مناظر،“ کرٹل فریدی نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”ارے۔ ارے۔ ایسی بھی بے مردمی کیا،“ عمران نے کہا لیکن کرٹل فریدی بغیر کوئی جواب دیئے آگے بڑھتا چلا گیا اور پھر چند لمحوں بعد وہ تینوں دوڑ کر یکے باہر نکل گئے اور ان کے عقب میں دروازہ خود بند ہو گیا۔

”اب تو یہاں کسی کے آنے کا کوئی سکوپ نہیں رہے گا عمران صاحب،“ صدر نے کہا۔

”کرٹل صاحب مرشد ہیں اس لئے اپنی روحانیت پر زیادہ تکمیل کرتے ہیں جبکہ ہم دنیا دار لوگ ہیں اس لئے ہمیں کچھ اور سوچنا ہو گا،“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ بجائے دروازے کی طرف بڑھنے کے کمرے کے کونے کی طرف بڑھ گیا اور اس نے دیوار کے قریب جا کر ایک ابھرے ہوئے پھر پر پیر ما را تو سر کی آواز کے ساتھ ہی دیوار درمیان سے پھٹ کر سائیڈوں میں ہو گئی اور وہاں ایک خلا سانموار ہو گیا جس میں سے ایک سرگن غمار است آگے جا کر گھوم گیا تھا۔

”آؤ،“ عمران نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔ پھر وہ سائیڈ سے ہٹ کر کھڑا ہو گیا جبکہ اس کے ساتھی جب سرگن کے اندر پہنچ گئے تو اس نے ایک بار پھر زمین پر پیر ما را تو سر کی آواز کے ساتھ ہی دیوار بند ہو گئی۔

”سید ہے راستے پر چلنے کی بجائے تم ائے راستے پر چل پڑے ہو،“ جولیا نے منہ بنتے ہوئے کہا۔

”میں نے کہا ہے کہ کرٹل صاحب روحانیت پر نکیہ کرتے ہیں۔ میں نے دروازہ کھلتے ہی چیک کر لیا تھا کہ باہر اہد اری میں کمپیوٹر چینگ وائے مخصوص خانے راہداری کی چھت میں موجود تھے اس لئے وہ فوراً چیک کر لیے جائیں گے لیکن یہاں ایسا نہیں ہے۔“ عمران نے مڑے بغیر جواب دیا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ سرگن غمار است گھوم کر ایک بڑے کمرے کے کھلے دروازے پر پہنچ کر ختم ہو گیا۔ کمرے میں خاموشی تھی۔ عمران چند لمحے دروازے پر کھڑا اندر چیک کرتا رہا پھر اندر داخل ہو گیا۔ اس کے پیچھے اس کے ساتھی بھی اندر داخل ہو گئے۔

”یہ کہہ تو ہر طرف سے بند ہے“ عمران نے ادھرا دھرد لکھتے ہوئے کہا۔

”یہاں تو چینگ والے مخصوص خانے نظر نہیں آ رہے“ صدر نے چھٹ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ میں پہلے ہی چیک کر چکا ہوں۔ ویسے یہاں کوئی نہ کوئی دروازہ یا راستہ ہوگا“ عمران نے آگے بڑھ کر کمرے کی دیواروں کو غور سے دیکھنا شروع کر دیا جبکہ اس کے ساتھی بھی بکھر کر چینگ میں مصرف ہو گئے کہ اچاک میں ایک ابھری ہوئی جگہ پر عمران نے پیر ما را یکنہ کمرے کا فرش اس طرح غائب ہو گیا جیسے یہاں فرش سرے سے موجود ہی نہ ہوا اور وہ سب کے سب بیچے گھرائی میں گرتے چلے گئے۔ گھرائی کافی تھی اور اس سے پہلے کہ وہ سنجھلتے اچاک ان کے جسم پانی میں ایک چھپا کے سے گرے اور پھر بیچے اترتے چلے گئے۔ جب ان کے گرنے کی رفتار کم ہوئی تو ان سب نے اوپر کی طرف اٹھنا شروع کر دیا۔ ہر طرف تاریکی چھائی ہوئی تھی اور پھر جیسے ہی ان کے سر پانی سے باہر نکلے انہوں نے بے اختیار لبے سانس لینے شروع کر دیئے۔ ان کے سروں پر گھری تاریکی تھی۔

<http://www.kitaabghar.com>

”یہ سمندر ہے۔ اوه۔ اب میں سمجھ گیا۔ ٹار چنگ روم میں جن لوگوں کو ہلاک کیا جاتا ہوگا ان کی لاشیں اس کمرے سے بیچے سمندر میں پھینک دی جاتی ہوں گی۔ ہمیں اب کنارے کی طرف جانا ہے۔ جلدی کرو“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سانس روک کر غوطہ لیا اور پھر وہ تیزی سے سائیڈ پر تیرتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ جلد ہی اس کے سر پر موجود تاریکی ہلکی روشنی میں تبدیل ہو گئی تو وہ سمجھ گیا کہ وہ جزیرے کے بیچے سے نکل کر کھلے سمندر میں آ گیا ہے۔ وہ تیزی سے اوپر کو اٹھا اور پھر سمندر کی سطح سے سر نکال کر اس نے زور زور سے سانس لیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک ایک کر کے اس کے ساتھیوں کے سر بھی سطح سے باہر آگئے اور وہ سب اس طرح سانس لے رہے تھے جیسے زندگی میں پہلی بار انہیں سانس لینے کا موقع ملا ہو۔ جزیرے کا کنارہ سامنے ہی نظر آ رہا تھا۔ سانس بحال ہوتے ہی عمران کنارے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے ساتھیوں نے بھی اس کی پیروی کی اور تھوڑی دیر بعد وہ ایک کریک میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے جہاں پانی قدرتے کم تھا۔

کتاب گھر کی پیشکش

”اوہ ہماری غوطہ خوری کے لباس بھی نجانے کہاں ہوں گے“ صدر نے کہا۔

<http://www.kitaabghar.com>

”یہ وہ جزیرہ نہیں ہے جس پر ہم پہنچے تھے“ عمران نے جواب دیا۔

”اوہ۔ کیسے معلوم ہوا ہے“ صدر نے چونک کر پوچھا۔

”اس کے ساحل کی ساخت اس جزیرے سے مختلف ہے۔“ عمران نے جواب دیا۔

”اب کیا کرنا ہوگا۔ ہمارے لباس اور اسلحہ بھی بھیگ گیا ہے۔ تم نے خواہ مخواہ الٹی سائیڈ اختیار کر لی“ جولیا نے بتاتے ہوئے کہا۔

”شیرہمیشہ دریا کی الٹی طرف ہی تیرتا ہے“ عمران نے کہا تو سب بے اختیار مسکرا دیئے۔

”گھرے سمندر میں شیر بے چارہ سوائے غوطے کھانے کے اور کیا کر سکے گا“ جولیا نے ہستے ہوئے کہا۔

”کچھ دریخہر جاؤ پھر ہم اوپر جائیں گے تاکہ ہمارے لباسوں سے پانی بیچنے نہ گرے۔ پھر جو ہوگا ویکھا جائے گا“ عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد وہ اچاک ایک انسانی آوازن کر چونک پڑے۔ آواز انہیں اوپر جزیرے سے سنائی دے رہی تھی۔

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

”یہاں کہاں نظر آ سکتے ہیں وہ لوگ۔ نجانے ان کی لاشیں بھی کہاں پہنچ چکی ہوں گی“ کوئی آدمی بول رہا تھا۔

کتاب گھر کی پیشکش

”لاشیں چیف کو سکرین پر تو نظر آ جاتیں“ دوسری آواز سنائی دی۔

”پھر مچھلیاں کھا گئی ہوں گی“ دوسری آواز سنائی دی۔

”ہاں۔ ایسا ہو سکتا ہے۔ بہر حال آؤ۔ سائیڈ پر بھی چیک کر لیں پھر چیف کو رپورٹ دیں گے“ دوسری آواز نے کہا اور پھر خاموشی طاری ہو گئی۔

”آداب اوپر چلیں“ عمران نے کہا اور ایک کے دہانے کی طرف بڑھ گیا اور پھر تھوڑی دبر بعد وہ اوپر ساحل پر پہنچنے میں کامیاب ہو گئے۔ یہاں گھنی جھاڑیاں تھیں اور دور ایک کونے میں ایک اونچا چیکنگ ٹاؤن نظر آ رہا تھا۔ کچھ دور عمارتوں کا ایک طویل سلسلہ تھا لیکن یہ عمارتیں سامنے کی طرف بالکل ساپٹ تھیں۔ بالکل اس طرح جس طرح فصیل ہوتی ہے۔

”یہ واقعی وہ جزیرہ نہیں ہے اور عمارتوں کی تعداد بتاری ہے کہ یہ دوسرا جزیرہ ہے جس پر ہمیڈ کوارٹر ہے اور لیبارٹری بھی ہے“ عمران نے کہا۔

”اب ہمیں کیا کرنا ہو گا۔ جیسے ہی ہم آگے بڑھیں گے ٹاؤن سے یا ان عمارتوں سے ہم چیک ہو جائیں گے“ جو لیا نے کہا۔

”ہمارے پاس اسلحہ بھی نہیں ہے جو شین پسل ہیں وہ بھیگ چکے ہیں“ صدر نے کہا۔

”جب تک مشین پسل اور ان کے میگزین نہ سوکھ جائیں ہمیں یہیں رہنا ہو گا اور نہ ہم بھی ہوئے چوہوں کی طرح مارے جائیں گے“ تنویر نے کہا۔

”نہیں۔ اس میں بہت دیر لگ جائے گی۔ ہم اس وقت آتش فشاں کے دہانے پر موجود ہیں۔ کسی بھی لمحے کچھ ہو سکتا ہے اور بزرگ کہتے ہیں کہ حرکت میں پرکٹ ہے۔ ہمیں پہلے اس ٹاؤن پر قبضہ کرنا ہے“ عمران نے کہا۔

”ایسی صورت میں عمران صاحب ہمیں واپس پانی میں اتر جانا چاہئے۔ ساحل کے ساتھ ساتھ تیرتے ہوئے ہم اس ٹاؤن کے قریب اوپر چڑھ سکتے ہیں“ اس بار کیپٹن ٹکلیں نے کہا۔

”ہاں۔ تمہاری بات درست ہے۔ آؤ“ عمران نے فیصلہ کن لبھے میں کہا اور پھر وہ کنارے سے اتر کر سمندر میں کو دپڑا۔ اس کے پیچھے اس کے ساتھی بھی سمندر میں اتر گئے۔

”کنارے کے ساتھ ساتھ رہنا۔ زیادہ فاصلے پر چیکنگ ریز بھی ہو سکتی ہیں“ عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔



کتاب گھر کی پیشکش

<http://www.kitaabghar.com>

کتاب گھر کی پیشکش

<http://www.kitaabghar.com>

اقبالا

کتاب گھر کی پیشکش

اقبالا..... شاریک اور پراسرار بِر اعظم افریقہ کے خوفناک جنگلوں میں آباد ایک غیر مہذب قبیلہ..... جو اقبالانی دیوی کے پچاری تھے۔ بھری چہاڑ کی تباہی کے بعد مہذب دُنیا کے چند افراد اس قبیلے کے چکل میں جا پہنچے۔ شوالا..... جنگلی قبیلے کا ایک سردار جسے دیوی اقبالا نے تمام حشرات الاراض کا مختار بنادیا تھا۔ کالاری..... جنگلی قبیلے کا دوسرا سردار جس کی تمام درندوں پر حکمرانی تھی۔ کیا مہذب انسانوں کی اس جنگلی خونخوار قبیلے سے واپسی ممکن ہو سکی؟ انور صدیقی کے جادوں بیاں قلم کی یہ طویل اور دلچسپ داستان آپ جلد ہی **کتاب گھر کے ایکش ایڈونچر ناول** کیش میں پڑھ سکیں گے۔

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

کتاب گھر کی پیشکش



کتاب گھر کی پیشکش

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

فون کی گھنٹی بجتے ہی کرٹل برائک نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

”لیں۔ کرٹل برائک بول رہا ہوں“، کرٹل برائک نے تیز لمحے میں کہا۔

”جیز بول رہا ہوں باس“، دوسری طرف سے جیز کی آواز سنائی دی۔

”لیں۔ کیا یہ پورٹ ہے۔ کیسے یہاں آئے ہیں یا لوگ۔“ کرٹل برائک نے کہا۔

”باس۔ پی تھری کی ایک کھاڑی میں میزائل بوٹ موجود ہے اور غوط خوری کے لباس بھی اور پی ٹو کے ایک کھاڑی میں صرف غوط خوری کے لباس موجود ہیں“، جیز نے جواب دیا۔

کتاب گھر کی پیشکش

”یقین را کتنے میں چینگ ریز نے انہیں کیوں چیک نہیں کیا۔“ کرٹل برائک نے کہا۔

”یقون ہی لوگ بتاسکتے ہیں باس۔ جو روپورٹ ملی ہے وہ میں نے بتاوی ہے“، جیز نے کہا۔

”ان کا سامان چیک کراؤ اور مزید چینگ کرو۔ کوئی نہ کوئی مشین ان کے پاس موجود ہے جس سے انہوں نے چینگ ریز کو سمندر میں زیر و کردیا۔ پھر مجھے روپورٹ دو۔ میں نہیں چاہتا کہ ان کے سامنے یہ بات آئے کہ ہم ان کے بارے میں کچھ نہیں جانتے“، کرٹل برائک نے کہا۔

کتاب گھر کی پیشکش

”لیں باس“، دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابط ختم ہو گیا تو کرٹل برائک نے رسیور رکھ دیا۔

”ناں۔ صرف غوط خوری کے لباس ریز کو کیسے زیر و کر سکتے ہیں“، کرٹل برائک نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد فون کی گھنٹی ایک بار پھر نجی خوشی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

کتاب گھر کی پیشکش

”لیں۔ کرٹل برائک بول رہا ہوں“، کرٹل برائک نے کہا۔

”باس۔ انتہائی حیرت انگلیزیات ہوئی ہے۔ بلیک روم میں بے ہوشی کے عالم میں زنجیروں میں جکڑے ہوئے تمام قیدیوں میں سے تین قیدی فور تھوڑے میں آڑنیاں فائز ہونے کی وجہ سے بے ہوش ہو گئے ہیں۔ باقی لوگ غائب ہیں۔ میں نے چینگ کی توپتہ چلا کہ سمندر میں لاشیں گرانے والے کمرے کا فرش کھلا ہوا ہے۔ میں نے آدمی بھیج دیئے ہیں جو سمندر سے ان کی لاشیں اٹھالائیں گے اور ان بے ہوش تین افراد کو میں نے دوبارہ بلیک روم میں لے جا کر زنجیروں سے جکڑ دیا ہے“، جیز نے تیز تیز لمحے میں کہا۔

”کیا کہہ رہے ہو۔ وہ عورت اور اس کے ساتھ چار مرد سمندر میں اتر گئے ہیں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے۔“

کرٹل برائک نے ایک بار پھر طلق کے بل چینٹھے ہوئے کہا۔

”باس۔ بلیک روم میں روشو اور براؤن دونوں کی لاشیں پڑی ہیں اور کڑوں کو کھولنے والا ریموت جو روشو کے پاس تھا وہاں فرش پر پڑا ہوا ملا ہے“، جیز نے کہا۔

کتاب گھر کی پیشکش

”ویری بیڈ۔ تم نے انہیں طویل بے ہوشی کے انجکشن نہیں لگوائے تھے“، کرٹل برائک نے چینٹھے ہوئے کہا۔

”لگوائے تھے باس۔ میں نے خودا پنے سامنے لگوائے تھے۔“ جیز نے جواب دیا۔

”تو پھر انہیں کیسے ہوش آگیا۔ کیا یہ لوگ مافق الفطرت ہیں۔ آخر یہ کیا ہو رہا ہے“، کرٹل برائک نے یک لفٹ چینٹھے ہوئے کہا۔

”میں کیا بتا سکتا ہوں بس۔ یہ سب واقعی انتہائی حیرت انگیز کام ہو رہے ہیں“ جیز نے سہے ہوئے لجھے میں کہا۔

”انہیں تلاش کرو اور سنو۔ اب بلیک روم میں دو سلیخ آدمی تعینات کرو۔ ان کی بے ہوشی کو کافی مت سمجھو اور جب باقی لوگ زندہ یا مردہ مل جائیں تو مجھے بتاؤ۔“ کرٹل برائک نے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر ٹیک دیا۔

”آخر یہ کیسے لوگ ہیں۔ یہ کس سیارے کی مخلوق ہیں۔“ کرٹل برائک نے بڑی بڑاتے ہوئے کہا اور پھر آدھے گھنٹے بعد ایک بار پھر فون کی گھنٹی نجٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

”لیں“ کرٹل برائک نے کہا۔

”باس۔ اس عورت اور اس کے چار ساتھی مردوں کی لاشیں مچھلیاں کھائی ہیں،“ دوسری طرف گئے جیز کی آواز سنائی دی۔

”کیسے معلوم ہوا ہے؟“ کرٹل برائک نے چونک کہا۔

”باس ان کے جسموں کے بچ کچھے حصے سکریں پر دور تک تیرتے ہوئے نظر آ رہے ہیں“ جیز نے کہا۔

”اوہ اچھا۔ تھیک ہے۔ تو اب وہ تین مردوں گئے ہیں باقی۔“ کرٹل برائک نے اس بار قدرے مطمئن لجھے میں کہا۔

”اوکے۔“ تین بلیک روم میں جا رہا ہو ش۔ تم فریک کو وہاں بھجواؤ۔ کرٹل برائک کا تنے کہا۔

”لیں بس“ دوسری طرف سے کہا گیا تو کرٹل برائک نے رسیور کھو دیا۔

”اب یہ خود بتا میں گے کہ یہ کیسے یہاں پہنچے ہیں۔“ کرٹل برائک نے کری سے اٹھتے ہوئے کہا۔

کتاب گھر کی پیشکش

<http://www.kitaabghar.com>

کتاب گھر کی پیشکش **ریشمی خطرہ** کتاب گھر کی پیشکش

مسعود جاوید کے باصلاحیت قلم کی تحریر۔ جرم و سزا اور جاسوسی و سراغرسانی پر ایک منفرد تحریر۔ ایک ذہین قابل اور

خوبصورت خاتون (پرائیوٹ) سراغرسان کا دلچسپ قصہ، ایک مجرم اس پر فریفہتہ ہو گیا تھا۔ ان کی مکانہ شادی کی شرط بھی عجیب و غریب تھی۔ ایک نہایت دلچسپ سنسنی خیز ناول۔ سراغرسان کے نام کی مناسبت سے ایک خاص ترتیب ہے کون قتل کر رہا تھا؟ جانے کے لیے پڑھیے۔ **ریشمی خطرہ** جو کتاب گھر کے جاسوسی ناول سیشن میں دستیاب ہے۔

کتاب گھر کی پیشکش


<http://www.kitaabghar.com>
<http://www.kitaabghar.com>

کرٹل فریدی کے تاریک ذہن میں روشنی کا نقطہ نمودار ہوا اور پھر آہستہ آہستہ اس کا شور جاگ اٹھا۔ اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن پر بے ہوش ہونے سے پہلے کے واقعات قلمی مناظر کی طرح گھوم گئے۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو تارچنگ روم میں چھوڑ کر وہ کیپٹن حمید اور مناظر کے ساتھ اس تارچنگ روم سے نکل کر راہداری میں سے گزرتا ہوا ایک کمرے میں پہنچا۔ وہ اس لئے فوری حرکت میں آیا تھا کہ جب تک انہیں ان غوا کرنے والے سنجیلیں وہ ان پر قابو پالے لیکن جیسے وہ کمرے میں پہنچے اچانک چھت سے نیز سرخ رنگ کی روشنی کا جھما کا ساہا ہوا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن گھبری تاریکی میں ڈوب گیا تھا۔ اب ہوش میں آتے ہی اس نے چونک کر ادھر ادھر دیکھا اور پھر بے اختیار ایک طویل سانس لیا کیونکہ وہ کیپٹن حمید اور مناظر کے ساتھ اسی تارچنگ روم میں دوبارہ زخمیوں میں جکڑا ہوا تھا جبکہ عمران اور اس کے ساتھی یہاں موجود نہ تھے۔ ایک آدمی سب سے آخر میں موجود کیپٹن حمید کے بازو میں انجکشن لگا رہا تھا جبکہ مناظر کے جسم میں ہوش میں آنے کے تاثرات نمایاں تھیں۔

”ہمارے دوسرے ساتھی کہاں ہیں؟“ کرٹل فریدی نے انجکشن لگانے والوں سے پوچھا۔

”وہ سمندر میں گر کر ہلاک ہو گئے ہیں اور ان کی لاشیں مجھ میاں کھائی ہیں،“ اس آدمی نے منہ بناتے ہوئے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”وہ سمندر تک کیسے پہنچ گئے؟“ کرٹل فریدی نے حیرت پھرے لجھے میں کہا۔

”وائیں طرف دیوار سے ایک خفیہ راستہ اس کمرے تک جاتا ہے جہاں کافرش ہٹا کر لاشوں کو سمندر میں پھینکا جاتا ہے۔ تمہارے ساتھی نجانے کس طرح اس راستے سے گزر کر اس کمرے میں پہنچے اور پھر فرش کھلنے پر وہ نیچے سمندر میں گر کر ہلاک ہو گئے اور ان کی لاشیں مجھ میاں کھائیں،“ اس آدمی نے جواب دیا۔ وہ سامنے رکھی ہوئی دو کرسیوں میں سے ایک کری پر بیٹھ چکا تھا۔ اس دوران مناظر اور کیپٹن حمید بھی ہوش میں آپکے تھے لیکن دونوں خاموش کھڑے تھے۔ البتہ دونوں کے چہرے سے تھے ہوئے تھے۔

”کیا یہ صرف خیال ہے یا اس کا کوئی ثبوت بھی ملا ہے؟“ کرٹل فریدی نے پوچھا۔

”سکرین پر بآس جیسے ان کے جسموں کے بچے کچھے حصے خود چیک کئے ہیں،“ اس آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا تو کرٹل فریدی بے اختیار مسکرا دیا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ عمران اتنی آسانی سے مرنے والوں میں سے نہیں ہے اور نجانے اسے کس طرح اس خفیہ راستے کا علم ہو گیا تھا۔ بہر حال اب مسئلہ تھا ان ریموٹ کنٹرول کڑوں سے اپنے آپ کو آزاد کرنے کا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ یہ لوگ ہر قیمت پر ان سے یہاں پہنچنے کا راز معلوم کر کے انہیں ہلاک کر دیں گے اور وہ کم از کم بے بی کے عالم میں مرنانہیں چاہتا تھا۔ لیکن پچھلی تمام صورت حال اس کے سامنے تھی۔ یہ تو عمران کی ساتھی جو لیا کے ہاتھ آزاد ہونے کی وجہ سے معاملات سیدھے ہو گئے تھے لیکن اب ایسا نہ تھا۔ وہ مسلسل اس معاملہ پر غور کر رہا تھا کہ اچانک اس کے ذہن میں ایک خیال آیا تو وہ اختیار چوک پڑا۔

”حیرت ہے۔ اتنا آسان اور سیدھا حل اب تک میری سمجھ میں کیوں نہیں آیا؟“ کرٹل فریدی نے خود کلامی کے انداز میں بڑی بڑاتے ہوئے کہا۔

”یتم کیا کہہ رہے ہو؟“ سامنے بیٹھے ہوئے ایک آدمی نے کہا تو کرٹل فریدی چوک پڑا۔

”ہم اپنی آخری عبادت کر رہے ہیں،“ کرٹل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اچھا ہے۔ تھوڑا سا وقت ہے تمہارے پاس عبادت کے لئے پھر تم نے ہلاک تو ہونا ہی ہے،“ اس آدمی نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر

اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے اندر داخل ہوتے ہی کرسی پر بیٹھا ہوا آدمی ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے بڑے موڈ بانہ انداز میں آنے والے کو سلام کیا۔

”انہیں ہوش خود بخود تو نہیں آیا تھا فریک“ آنے والے نے کرٹل فریدی اور اس کے ساتھیوں کی طرف دیکھتے ہوئے اس آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

<http://www.kitaabghar.com> ”نہیں چیف۔ میں نے نجکشن لگا کر انہیں ہوش دلایا ہے،“ فریدی نے موڈ بانہ لجھ میں کہا۔

”الماری سے کوڑا نکالا اور ان کی کھالیں اوہیزد وو“ آنے والے نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے بڑے سفا کا نہ لجھ میں کہا تو کرٹل فریدی بے اختیار نہیں پڑا۔

”تمہیں شاید زندگی میں پہلی بار موقع ملا ہے کہ تم کسی کی کھال اوہڑا سکو،“ کرٹل فریدی نے بنتے ہوئے طنزیہ لجھ میں کہا۔

”شٹ اپ۔ ابھی تمہاری یہ زہریلی زبان ہمیشہ کے لئے خاموش ہو جائے گی اور سنوا گر تم اپنی اور اپنے ساتھیوں کی کھالیں اوہڑوانے سے بچتا چاہتے ہو تو پھر صاف صاف اور سچ تباہ کرتم لوگ کیسے اس جزیرے پر پہنچے ہو،“ چیف نے اسی طرح غصیلے اور تحکمانہ لجھ میں کہا۔

”پہلے تم اپنا نام بتاؤ اور یہ بتاؤ کہ تمہاری یہاں کیا حیثیت ہے پھر آگے بات ہو سکتی ہے،“ کرٹل فریدی نے سرد لجھ میں کہا تو چیف بے اختیار چونک پڑا اور قدرے حیرت بھرے انداز میں کرٹل فریدی کو دیکھنے لگا۔ شاید اس کا خیال تھا کہ یہ لوگ کھال اوہیزرنے کا سن کراس کے سامنے گزگڑا تائیں گے، روئیں گے اور اس کی منت سماجت کریں گے لیکن یہ لوگ اس طرح بات کر رہے تھے جیسے وہ خود زنجیروں میں جکڑے ہوئے نہ ہوں بلکہ ان کی جگہ وہ جکڑا ہوا ہو۔

”میرا نام کرٹل برائک ہے اور میں یہاں سیکورٹی چیف ہوں۔ تم کون ہو،“ کرٹل برائک نے منہ بنا کتے ہوئے کہا۔

”میرا نام کرٹل فریدی ہے اور یہ میرے ساتھی کیپشن حمید اور مناظر ہیں۔ ہمارا تعاق اسلامی سیکورٹی کو نسل سے ہے،“ کرٹل فریدی نے سرد لجھ میں جواب دیا تو کرٹل برائک بے اختیار اچھل پڑا۔

”اوہ۔ تو تم ہو وہ کرٹل فریدی جس کی شہرت ہر طرف پھیلی ہوئی ہے۔ تو وہ دوسرا گروپ جو ایک عورت اور چار مردوں پر مشتمل تھا وہ پاکیشی تھے،“ کرٹل برائک نے کہا۔

”ہاں۔ وہ عمران اور اس کے ساتھی تھے،“ کرٹل فریدی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم بتاؤ کہ ہمارے انتہائی سخت ترین حفاظتی انتظامات کے باوجود تم لوگ یہاں صحیح سلامت کیسے پہنچ گئے ہو،“ کرٹل برائک نے اس بارہم لجھ میں کہا۔ شاید کرٹل فریدی کا نام سن کروہ لا شوری طور پر مروع ہو گیا تھا۔

”تم یا تمہاری آدمی چاہے ہمارے کھالیں کیوں نہ اوہیزدے ہم ایک لفظ بھی نہیں بتائیں گے لیکن اگر تم میرے سوالات کا صحیح اور درست جواب دے دو تو میرا کرٹل فریدی کا وعدہ کہ تمہیں سب کچھ تفصیل سے بتا دوں گا اور تمہیں یقیناً معلوم ہو گا کہ کرٹل فریدی جو وعدہ کرتا ہے وہ ہر قیمت پر پورا کرتا ہے،“ کرٹل فریدی نے اسی طرح سرد لجھ میں کہا۔

”کیسے سوالات،“ کرٹل برائک نے چونک کر پوچھا۔

”یہی کہ ہم اس وقت کس جزیرے پر ہیں اور کس عمارت میں ہیں اور وہ یہاں تھری کہاں ہے جہاں ڈاکٹر عبداللہ کو رکھا گیا ہے،“ کرٹل فریدی نے کہا تو کرٹل برائک بے اختیار نہیں پڑا۔

”تم ایشیائی لوگ واقعی انتہائی احمق واقع ہوئے ہو۔ ابھی چند لمحوں بعد تم لوگ لاشوں میں تبدیل ہو چکے ہو گے پھر ان سوالات کے جواب تمہیں کیا فائدہ دیں گے،“ کرٹل برائک نے کہا۔

”پھر تو دیے بھی ان سوالات کے جواب دینے میں تمہیں کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہئے“، کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم اس وقت پرائز کے دوسرا درمیانی جزیرے پر ہو۔ یہ عمارت سیکورٹی ہیڈاؤن کا شکل ہلتی ہے اور لیبارٹری اس عمارت کے عقبی طرف زیر زمین ہے“، کرنل برائک نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”یہاں ایکریمیا کے جو میزائل اڈے ہیں وہ کہاں ہیں“، کرنل فریدی نے پوچھا۔

”وہ سب اڈے زیر زمین ہیں۔ اور پر صرف سیکورٹی عمارت ہے۔ اس عمارت کے نیچے کوئی اڈا نہیں ہے۔ اور پر جو جگہیں باقی ہیں وہاں نیچے میزائل اڈے ہیں“، کرنل برائک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہاں اسکے عمارت میں سیکورٹی کے کتنے افراد ہیں“، کرنل فریدی نے پوچھا۔

”افراد تو صرف دس ہیں لیکن ہر طرف نگرانی کرنے اور چیک کرنے والی مشینزی نصب ہے جو یہاں اڑتی ہوئی مکھی کو بھی چیک کر لیتے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تم سب یہاں پہنچتے ہی آپریشن روم میں چیک کر لیے گئے“، کرنل برائک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا اس عمارت سے لیبارٹری کا کوئی راستہ ہے“، کرنل فریدی نے پوچھا۔

”تم نے توباقاعدہ میرا اثر و یو شروع کر دیا ہے“، کرنل برائک نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”بس۔ یہ آخری سوال ہے“، کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”نہیں۔ اس عمارت سے نہ ہی میزائل اڈے کو کوئی راستہ جاتا ہے اور نہ ہی لیبارٹری کا۔ ان سب کے راستے علیحدہ ہیں جن کا کوئی تعلق سیکورٹی سے نہیں ہے البتہ جب انہیں باہر آنا ہو یا اندر کسی نے جانا ہو تو وہ سیکورٹی کو پہلے اطلاع دیتے ہیں اور بس“، کرنل برائک نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے۔ اب میں تمہارے سوال کا جواب دے دوں۔ پھر مزید بات ہوگی“، کرنل فریدی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی اور اپنے ساتھیوں کی اس جزیرے تک پہنچنے کی تفصیل بتا دی۔

”اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ تم لوگ بھی سائنس میں کافی ایڈ و انس ہو جبکہ میرا خیال تھا کہ صرف ایکریمیا ہی ایڈ و انس ہے اور تم لوگ محض جاہل اور جگل نما معاشرے میں رہنے والے وحشی فطرت لوگ ہو“، کرنل برائک نے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

”تمہاری مرضی جو چاہے سوچتے رہو۔ جو حقیقت تھی وہ میں نے بتا دی“، کرنل فریدی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تھیک ہے۔ اب تم مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ“، کرنل برائک نے منہ بناتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا ہی تھا کہ یکخت کھڑک راہٹ کی آواز کے ساتھ ہی کرنل فریدی کے جسم کے گرد لپٹی ہوئی زنجیریں کھل کر نیچے فرش پر جا گریں اور پھر اس سے پہلے کہ کرنل برائک یا فریک کچھ سمجھتے کرنل فریدی نے اچھل کر چیتے کی طرح چھلانگ لگائی اور دوسرا لمحے کرنل برائک اور فریک کی چینوں سے کرہ گونج اٹھا۔ کرنل فریدی نے بھل کی سی تیزی سے کرنل برائک کو اٹھا کر فریک پر دے مارا تھا اور اس سے پہلے کہ وہ دونوں اٹھتے کرنل فریدی کے ہاتھ میں مشین پھل نظر آیا جو اس نے اپنی جیب سے نکالا تھا اور اس کے ساتھ ہی تیز آوازوں کے ساتھ ہی کرنل برائک اور فریک دونوں چیختے ہوئے نیچے گرے اور چند لمحے تڑپے کے بعد ساکت ہو گئے۔ کرنل فریدی تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے کمرے کا دروازہ بند کر دیا اور پھر مڑ کر وہ تیزی سے فریک کی طرف بڑھا۔ فریک کا اور کا جسم گولیوں سے محفوظ تھا صرف نانگیں گولیوں سے چھلنی تھیں۔ کرنل فریدی نے اس کی تلاشی لی اور چند لمحوں بعد وہ اس کی جیب سے ریبووٹ کنٹرول نما آلہ برآمد کرنے میں کامیاب ہو گیا اور پھر اس آئے کی مدد سے اس نے بتوں کی مانند ساکت کھڑے کیپشن حمید اور مناظر دونوں کے کڑے کھول دیئے۔ کڑے کھلنے سے ان کے جسموں کے گرد لپٹی ہوئی زنجیریں نیچے جا گریں۔

”یہ۔ یہ کس طرح کیا۔ کیا آپ نے جادو سیکھ لیا ہے۔“ کیپشن حمید نے انہائی تحریت بھرے لبجے میں کہا۔

”فی الحال بات کرنے کا وقت نہیں ہے۔ تم اسلحہ نکال کر دروازے پر کوئی اس فریک سے ضروری پوچھ گجھ کرلوں۔“ کرٹل فریدی نے کہا اور مژکر وہ فرش پر بے ہوش پڑے ہوئے فریک کی طرف بڑھ گیا جس کی دونوں ٹانگوں سے خون تیزی سے اور مسلسل بہہ رہا تھا۔ کرٹل فریدی نے جھک کر اس کے چہرے پر تھپٹر مارنے شروع کر دیئے۔ تیرے تھپٹر پر وہ چیختا ہوا ہوش میں آگیا۔ ہوش میں آتے ہی اس نے بے اختیار ناگلیں سمیٹ کر اٹھنے کی کوشش کی لیکن اس کا صرف اوپر والا جسم تھوڑا اسا اور پھر دوبارہ نیچے گر گیا۔

”تمہیں اب بھی بچایا جاسکتا ہے۔ بولا آپ پیش روم کہاں ہے اور اس تک جانے کا محفوظ راستہ کون سا ہے؟“ کرٹل فریدی نے تیز لبجے میں کہا۔

”مم۔ مم۔ مجھے بجا لو۔ میں مرتانہیں چاہتا،“ فریک نے روتے ہوئے لبجے میں کہا۔ <http://www.kitaabghar.com>

”پہلے جو پوچھ رہا ہوں وہ بتاؤ! بھی تمٹھیک ہو جاؤ گے۔“ کرٹل فریدی نے کہا۔

”اس کمرے کے علاوہ ہر جگہ چینگ آلات موجود ہیں اور ان میں سے کریک ریز فائر ہوتی رہتی ہیں جو وہاں سے گزرنے والوں کو بے ہوش کر دیتی ہیں۔ آپ پیش روم اور والی منزل پر ہے،“ فریک نے رک رک اور آہستہ آہستہ جواب دیا۔ خون زیادہ اور مسلسل نکلنے کی وجہ سے اس کی آواز ڈوہتی جا رہی تھی۔ <http://www.kitaabghar.com>

”تم کیسے نجج جاتے ہو ان آلات سے؟“ کرٹل فریدی نے اسے ہلاتے ہوئے کہا۔

”ہمارے پاس پن کارڈ ہیں۔ ان کارڈ کی وجہ سے ہماری چینگ نہیں ہوتی اور نہ ریز ہم پر اڑ کرتی ہیں،“ فریک نے ڈوبتے ہوئے لبجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بھکلی اور اس کی گردن ڈھلک گئی۔ وہ ختم ہو چکا تھا۔

”پن کارڈ۔ تو یہ بات ہے،“ کرٹل فریدی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فریک کی ایک بار پھر تفصیلی تلاشی لیتی شروع کر دی اور تھوڑی سی کوشش کے بعد اس نے آخر کار اس کے کوٹ کی ایک خفیہ اور چھوٹی سے جیب سے تین انچ کی ایک چھوٹی سی دھات کی بنی ہوئی تختی باہر نکال لی۔ تختی پر تیز ہی میز ہی لہریں سی بنی ہوئی نظر آرہیں تھیں۔ کرٹل فریدی نے اسے غور سے دیکھا اور پھر اسے اپنے کوٹ کی جیب میں ڈال لیا اور پھر وہ فرش پر پڑے ہوئے کرٹل برائک کی لاش کی طرف بڑھ گیا اور اس نے جھک کر اس کی تلاشی لیتی شروع کر دی اور تھوڑی سی کوشش کے بعد وہ اس کی جیب سے بھی پہلے جیسی تختی برآمد کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

”یہ تختی تم اپنی جیب میں رکھ لو کیپشن حمید،“ کرٹل فریدی نے کہا تو کیپشن حمید نے کرٹل فریدی کے ہاتھ سے تختی لے کر اسے ایک نظر دیکھا اور پھر جیب میں ڈال لیا۔

”تمہارے لئے ہمیں تیراشکار کرنا پڑے گا۔ چنانچہ تم یہیں بھروسہ میں کیپشن حمید کے ساتھ باہر جا رہا ہوں۔ جیسے ہی تیری تختی میں کیپشن حمید کے ہاتھ تھمہیں بھجوادوں گا،“ کرٹل فریدی نے مناظر سے مخاطب ہوتے کہا۔

”لیں،“ مناظر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ <http://www.kitaabghar.com>

”آؤ کیپشن حمید،“ کرٹل فریدی نے کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ کیپشن حمید اس کے پیچے تھا۔ تھوڑی دری بعد وہ اس کمرے میں پہنچ گئے جہاں پہلے پہنچ کر وہ دوبارہ بے ہوش ہو گئے تھے لیکن اس بار چھت سے کوئی روشنی کا جھما کانہ ہوا تو کرٹل فریدی نے آگے بڑھ کر سامنے والا دروازہ کھولا تو دوسری طرف بھی راہداری تھی جو خالی تھی۔ کرٹل فریدی راہداری میں آگیا۔ کیپشن حمید اس کے پیچے تھا۔ راہداری ایک سائیڈ سے بند تھی جبکہ دوسری طرف سے آگے جا کر گھوم رہی تھی اور وہاں سے کسی لڑکی کی آواز نامی دے رہی تھی۔ کرٹل فریدی تیزی سے لیکن محتاط انداز میں آگے بڑھتا چلا گیا۔ راہداری گھوم کر ایک دروازے پر جا کر ختم ہو گئی۔ دروازہ کھلا ہوا تھا اور لڑکی کی آواز کمرے کے اندر سے آرہی تھی۔ کرٹل

فریدی تیزی سے آگے بڑھا اور دروازے کی سائید میں ہو گیا۔ لڑکی فون پر باتیں کر رہی تھی اور کسی کو بتا رہی تھی کہ چیف بلیک روم میں گیا ہوا ہے اور پھر اس نے رسیور رکھا ہی تھا کہ کرنل فریدی یکخت اچھل کر کرے میں داخل ہوا۔ اس کی پیروی کیپشن حمید نے بھی کی۔

”تم۔ تم۔ یہ یہاں۔ مگر“، لڑکی جو شاید کرنل برائک کی سیکرٹری تھی نے یکخت بوکھلا کئے ہوئے لجھے میں کہا لیکن اس سے پہلے کہ وہ کرسی سے اٹھتی کرنل فریدی کا بازو گھوما اور لڑکی چھینتی ہوئی اچھل کر کری سمیت نیچے جا گری۔ نیچے گر کر اس نے ایک بار پھر اٹھنے کی کوشش کی تو کرنل فریدی کی لات گھومی اور کنپٹی پر ضرب کھا کر لڑکی ایک بار پھر چھینتی ہوئی نیچے گری اور ساکت ہو گئی۔ کرنل فریدی نے اسے اٹھا کر کرسی پر ڈال دیا۔

”کیپشن حمید۔ اس کی تلاشی لو۔ اس کے پاس پن کا روڈ ہو گا۔ جلدی کرو۔ کسی بھی لمحے کچھ بھی ہو سکتا ہے“، کرنل فریدی نے آگے موجود دوسرے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا جو بند تھا۔ اس نے دروازہ کھولتا تو دوسری طرف ایک شاندار انداز میں سجا ہوا آفس تھا۔ کرنل فریدی آفس میں داخل ہوا۔ وہاں ایک طرف ریک میں شراب کی بولیں بھری ہوئی تھیں۔ میز پر دو گلوں کے فون سیٹ موجود تھے اور ایک طرف ٹیلی موجود تھا۔ کرنل فریدی نے بھر پور انداز میں کرے کا جائزہ لیا اور پھر واپس مڑ کر سیکرٹری کے کرے میں آگیا۔

”یہ ہے اس کا پن کا روڈ“، کیپشن حمید نے کہا۔

”یہ جا کر مناظر کو دو اور پھر اسے اپنے ساتھ لے آؤ۔ ہم نے ان کے آپریشن روم پر قبضہ کرنا ہے تاکہ ہم یہاں محل کر کام کر سکیں“، کرنل فریدی نے کہا تو کیپشن حمید تیزی سے مڑا اور دوڑتا ہوا راہداری میں آگے بڑھ گیا۔ اس کے قدموں کی آواز کچھ دیر سنائی دیتی رہی اور پھر خاموش ہو گئی۔ لڑکی اسی کرسی پر بے ہوش پڑی ہوئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد ایک بار پھر دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور چند لمحوں بعد کیپشن حمید اور مناظر اندر داخل ہوتے۔

”ری تلاش کرو۔ اس لڑکی سے یہاں کے بارے میں تفصیلی پوچھ گھوکھ کرنا ہوگی“، کرنل فریدی نے مناظر سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔

”یہاں ری تو نہیں ہو گی۔ اس کا کوٹ اس کے عقب میں کر دیتے ہیں“، کیپشن حمید نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ جلدی کرو“، کرنل فریدی نے کہا تو کیپشن حمید آگے بڑھا ہی تھا کہ اچائک چھپت سے یکخت تیز روشنی کا جھما کا سا ہوا اور کرنل فریدی کو ایک لمحے کے لئے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم سے تو انائی نیچوڑی لگی ہو۔ اس کی نانگیں خود بخوبی ہو گئیں اور پھر وہ لڑکھڑا تھا نیچے فرش پر جا گرا لیکن اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور ذہن جاگ رہا تھا۔ کیپشن حمید اور مناظر کا بھی یہی حشر ہوا تھا۔ کرنل فریدی سوق رہا تھا کہ ان کے پاس تو پن کا روڈ موجود تھے پھر ان کے ساتھ ایسا کیوں ہوا ہے لیکن ظاہر ہے اس کی سوچ اس تک ہی محدود تھی۔ تھوڑی دیر بعد دوسرے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں اور پھر کرے کے دروازے سے دو آدمی اندر داخل ہوئے۔

”روگر۔ جاؤ اور بلیک روم چیک کرو۔ چیف اور فرینک وہاں گئے تھے“، پہلے اندر داخل ہونے والے نے مڑ کر اپنے پیچھے آنے والے دوسرے آدمی سے کہ اور وہ سر ہلاتا ہوا مرد دوڑتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

”یہ سب کیسے ہو گیا“، اندر آنے والے پہلے آدمی نے حرمت بھرے لجھے میں کہا ہی تھا کہ اچائک میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس آدمی نے آگے بڑھ کر رسیور اٹھا لیا۔

”لیں بس“، کراون نے کہا اور رسیور کھکھ کر وہ اٹھنے ہی لگا تھا کہ یکخت چھینتا ہوا پلٹ کر پشت کے بل نیچے فرش پر جا گرا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا یکخت فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں اور نیچے گر کر اٹھتا ہوا کراون ایک بار پھر چھینتا ہوا نیچے گر اور ساکت ہو گیا۔ کرنل فریدی کھلی آنکھوں سے یہ سب کچھ ہوتا دیکھ رہا تھا لیکن اسے سمجھنہ آرہا تھا کہ جب وہ کیپشن حمید اور مناظر تینوں بے حس و حرکت پڑے ہوئے تھے تو پھر اس کراون کو نیچے کس نے گرایا تھا اور اس پر فائرس نے کھولا تھا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر دل ہی دل میں چوک پڑا کہ مناظر آہستہ آہستہ کھڑا ہو رہا تھا۔

اس کے ہاتھ میں مشین پسل موجود تھا۔ اسی لمحے کرٹل فریدی کے کافنوں میں راہداری میں کسی کے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں پڑیں تو وہ سمجھ گیا کہ بلیک روم میں جانے والا روگرو اپس آرہا ہے لیکن یہ آواز ظاہر ہے مناظر نے بھی سنی تھیں۔ وہ یکخت ایک جھٹکے سے مڑا تو ایک بار تو وہ لڑکھڑا کر گرنے ہی لگا تھا لیکن پھر وہ سنبھل گیا۔ اسی لمحے کرٹل فریدی کے سامنے آیا ہی تھا کہ مناظر کے مشین پسل سے فائرنگ ہوئی اور دوڑ کر آنے والا روگرو چلتا ہوا راہداری میں ہی گر گیا تو مناظر مڑا اور آہستہ آہستہ چلتا ہوا ایک طرف موجود باتھ روم کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ باتھ روم سے باہر آیا تو اس کے قدم پہلے سے زیادہ تیزی سے اٹھ رہے تھے۔ اس کے ہاتھ میں ایک جگ تھا جس میں پانی بھرا ہوا تھا۔ اسے دیکھ کر کرٹل فریدی کے ذہن میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات ڈال دی کہ ایسی تو انائی سلب کرنے والی ریز کا توڑ سادہ پانی ہی ہوتا ہے اس کے ساتھ ہی وہ سمجھ گیا کہ چونکہ ریز فائز سپاٹ کے پیچے وہ خود موجود تھا اس لئے ریز کا اثر اس پرسب سے زیادہ ہوا تھا جبکہ مناظر دروازے کے قریب تھا اس لئے اس پر ریز کا اثر زیادہ نہیں ہوا تھا۔ تھوڑی دیر بعد کرٹل فریدی اور کیپشن حمید دونوں کے جسموں میں تو انائی لوٹ آئی کیونکہ مناظر نے جگ میں سے پانی ان دونوں کے حلقوں میں ڈال دیا تھا۔

”گذشمناظر“ کرٹل فریدی نے اٹھ کر اس کے کاندھے پر چکی دیتے ہوئے کہا۔

”سر۔ آپ کے جانے کے بعد مجھے پیاس محسوس ہوئی تو میں نے وہاں موجود الماری سے پانی کی بوتل کٹال کر پلی اس سے مجھ پر ان ریز کا اثر کم ہوا اور اس بات سے میں نے یہ نتیجہ نکالا کہ پانی ان ریز کا توڑ ہے“ مناظر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اللہ تعالیٰ کا خصوصی کرم ہو گیا ہے ورنہ اس بارہم واقعی مکمل طور پر بے بس ہو چکے تھے“ کرٹل فریدی نے کہا۔

”لیکن جب ہمارے پاس پن کا رڈ موجود تھے تو پھر ان ریز کا انیک کیوں ہوا ہم پر“ کیپشن حمید نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ چونکہ یہ لڑکی زندہ ہے اس لئے اس کا پن کا رڈ جب اس کے جسم سے عیحدہ ہوا تو آپریشن روم میں کاشن پہنچ گیا اور پھر ہم پر خصوصی طور پر کوئی خاص ریز فائز کی گئی ورنہ پہلے کرٹل برائک اور فریدیک کے پن کا رڈ ہم نے حاصل کئے تھے لیکن وہ چونکہ مر جکے تھے اس لئے انہیں کاشن نہ مل سکا“ کرٹل فریدی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین پسل کا رخ کری پر بے ہوش پڑی ہوئی لڑکی کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا۔

”آؤ“ کرٹل فریدی نے لڑکی کے ہلاک ہوتے ہی دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور پھر باہر راہداری میں آ کر وہ تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ راہداری کے موڑ سے ایک اور راہداری آگے کی طرف جا رہی تھی جبکہ پہلی راہداری آگے سے بند تھی۔ کرٹل فریدی نے چونکہ کراون اور اس کے ساتھی کے قدموں کی آواز اسی طرف سے آتی سنی تھی اس لئے وہ اسی راستے پر تھی آگے بڑھتا چلا گیا۔ راہداری آگے جا کر ایک دروازے پر چشم ہو گئی کرٹل فریدی نے دروازے کو دبایا تو وہ کھلتا چلا گیا۔ کرٹل فریدی نے اندر جھانکا تو کمرہ خالی تھا۔ وہ آہستہ سے کمرے کے اندر داخل ہو گیا۔ اس کے پیچے کیپشن حمید اور مناظر بھی اندر داخل ہو گئے۔

”اس کا تو اور کوئی دروازہ نہیں ہے“ کرٹل فریدی نے کمرے کا جائزہ لیتے ہوئے کہا لیکن اسی لمحے وہ دروازہ جس سے وہ اندر داخل ہوئے تھے اس پر سر رکی تیز آواز کے ساتھ ہی دھات کی چادر آگری اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے اچائک کرے کی چھت سے سفید رنگ کی گیس کرے میں پھیلتی چلی گئی۔ کرٹل فریدی نے فوراً اپنا سانس روک لیا لیکن اس کے باوجود اس کا ذہن تیزی سے گھومنے لگا جیسے اٹوانپی پوری رفتار سے گھومتا ہے اور پھر چند لمحوں بعد اس کے حواس تاریکی میں ڈوبتے چلے گئے۔



کتاب گھر کی پیشکش



کتاب گھر کی پیشکش

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

وسعی ہال نہ کرے کی دیواروں کے ساتھ مختلف سائزوں کی مشینیں موجود تھیں۔ ان میں سے صرف چھ مشینوں کے سامنے سٹول پر آدمی موجود تھے جبکہ باقی بے شمار مشینیں آٹو میک انداز میں کام کر رہی تھیں۔ ایک کونے میں شیشے کا بنا ہوا ایک کمرہ تھا جس میں ایک قد آدم مشین موجود تھی جس کے سامنے کری پر ایک درمیانے قد اور درمیانے جسم کا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ یہ آپریشن روم انچارج جیمز تھا۔ سائینٹیسٹ میں پر ایک فون اور انٹر کام بھی موجود تھا۔ جیمز کی نظر میں سامنے موجود مشین کی سکرین پر جبی ہوئی تھیں جس پر ایک راہداری کا منظر دھائی دے رہا تھا جس میں تین آدمی چلتے ہوئے تیزی سے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ جیمز کا چہرہ ستا ہوا تھا اور اس کے ہونٹ بھپنے ہوئے تھے۔ پھر جیسے ہی تینوں آدمی راہداری کے اختتام پر موجود کمرے میں داخل ہوئے اس نے ہاتھ بڑھا کر یکے بعد دیگرے دو بنی پر لیں کر دیئے۔ اس کے ساتھ ہی سکرین پر کمرے کا اندر وہی منظر ابھر آیا جس کی چھت سے سفید رنگ کا دھواں سائل کر کرے میں پھیلتا جا رہا تھا اور پھر اس نے ان تینوں کو لڑکھڑا کر فرش پر گرتے ہوئے دیکھا تو اس نے بے اختیار ایک طویل سائنس لیا۔

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

”یہ انسان نہیں ہیں۔ بہوت ہیں بھوت اس لئے انہیں ان کے ساتھیوں کی طرح سمندر میں دھکیل دینا چاہئے“ جیمز نے بڑی بڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین کے نچلے حصے میں موجود ایک ہٹ کو جھٹکے سے کھینچا تو سکرین پر موجود کمرے کا فرش یکخت غائب ہو گیا اور زود اثر گیس سے بے جس و حرکت پڑے ہوئے تینوں آدمی یکخت غائب ہو گئے۔ اس نے ہٹ کو چھوڑا تو ہٹک کی آواز کے ساتھ ہی ہٹک واپس اپنی جگہ پر آگئا اور اس کے ساتھ ہی کمرے کا فرش بھی دوبارہ سکرین پر نظر آنے لگ گیا۔

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

”تھینک گاؤ۔ ان بھتوں سے جان چھوٹی“ جیمز نے اطمینان کا طویل سائنس لیتے ہوئے کہا اور کری کی پشت سے نیک لگائی اور پھر چند لمحوں بعد اس نے آگے کی طرف ہو کر میز پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”رایٹ بول رہا ہوں“ دوسری طرف سے ایک مردانہ اوازنائی دی۔

”جیمز بول رہا ہوں“ جیمز نے تیز اور تھمانہ لجھے میں کہا۔

”لیں چیف“ دوسری طرف سے مودود بانہ لجھے میں کہا۔

”یچے چیف کرٹل برائک، فریک، کراون اور روگر کی لاشیں پڑی ہوئی ہیں۔ تم ان چاروں لاشوں کو اٹھا کر ایگزٹ روم کے فرش پر ڈال دوتا کہ میں ان لاشوں کو یچے سمندر میں پھینک دوں۔“ جیمز نے کہا۔

”لیں چیف۔ کیا دشمن ختم ہو گئے ہیں“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہاں“ جیمز نے مختصر جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوے کے چیف۔ حکم کی تعییل ہو گی“ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی جیمز نے رسیور رکھ دیا۔ اسے کرٹل برائک کی موت پر افسوس ضرور تھا لیکن ساتھ ہی یہ خوشی بھی تھی کہ اب وہ نہ صرف آپریشن روم کا انچارج تھا بلکہ کرٹل برائک کی جگہ سیکورٹی چیف بھی بن چکا تھا اور جس طرح اسے رایٹ نے چیف کہا تھا اس سے اس کی روح تک مسرور ہو گئی تھی۔ اسے یقین تھا کہ اب جب وہ حکومت کو ان ایجنٹوں کے خاتمه کی اطلاع دے گا تو پھر اسے باقاعدہ طور پر سیکورٹی چیف بنادیا جائے گا۔ لیکن چونکہ دو ماہ تک یہاں سے حکومت تک رابطہ آف کر دیا گیا تھا اس لئے وہ دو ماہ تک کوئی رپورٹ نہیں دے سکتا تھا۔ البتہ اس دوران ڈینفس سیکورٹی صاحب ٹرنسپریٹر پر کال کر سکتے تھے لیکن انہیں سختی سے منع کر دیا گیا تھا کہ وہ

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

از خود ان سے رابطہ نہ کریں کیونکہ اعلیٰ حکام کو خطرہ تھا کہ پاکیشیائی اور اسلامی سیکورٹی کو نسل کے ایجنت کا لیچ کر کے یہاں کا سراغ لگا سکتے ہیں۔ سکرین پر کرہا بھی تک نظر آ رہا تھا۔ البتہ جیمز نے میں پر لیں کر کے دروازے پر آ جانے والی دھات کی چادر غائب کر دی تھی۔ پھر اس نے دروازہ کھلتے ہوئے دیکھا تو وہ چونک کر سیدھا ہو گیا کیونکہ دروازے سے رابرٹ اور اس کے ساتھی اندر داخل ہوا ہے تھے۔ ان کی تعداد چار تھی اور ان کے کانڈھوں پر کرٹل برائیک اور دوسرے لوگوں کی لاشیں تھیں۔ پھر ان لاشوں کو کرے کے فرش پر ڈال دیا گیا اور رابرٹ اور اس کے ساتھی کرٹل برائیک اور دوسرے ساتھیوں کی لاشیں غائب ہو گئیں تو اس نے ٹک کو چھوڑ دیا تو کھٹاک کی آواز کے ساتھ ہی ٹک واپس اپنی جگہ پر پہنچ گیا اور اس کے ساتھ ہی کرے کا فرش دوبارہ سکرین پر نظر آنے لگا تو اس نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے مشین کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔ جب سکرین پر سمندر کا منظر ابھر آیا تو اس نے ہاتھ ہٹائے اور سمندر کو چیک کرنے لئے اسکا تھا کہ میز پر پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز سنائی دینے لگی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

”ہیلو۔ انھوں کا نگ فرام واقع ناور۔ اوور، ایک مردانہ آواز سنائی دی تو جیمز چونک پڑا۔

”میں۔ سیکورٹی چیف جیمز اندنگ یوش۔ اوور،“ جیمز نے بڑے فخر انہوں میں کہا۔

”سیکورٹی چیف جیمز۔ کیا مطلب۔ سیکورٹی چیف تو کرٹل برائیک ہیں اور میں نے انہیں کال کیا ہے۔ اوور، دوسری طرف سے حیرت بھرے لجھے میں کہا گیا۔

”کرٹل برائیک اور ان کی سیکورٹی کے چار افراد ہلاک ہو چکے ہیں۔ میں نے ان کی لاشیں سمندر میں ڈال دی ہیں اور اب میں ان کی جگہ سیکورٹی چیف ہوں۔ اوور،“ جیمز نے کہا۔

”کرٹل برائیک ہلاک ہو گئے ہیں۔ وہ کیسے۔ اوور،“ دوسری طرف سے حیرت بھرے لجھے میں کہا گیا۔

”ڈشمنوں کے آٹھ ایجنت بے ہوش کر کے بلیک روم میں لائے گئے جن میں سے پانچ افراد ایک عورت اور چار مرد فرار ہو کر ایگزٹ روم سے سمندر میں جا گرے اور مچھلیاں انہیں کھا گئیں۔ لیکن تین آدمی جو فرار ہونے کی کوشش میں دوبارہ ریز کا شکار ہو کر بے ہوش ہو گئے تھے کرٹل برائیک نے انہیں دوبارہ بلیک روم میں زنجیروں سے جکڑ دیا اور خود فریبک کے ساتھ وہاں انہیں ہلاک کرنے گئے لیکن پھر اچائیک مجھے کاش ملا کہ کرٹل برائیک کی سیکرٹری مارشیا کا پن کارڈ غائب ہو گیا ہے تو میں نے چینگ کی تو وہاں وہی تینوں افراد موجود تھے۔ میں نے ان پر پیش ریز فائر کر کے انہیں مفلوج کر دیا اور روزگار کو ہاں بھیجا تاکہ ان کا خاتمہ کیا جائے لیکن حیرت اگیز طور پر وہ خود بخود تھیک ہو گئے اور انہوں نے کراون اور روگر دونوں کو ہلاک کر دیا۔ اس کے بعد بد قسمتی سے وہ خود ہی ایگزٹ روم میں پہنچ گئے تو میں نے ایگزٹ روم کا فرش کھول دیا تو وہ بھی پہلے آدمیوں کی طرح سمندر میں گر گئے۔ یقیناً انہیں بھی ان کے پہلے ساتھیوں کی طرح مچھلیاں اب تک کھا چکی ہوں گی۔ ویسے بھی یہیں سے بیہوش تھے اور کرٹل برائیک کے بعد اب میں چیف ہوں۔ اوور،“ جیمز نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اوور۔ پھر تو آپ واقعی چیف ہیں۔ لیکن چیف یہ لوگ تو بہوت ہیں۔ اچائیک سامنے آ جاتے ہیں اور اچائیک غائب ہو جاتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ وہ لیبارٹری میں بھی اچائیک ہی پہنچ جائیں۔ اوور،“ انھوں نے کہا۔

”وہ سب تو ہلاک ہو چکے ہیں اس لئے لیبارٹری تک کیسے پہنچ سکتے ہیں اور دوسری بات یہ کہ وہ جیسے ہی جزیرے پر حرکت کریں گے تمہارے ٹاور کی مشینیزی انہیں چیک کر لے گی اور تم آسانی سے انہیں ہلاک کر سکتے ہو۔ اس کے علاوہ لیبارٹری سیکورٹی ونگ کے عقبی طرف زیر زمین ہے۔ وہاں کا راستہ بھی اندر سے کھلتا ہے باہر سے نہیں۔ ایسی صورت میں وہ اگر زندہ بھی ہوں تب بھی وہ لیبارٹری میں داخل ہو بھی نہیں سکتے۔ البتہ تم نے یہ بات کر کے مجھے چونکا کر دیا ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان کا کوئی تیراگروہ بھی ہواں لئے تم نے بے حد چونکا رہنا ہے۔ اوور،“ جیمز

نے کہا۔

”میں تو چونا ہوں چیف۔ اور،“ انھوں نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اور اینڈ آل، جیز نے کہا اور رائمسیٹ آف کر کے وہ اٹھاتا کہ باہر موجود اپنے ساتھیوں کو ہوشیار رہئے کا کہہ کر خود وہ اپنے کمرے میں کچھ دیر آرام کرے اور شراب پی کر اپنے چیف بننے کا جشن منائے۔ اسے مارشیا کی موت کا بے حد دکھ تھا کیونکہ چیف بن جانے کے بعد اگر مارشیا زندہ ہوتی تو وہ لامحالہ اس کی فرینڈ بن کر رہتی لیکن وہ چونکہ ہلاک ہو چکی تھی اس لئے ظاہر ہے اب سوائے صبر کرنے کے اور کچھ نہ ہو سکتا تھا۔

☆☆☆

کتاب گھر کی پیشکش

<http://www.kitaabghar.com>

کتاب گھر کی پیشکش

<http://www.kitaabghar.com>

کتاب گھر کی پیشکش آتش پرست

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

وجہہ سحر کے کہنہ مشق قلم سے ایک اور سنسنی خیز اور دلچسپ ناول۔ ماہرین آثار قدیمہ ایک چار ہزار سال پرانی تمی دریافت کرتے ہیں۔ جسے اس انداز میں حنوٹ کیا گیا تھا کہ وہ آزاد ہوتے ہی زندہ ہو جائے۔ چار ہزار سال پرانی تمی کے ہنگامے، خوف وہر اس اور قتل و غارت۔ آج کی دنیا کو اس منحوب میکسے کیسے چھکا را دلا�ا گیا، جاننے کے لیے پڑھیے..... **آتش پرست**
جسے جلد ہی کتاب گھر پر ایکشن ایڈونچر مقدم جوئی ناول سیکشن میں پیش کیا جائے گا۔

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

کتاب گھر کی پیشکش

<http://www.kitaabghar.com>

کتاب گھر کی پیشکش

<http://www.kitaabghar.com>

کتاب گھر کی پیشکش محبت کا حصار کتاب گھر کی پیشکش

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

خواتین کی مقبول مصنفہ **نگہت عبداللہ** کے خوبصورت افسانوں کا مجموعہ **محبت کا حصار**، جلد کتاب گھر پر آ رہا ہے۔ اس مجموعہ میں ائکے چار ناول (تمہارے لیے تمہاری وہ، جلاتے چلو چراغ، ایسی بھی قربتیں رہیں اور محبوتوں کے ہی درمیاں) شامل ہیں۔ یہ مجموعہ کتاب گھر پر **ناول** سیکشن میں دیکھا جاسکتا ہے۔

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

کتاب گھر کی پیشکش


<http://www.kitaabghar.com>
<http://www.kitaabghar.com>

واج ناور پر بنے ہوئے ایک چھوٹے سے کمرے میں عمران کری پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سامنے ایک پیش ساخت کاڑا نسیمیر موجود تھا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے واج ناور پر قبضہ کر لیا تھا۔ یہاں چار افراد موجود تھے جن میں سے تین کو ہلاک کر دیا گیا تھا جبکہ چوتھے کی گردان پر بیٹھ رکھ کر عمران نے اس سے یہاں کی ساری تفصیل معلوم کر لی تھی۔ اس چوتھے آدمی کا نام انھوں تھا اور وہ واج ناور کا انچارج تھا۔ یہاں باقاعدہ چھوٹے چھوٹے دو کمرے بنے ہوئے تھے جنہیں بیڈ روم کے انداز میں سجا یا گیا تھا۔ ان میں سے دو ڈیوٹی دیتے تھے اور دو آرام کرتے تھے۔ انھوں سے عمران نے معلوم کر لیا تھا کہ لیبارٹری سیکورٹی کی عمارت کے عقبی طرف ہے لیکن وہ یہ نہ بتا سکتا تھا کہ اس کا راستہ سیکورٹی ایریا سے جاتا ہے یا علیحدہ ہے اور یہی معلوم کرنے کے لئے عمران نے کرٹل برائک کوڑا نسیمیر کا ل کی تھی لیکن کال جیمز نے اشٹ کی تھی اور پھر جیمز نے اسے بتایا کہ کرٹل فریدی اور اس کے ساتھیوں نے کرٹل برائک اور اس کے چار ساتھیوں کو ہلاک کر دیا لیکن پھر وہ آتی کمرے میں پہنچ گئے جہاں کافرش ہٹنے پر وہ سمندر میں جا گرے تھے۔ یہ وہی کمرہ تھا جہاں بلیک روم کے خفیہ راستے سے عمران اپنے ساتھیوں سمیت پہنچا تھا اور جیمز نے اسے بتایا تھا کہ کرٹل فریدی اور اس کے ساتھیوں کو بے ہوشی کے عالم میں گرا یا گیا ہے لیکن عمران کو معلوم تھا کہ چاہے کوئی بھی گیس کیوں نہ ہو پانی میں گرتے ہی گیس کے اثرات خود بخود ختم ہو جائیں گے اور یقیناً کرٹل فریدی اور اس کے ساتھی بھی جزیرے پر پہنچ جائیں گے اس لئے وہ جیمز سے با تین کرتارہا اور پھر جو وہ معلوم کرنا چاہتا تھا وہ اس نے معلوم کر لیا تھا کہ لیبارٹری کا راستہ سیکورٹی ایریے سے نہیں تھا بلکہ علیحدہ تھا اور لیبارٹری کے اندر سے ہی کھلتا تھا اور پھر اس نے جیسے ہی ٹرائسیمیر آف کیا اسی لمحے کمرے کے کھلے دروازے سے صدر اندر داخل ہوا۔ وہ اپنے ساتھیوں سمیت ناور کے آپریشن روم میں موجود تھا جہاں چینگ مشینگ نصب تھی۔

”عمران صاحب۔ تین افراد ساحل پر پہنچ ہیں۔ دو بے ہوش ہیں جبکہ ایک ہوش میں ہے اور وہ انہیں کھینچ کر اوپر لے آیا ہے اور لگتا ہے کہ یہ افراد کرٹل فریدی اور اس کے ساتھی ہیں،“ صدر نے کہا۔

”ہا۔ وہ واقعی کرٹل فریدی اور اس کے ساتھی ہیں۔ تم اور تنویر جا کر انہیں عزت سے لے آؤ،“ عمران نے کہا تو صدر سر ہلاتا ہوا مڑا اور کمرے سے باہر چلا گیا تو عمران بھی اٹھا اور اس کمرے سے نکل کر آپریشن روم میں آگیا یہاں جو لیا اور کیپن ٹکلیل پہلے سے موجود تھے۔

”عمران صاحب۔ کرٹل فریدی اور اس کے ساتھی اب باہر آئے ہیں۔ کہیں وہ یہ مشکل تونہیں کر چکے،“ کیپن ٹکلیل نے کہا۔

”نہیں۔ ہم تو نیچے سمندر میں جا گرے تھے لیکن یہ دوبارہ پھنس گئے تھے اور پھر انہوں نے کرٹل برائک اور اس کے چار ساتھیوں کو ہلاک کر دیا۔ لیکن یہ خود ہی اس کمرے میں پہنچ گئے جہاں سے ہم سمندر میں گرے تھے اور انہیں بھی وہاں سے سمندر میں پھینک دیا گیا کیونکہ انہوں نے ہمارے بارے میں یہ سمجھ لیا ہے کہ ہم سمندر میں ڈوب چکے ہیں اور ہماری لاشیں بھی مچھلیاں کھا چکی ہیں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”لیکن اب کرٹل فریدی کو ہم ساتھ کیسے لے جائیں گے۔ پھر تو ہمارا کریڈٹ ختم ہو جائے گا،“ جو لیا نے کہا۔

”اصل کریڈٹ عالم اسلام پر منڈلانے والے خطرے کو دور کرنا ہے چاہے کوئی بھی کمرے،“ عمران نے جواب دیا تو جو لیا نے بے اختیار ہونٹ پہنچ لے۔

”آپ نے کیا معلوم کیا ہے لیبارٹری کے بارے میں۔“ کیپن ٹکلیل نے پوچھا تو عمران نے جیمز کے ساتھ ہونے والی بات چیت دوہراؤ۔

”اس کا مطلب ہے کہ اب میں سیکورٹی ایریا کے عقبی طرف جانا ہو گا لیکن راستہ کیسے کھلے گا،“ جولیا نے کہا۔

”کرٹل فریدی صاحب آجائیں پھر دیکھیں گے کہ کیا ہوتا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”کرٹل فریدی کو لا جا حالہ اس بات کا علم نہ ہو گا۔ وہ تو ہماری طرح یہی سمجھ رہے ہوں گے کہ راستہ اس عمارت کی اندر ولی طرف سے ہے۔“ کیپشن ٹکلیل نے کہا۔

”ابھی دیکھ لینا کہ کرٹل فریدی کو کیا معلوم ہے اور کیا نہیں؟“ عمران نے سکراٹ نے سکراٹ ہوئے کہا۔ فریدی اوپر آیا۔ اس کے پیچھے کیپشن حمید اور مناظر تھے۔

”السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ۔“ کیپشن صاحب کو اتنی جلدی ہوش کیسے آگیا،“ عمران نے آگے بوجھے ہوئے کہا۔

”تم تو بھاگ آئے۔ ہم نے تو اندر قیامت برپا کر دی تھی،“ کیپشن حمید نے منہ بنا تے ہوئے کہا۔

”مجھے معلوم ہے کہ اندر پانچ تکھیاں ماری گئی ہیں،“ عمران نے سکراٹ ہوئے کہا۔

”یہ وقت ان باتوں کا نہیں ہے عمران۔ صورتحال بے حد گھبیر ہے۔ کسی بھی لمحے اندر موجود افراد کو ہمارے بارے میں علم ہو سکتا ہے اور پھر جو جزیرے کی صورتحال ہے ہمیں کیجاں جائے پناہ بھی نہیں ملے گی،“ کرٹل فریدی نے سمجھیدہ الجھ میں کہا۔

”آپ بے فکر ہیں۔ باہر کا مکمل کنشروں ہمارے ہاتھ میں ہے۔ انہوں نے جو مشینری نصب کر رکھی ہے اس کا تعلق سمندر سے ہے۔“ عمران نے کہا تو کرٹل فریدی نے اٹھیناں بھرے انداز میں سرہلا دیا۔

”لیبارٹری سیکورٹی عمارت کے عقبی طرف زیر زمین ہے اور اس کا راستہ بھی اندر کھلتا ہے۔ میں نے کرٹل برائک سے معلوم کر لیا تھا،“ کرٹل فریدی نے کہا۔

”میں نے ٹرانسیمیٹر پر کال کی تو مجھے بتایا گیا کہ کرٹل برائک ہو چکا ہے اور اب وہاں سیکورٹی چیف جیز ہے۔ آپ کے بارے میں پوری تفصیل بھی بتائی گئی کہ آپ خود بخود اس کرے میں پہنچ گئے جو لاشیں نیچے سمندر میں پھینکنے کے لئے بنایا گیا تھا،“ عمران نے سکراٹ ہوئے کہا۔

”ہاں۔ ہمیں بے ہوش کر کے سمندر میں پھینکا گیا لیکن پانی میں گرتے ہی ہمیں ہوش آگیا۔ لیکن مناظر اور کیپشن حمید اس حد تک ہوش میں نہ آئے تھے کہ ہم جزیرے سے نکل کر ساحل تک پہنچ سکتے اس لئے مجبوراً مجھے ہی ان دونوں کو ٹھیکنا پڑا۔ پھر تمہارے ساتھی پہنچ گئے۔ ویسے میں تو اس آپریشن روم کو بتا کر نے کے لئے دوسری منزل پر جا رہا تھا لیکن اوپر جانے کا راستہ شاید خصوصی طور پر کھلتا تھا اسی لئے راستے کی بجائے ہم اس کرے میں پہنچ گئے۔“ کرٹل فریدی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”آپ نے کرٹل برائک کا خاتمہ کیسے کر دیا۔ اس نے یقیناً آپ کو دوبارہ زنجیروں میں جکڑ دیا ہو گا،“ اچائیک کیپشن ٹکلیل نے کرٹل فریدی سے مخاطب ہو کہا تو کرٹل فریدی بے اختیار مسکرا دیا۔

”ہاں۔ تمہاری بات درست ہے۔ اسی لئے تو وہ پوری طرح مطمئن تھا اور اس نے میرے سوالات کے جواب بھی دے دیئے کیونکہ اسے یقین تھا کہ ہم ان ریموت کنٹرول کڑوں سے کسی صورت بھی آزادی حاصل نہ کر سکیں گے۔ لیکن بعض اوقات ناک کے نیچے چیزیں نظر نہیں آتیں اور ہم دور دیکھنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ ریموت کنٹرول میں ریز کام کرتی ہیں جو ان کڑوں میں موجود سسٹم کو آپریٹ کرتی ہیں جن کی وجہ سے یہ کھلتے اور بند ہوتے ہیں۔ لیکن اس سسٹم کو بغیر ریموت کنٹرول کے بھی آپریٹ کیا جا سکتا ہے صرف مخصوص انداز میں جھٹک دینے سے۔“ کرٹل فریدی نے کہا تو عمران نے جوغور سے یہ سب سن رہا تھا بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

”اوہ واقعی۔ یہ ناک کے نیچے کی چیز تھی۔ میرا مطلب ہے ہتلر کی موچیں جو ہمیشہ ناک کے بالکل نیچے ہی ہوتی ہیں۔ مجال ہے کہ

ناک کے نیچے سے ادھرا دھر جا سکیں، ”عمران نے کہا تو کرٹل فریدی بے اختیار مسکرا دیا۔

”اب کیا ہم یہیں کھڑے باتیں کرتے رہیں گے“ جو لیا نے کہا۔

”میں یہاں عمران کو یہی بتانے کے لئے آیا تھا کہ لیبارٹری عقبی طرف موجود ہے لیکن عمران پہلے ہی معلوم کر چکا ہے۔ اب میں چتا ہوں۔ تم جس انداز میں چاہواں لیبارٹری میں کام کر سکتے ہو۔“ کرٹل فریدی نے کہا۔ <http://www.kitaabghar.com>

”تو کیا آپ واپس جا رہے ہیں“ جو لیا نے حیرت بھرے لجھے میں کہا۔

”نہیں مس جو لیا۔ مشن مکمل کئے بغیر واپسی کا تو سوچا بھی نہیں جاسکتا۔ میں نے ڈاکٹر عبداللہ کو ہر صورت میں یہاں سے نکالنا ہے اور اگر ہم نے مل کر کام کیا تو ہو سکتا ہے کہ ہم اسکے لئے گھیرے میں آ جائیں جبکہ ہم عیحدہ عیحدہ کام کریں گے تو ایک گروپ تو بہر حال کامیاب ہوئی جائے گا۔ آؤ کیپشن حمید اور مناظر“ کرٹل فریدی نے اپنے ساتھیوں سے کہا جو خاموش کھڑے تھے <http://www.kitaabghar.com>

”کرٹل صاحب۔ یہاں اسلحہ کافی مقدار میں موجود ہے اور یقیناً آپ کے پاس صرف میشین پٹل ہوں گے اس لئے آپ جس ناپ کا اور جس قدر چاہیں اسلحہ لے لیں“ عمران نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ شکر یہ۔ کہاں ہے اسلحہ“ کرٹل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ **کتاب گھر کی پیشکش**

”کیپشن ٹکلیل آپ کے ساتھ جائے گا“ عمران نے کہا۔ <http://www.kitaabghar.com>

”آئیے کرٹل صاحب“ کیپشن ٹکلیل نے اثبات میں سرہلاتے ہوئے کہا۔

”اوکے عمران۔ وش یو ڈلک“ کرٹل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ گیا۔

”فی امان اللہ“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”میرا خیال ہے چیف نے ہمیں خواہ مخواہ یہاں بھجوادیا ہے جبکہ تم چاہتے ہو کہ کرٹل فریدی یہ مشن مکمل کر لے“ جو لیا نے قدرے غصیلے لجھے میں کہا۔ <http://www.kitaabghar.com>

”یہ خیال تمہیں کیسے آگیا“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ظاہر ہے ہم یہاں بیٹھے باتیں ہی کرتے رہیں گے اور کرٹل فریدی لیبارٹری سے ڈاکٹر عبداللہ کو لے اڑ پے گا“ جو لیا نے اسی طرح غصیلے لجھے میں کہا۔

”نہیں۔ ایسا اتنی آسانی سے ممکن نہیں ہے جتنا کرٹل فریدی صاحب نے سمجھ لیا ہے۔ بات وہی ہے اپنی ناک کے نیچے موجود ہٹلر مار کر موچھیں تو نظر نہیں آتیں جبکہ آدمی دوسروں کی موچھوں کی لمبائی چوڑائی پر اعتراض کرتا رہ جاتا ہے“ عمران نے کہا۔

”یہ تم پر آج موچھوں کا کیا دورہ پڑ گیا ہے“ جو لیا نے جھلانے ہوئے لجھے میں کہا۔

”کرٹل صاحب کی بات کر رہا ہوں۔ اگر وہ ہٹلر مار کر موچھیں رکھ لیں تو واقعی ہٹلر ہی نظر آئیں“ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اور تم۔ تم کیا نظر آؤ گے“ جو لیا نے اور زیادہ جھلانے ہوئے لجھے میں کہا۔ <http://www.kitaabghar.com>

”کارٹون“ عمران نے بے ساختہ کہا تو جو لیا باوجود جھلانہ کے بے اختیار نہیں پڑی۔

”تم نہیں رہی ہو جبکہ میں سمجھ دی گی سوچ رہا ہوں کہ اب واقعی کارٹون بن ہی جاؤں۔ شاید بہار آجائے“ عمران نے منہ بھاتے ہوئے کہا تو جو لیا ایک بار پھر کھلکھلا کر نہیں پڑی۔

”واقعی بہار آجائے گی کیونکہ لوگ تمہاری شکل دیکھ کر بہار کے پھواں کی طرف کھل اٹھیں گے“ جو لیا نے کہا۔ وہ شاید تصور میں ہی عمران کے ہونٹوں پر ہٹلر مار کر موچھیں دیکھ کر محفوظ ہو رہی تھی۔ اسی لمحے کیپشن ٹکلیل واپس آگیا۔

”کرٹل صاحب تو اسلحے کر چلے گئے ہیں۔ اب ہم نے کیا کرنا ہے“، کیپشن ٹکلیں نے اندر داخل ہو کر کہا۔

”اپنے ساتھیوں کو بلا دتا کہ آئندہ کے لئے کوئی جام منصوبہ بندی کی جاسکے“، عمران نے سمجھدہ لجھے میں کہا تو کیپشن ٹکلیں سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔

”کرٹل صاحب نے ایک کھاڑی میں غوطہ خوری کے لباس چھپائے ہوئے تھے۔ وہ انہیں پہن کر ساحل کے ساتھ ساتھ اس جزیرے کے عقبی طرف گئے ہیں“، صدر نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔ تنور اور کیپشن ٹکلیں بھی اس کے ساتھ تھے۔

”ٹھیک ہے۔ لیکن اصل مسئلہ اور ہے۔ کرٹل فریدی یہ سمجھ رہے ہیں کہ عقبی طرف کوئی چینگ نہیں ہوگی جس طرح سامنے کے رخ پر سیکورٹی ایریے میں چینگ نہیں کی جاتی کیونکہ یہاں ٹاورزم موجود ہیں جو سامنے کے رخ پر چینگ کرتے ہیں اور چونکہ اب یہ ٹاور دوسرے رخ پر ہے اس لئے عقبی طرف وہ اطمینان سے کا برداشتی کر لیں گے لیکن انہیں یہ معلوم نہیں ہے کہ عقبی طرف کی چینگ کے لئے تیرے جزیرے پر ٹاور موجود ہے“، عمران نے کہا۔

”کرٹل صاحب بے حد ہوشیار آدمی ہیں۔ اتنی آسانی سے مارنے کا سکتے“، جولیا نے کہا۔

”بہر حال اب ہم نے اپنے طور پر مشتمل کرنے کا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”میرا خیال ہے عمران صاحب کہ اس لیبارٹری کا سمندر کے اندر سے بھی کوئی راستہ ہوگا“، صدر نے کہا۔

”ہاں۔ ضرور ہوگا لیکن ہمارے پاس تو غوطہ خوری کے لباس بھی موجود نہیں ہیں اس لئے ہم سمندر کے نیچے موجود راستے کی تلاش نہیں کر سکتے“، عمران نے جواب دیا۔

”تو پھر آپ نے کیا سوچا ہے“، صدر نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ ہمیں پہلے سیکورٹی ایریا پر قبضہ کرنا چاہئے۔ وہاں سے ہم آسانی سے تیرے جزیرے کے ٹاور کو کوئی کر سکیں گے اور جب تک ٹاور کو نہیں ہوگا اس وقت تک ہم لیبارٹری میں داخل نہیں ہو سکتے“، عمران نے کہا۔

”لیکن سیکورٹی ایریا اب قبضہ میں کیسے ہوگا“، جولیا نے کہا۔

”یہاں ایسی مشینری موجود نہیں ہے جس سے سیکورٹی ایریا کو یہاں سے اوپن کیا جاسکے اس لئے جیز کو چکر دینا پڑے گا۔“، عمران نے کہا۔

”وہ کیسے اور کیسا چکر“، جولیا نے چوک کر کہا۔

”میرے خیال میں ہم اسے بتائیں کہ ہم نے جولیا کو زندہ سلامت سمندر سے نکال لیا ہے۔ لامحالة جیز جولیا کو سیکورٹی ونگ میں طلب کرے گا اور جولیا اندر پہنچ کر ہمارے اندر جانے کا راستہ اوپن کر سکتی ہے“، عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ یہ ضروری نہیں کہ جیز جولیا کو طلب کرے اور یہ بھی ضروری نہیں کہ مس جولیا وہاں قبضہ کر لیں۔ ہمیں فول پروف پلانگ کرنی ہوگی۔ عقبی طرف صرف لیبارٹری کا ہی راستہ نہیں ہے بلکہ زیریز میں ان ایکریمیا کے میزاں کوں کے اڈے بھی ہیں اور لامحالة ان اڈوں میں ایسی مشینری موجود ہوگی جس سے وہ باہر کی ٹکرائی کرتے رہتے ہوں گے اس لئے اگر ہم سیکورٹی ونگ پر قبضہ بھی کر لیں تب بھی وہ ہمیں ان میزاں اڈوں سے چیک کر سکتے ہیں۔“، صدر نے کہا۔

”یہ بات تمہیں کس نے بتائی ہے“، عمران نے کہا۔

”کرٹل فریدی صاحب نے۔ کنارے سے یہاں آنے تک ان سے تفصیلی بات ہوئی تھی،“ صدر نے کہا۔

”اوہ۔ پھر کرٹل فریدی ویا نہیں کریں گے جیسا میں نے سوچا ہے۔ انہیں چونکہ غوطہ خوری کے لباس مل گئے ہیں اس لئے لامحالة اب وہ

سمندر کے اندر لیبارٹری میں داخل ہونے کی کوشش کریں گے، عمران نے سنجیدہ لبجھ میں کہا۔

”ان کی بات چھوڑو۔ یہ تاؤ ہم نے کیا کرنا ہے“ جولیا نے کہا۔

”یہاں اسلحہ موجود ہے اس لئے ہمیں منصوبہ بندی کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم اس پوری عمارت کو بھی تباہ کر سکتے ہیں اور ان میزائل

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

اڑوں کو بھی“ تنبیہ نے کہا۔

”نہیں۔ اس طرح ہم بھیکے ہوئے چوہوں کی طرح مارے جائیں گے۔ ابھی تک معاملہ صرف سیکورٹی ایریا تک محدود ہے۔ اگر میزائل اڑوں کی سیکورٹی کو اطلاع مل گئی تو پھر ہمارا یہاں سے نیچ کر لکھانا ممکن ہو جائے گا“ عمران نے کہا۔

”آخر کچھ نہ کچھ تو ہمیں کرنا ہی ہو گا“ جولیا نے جھلاہٹ بھرے لبجھ میں کہا۔

”ہاں کیوں نہیں۔ یہاں ہم سب کچھ کر سکتے ہیں۔ میرا مطلب ہے سوائے چھوہا رے باٹھنے کے کیونکہ وہ یہاں نہیں مل سکتے“ عمران

نے بڑے معصوم لبجھ میں کہا۔

”تمہیں سوائے بکواس کرنے کے اور بھی کچھ آتا ہے۔ ہم یہاں آتش فشاں کے دہانے پر موجود ہیں اور تم خواہ مخواہ کی فضول باتوں میں وقت ضائع کر رہے ہو“ جولیا نے اور زیادہ غصیلے لبجھ میں کہا۔

”مس جولیا۔ معاملات بے حد نازک اور پچیدہ ہیں۔ عمران صاحب ایسی باتیں اسی وقت کرتے ہیں جب ان کے ذہن میں کوئی فیصلہ کرن پلانگ نہ آ رہی ہو جبکہ آپ خواہ مخواہ غصہ میں آ جاتی ہیں“ کیپشن ٹکلیل نے انتہائی سنجیدہ لبجھ میں کہا۔

”یہی بات تو میں اسے سمجھا رہی ہوں لیکن اسے سوائے فضول باتیں کرنے اور کچھ نہیں آتا“ جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ میرا خیال کہ ہمیں ٹاور کے ساتھ ساتھ رہتے ہوئے عقبی طرف پہنچنا چاہئے۔ پھر وہاں ہو گا دیکھا جائے گا“ صدر نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ فوری طور پر اس کے علاوہ اور کوئی بات سمجھ میں نہیں آ رہی۔ ایسا کرو کہ اس ٹاور کی تمام مشینری کو تباہ کر دو۔ سپیش

ٹرنسیمیٹر میں ساتھ لے چلتا ہوں تاکہ جیمز کی کال آئے تو اسے اٹھ دی کیا جاسکے“ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب۔ ٹاور کے نیچے جو اسلحہ موجود ہے اس میں میزائل گئیں بھی ہیں۔ ان گنوں سے ہم تیر پریے جزیرے پر موجود ٹاور کو بھی

اڑا سکتے ہیں“ کیپشن ٹکلیل نے کہا۔

”ارے نہیں۔ پھر تو ٹینول جزیروں پر ریڈ ارٹ ہو جائے گا اور ہو سکتا ہے کہ ایک یہیں فوج کی پوری کمپنی یہاں پہنچ جائے۔ ابھی تک جو

کچھ ہو رہا ہے وہ خاموشی سے ہوا ہے اس لئے آگے بھی خاموشی سے ہی ہونا چاہئے“ عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ تھوڑی

دیر بعد وہ سب ساحل پر پہنچ چکے تھے۔ ٹاور کی تمام مشینری انہوں نے تباہ کر دی تھی۔ البتہ ٹرنسیمیٹر عمران کے کوٹ کی جیب میں تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے اسلحہ خانہ سے ضروری اسلحہ بھی اٹھایا تھا جو بیگوں کی صورت میں ان کی کروں پر لداہوا تھا جو نکلے یہ بیگ جو اسلحہ لے جانے کے لئے ہی بنائے گئے تھے مکمل طور پر واٹر پروف تھے اس لئے انہیں یہ خطرہ نہیں تھا کہ اسلحہ پانی میں بھیگ جائے گا۔ البتہ ان کے لباس پانی میں بھیگ جانے

تھے اور ان کے تحفظ کا ان کے پاس کوئی ذریعہ نہیں تھا۔ چنانچہ وہ ساحل کے کنارے کے ساتھ ساتھ تیرتے ہوئے آگے بڑھے چلے جا رہے تھے اور پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد وہ اس سیکورٹی ایریا کی عمارت کو کراس کر کے اس کے عقبی طرف پہنچ گئے۔ یہاں بھی ہر طرف اوپنی اوپنی جھاڑیاں پھیلی ہوئی تھیں اور وہ ساحل پر چڑھ کر جھاڑیوں کی اوٹ میں ہو گئے۔ ان کے لباسوں سے پانی مسلسل بہرہ رہا تھا۔ عمران کی نظر میں اس عقبی ایریا پر جی ہوئی تھیں لیکن یہاں پہلے کی طرح اوپنی اوپنی جھاڑیوں کے علاوہ اور کچھ نظر نہ آ رہا تھا۔

”عجیب صورتحال ہے“ عمران نے آہستہ سے بڑھاتے ہوئے کہا۔

”کیا ہوا ہے“ ساتھ پیشی ہوئی جولیا نے چونک کر کہا۔

”یہاں تو لیبارٹری ہونے کے بھی آہار نظر نہیں آ رہے۔ اب ہم راستہ کیسے تلاش کریں گے۔ تیز حرکت کرنیں سکتے ورنہ سامنے تیرے جزیرے پر موجود ٹاور سے ہمیں مارک کر لیا جائے گا۔“ عمران نے سوچنے والے انداز میں کہا اور پھر صدر، کیپشن ٹکلیں اور تنوری بھی جهاڑیوں کی اوٹ میں رینگتے ہوئے ان کے پاس پہنچ گئے۔

”عمران صاحب یہاں راستہ کیسے ٹریس ہو گا“ صدر نے کہا۔

”یہی بات میں بھی سوچ رہا ہوں“ عمران نے کہا۔

”کریں صاحب یہاں نظر نہیں آ رہے“ کیپشن ٹکلیں نے کہا۔

”انہیں غوطہ خوری کے لباس مل گئے ہیں۔ وہ ان سے فائدہ اٹھانے کے چکر میں ہوں گے“ عمران نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی اچانک فاصلے پر موجود ٹاور پر سے شعلہ چکا اور اس کے ساتھ ہی عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے کوئی وزنی چیز اس سے ٹکرائی ہو۔ یہ ٹکراؤ اس قدر زور دار تھا کہ عمران جو بیٹھا ہوا تھا پشت کے بل نیچے گرا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن پر یکخت تاریک باول سا چھا گیا۔ البتہ ذہن کے تاریک ہونے سے پہلے اسے اپنے ساتھیوں کے طبق سے نکلنے والی مختلف آوازیں بھی سنائی دی تھیں اور آخری احساس اس کے ذہن میں بھی ابھرنا کہ نہ صرف انہیں مارک کر لیا گیا ہے بلکہ انہیں ہٹ بھی کر دیا گیا ہے اور ظاہر ہے اس بار انہیں زندہ رکھنے کی انہیں ضرورت ہی نہ ہو گی۔

☆☆☆

محبتوں کے ہی درمیاں

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

خواتین کی مقبول مصنفہ **نگعت عبد اللہ** کے خوبصورت ناولوں کا مجموعہ، **محبتوں کے ہی درمیاں**، جلد

کتاب گھر پر آ رہا ہے۔ اس مجموعہ میں انکے چار ناول (تمہارے لیے تمہاری وہ، جلاتے چلو چڑاغ، ایسی بھی قربتیں رہیں اور محبتوں کے ہی درمیاں) شامل ہیں۔ یہ مجموعہ کتاب گھر پر **ناول سیشن** میں دیکھا جاسکتا ہے۔

دل پھولوں کی بستی

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

خواتین کی مقبول مصنفہ **نگعت عبد اللہ** کا انتہائی خوبصورت اور طویل ناول، **دل پھولوں کی بستی**، جس

نے مقبولیت کے نئے ریکارڈ قائم کیے، جلد کتاب گھر پر آ رہا ہے۔ اسے کتاب گھر پر **ناول سیشن** میں دیکھا جاسکتا ہے۔

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

کتاب گھر کی پیشکش


<http://www.kitaabghar.com>
<http://www.kitaabghar.com>

کرٹل فریدی اپنے ساتھیوں سمیت سمندر میں ساحل کے ساتھ ساتھ لیکن سطح سے خاصی گھرائی میں تیرتا ہوا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ غوطہ خوری کے جدید لباسوں کی وجہ سے انہیں کسی قسم کی کوئی دشواری محسوس نہ ہو رہی تھی۔ سیکورٹی ایریئے کی عمارت کا سایہ انہیں پانی میں صاف دیکھائی دے رہا تھا اور تھوڑی دیر بعد یہ سایہ غائب ہو گیا تو سمجھ گئے کہ وہ عقبی طرف پہنچ گئے ہیں۔

”ہم نے یہاں کوئی خفیہ راستہ تلاش کرنا ہے۔ اوپر سطح پر مت جاؤ ورنہ تیرے جزیرے کے ناوار سے بھی ہمیں چیک کیا جاسکتا ہے“

کرٹل فریدی نے ہیلمٹ میں موجود رائنس میٹر پر بات کرتے ہوئے کہا۔

”کرٹل صاحب۔ سیکورٹی ایریا سے وہ سمندر کو چیک کر رہے ہیں۔ ایسی صورت میں وہ ہمیں بھی تو چیک کر سکتے ہیں۔“ مناظر کی آواز رائنس میٹر پر سنائی دی۔

”وہ ساحل سے دور چیک کر رہے ہوں گے۔ ساحل کے ساتھ ساتھ چینگ کی انہیں ضرورت نہیں ہے،“ کرٹل فریدی نے جواب دیا۔

”آپ نے جوشین ناوار کے اسلخ خانہ سے اٹھائی تھی اسے استعمال کریں ورنہ یہ خفیہ راستہ کیسے نظر آئے گا،“ کیپن حمید کی آواز سنائی دی۔

”اسے میں نے پہلے ہی آن کر کے اندر جیب میں ڈالا ہوا ہے جیسے ہی خفیہ راستے سے اس کی ریز نکرانے کی وجہ کا شن دینا شروع کر دے گی،“ کرٹل فریدی نے جواب دیا اور پھر وہ تھوڑا ہمیں بڑھے ہوئے گئے کہ اچانک پانی میں ہلکی ہونے لگی۔ ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے تیز ہوا چلنے سے پانی میں لہریں پھیل رہی ہوں۔ یہ غوطہ خوری کے لباس کے اندر دوسرے لباس کی جیب میں موجود اس مشین کا کاشن تھا جو اس نے ناوار کے نیچے بنے ہوئے اسلخ خانے سے لی تھی۔ یہ مشین الیکٹرونک لہروں کو چیک کرتی تھی اور چونکہ راستے کو کھولنے اور بند کرنے کے لئے الیکٹرانک سسٹم نصب کیا جاتا ہے چنانچہ جیسے ہی اس سسٹم سے مشین سے نکلنے والی ریز نکرانی انہوں نے کاشن دینا شروع کر دیا اور کرٹل فریدی رک گیا۔

”مشین نے کاشن دینا شروع کر دیا ہے۔ تم دونوں ہاتھیں روکیں چیک کرتا ہوں،“ کرٹل فریدی نے کہا اور تیزی سے ساحل کی طرف بڑھ گیا۔ اس کی تیز نظریں پانی میں اٹھنے والی لہروں پر جبکی ہوئی تھیں۔ وہ ساحل کے بالکل قریب جا کر ایک جگہ جیسے ہی پہنچا لہروں میں موجود ارتعاش یکنہت تیز ہو گیا تو کرٹل فریدی سمجھ گیا کہ ہاتھیں راستے موجود ہے۔ اس نے ہیلمٹ کے اوپر موجود لائٹ آن کر دی۔ اس کے ساتھ ہی پانی کے اندر تیز رoshni پھیل گئی۔ اس روشنی کی مدد سے کرٹل فریدی نے ساحل کے اس کٹے پھٹے حصے کو چیک کرنا شروع کر دیا اور پھر ایک جگہ خاصاً برا سیاہ رنگ کا باریک دائرہ دیکھ کر وہ بے اختیار مسکرا دیا۔ اس نے خفیہ راستہ تلاش کر لیا تھا۔ کرٹل فریدی کافی دیر تک اس راستے کو چیک کرتا رہا پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر ایک ابھری ہوئی جگہ پر رکھ کر اسے زور سے دبایا تو گزگز اہٹ کی آواز کے ساتھ ہی اس سیاہ دائرے کے اندر موجود خاصی بڑی چٹان کا گلزار اندر کی طرف جا کر غائب ہو گیا۔ اب وہاں ایک سرگن دکھائی دے رہی تھی جس میں پانی تیزی سے بھر رہا تھا۔

”آؤ،“ کرٹل فریدی نے کہا اور تیزی سے اس سرگن میں داخل ہو گیا۔ وہ پانی میں تیرتا ہوا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ اس کے ساتھی اس کے پیچے تھے۔ سرگن آگے جا کر اوپر کی طرف اٹھتی جا رہی تھی اور پانی کی سطح آگے جا کر مہوتی جا رہی تھی اور پھر ایک جگہ پہنچ کر کرٹل فریدی رک گیا کیونکہ وہاں پانی موجود نہ تھا۔ اس نے لائٹ بند کی اور غوطہ خوری کا لباس اتارنا شروع کر دیا۔ اس کے پیچے آنے والے کیپن حمید اور مناظر نے بھی اس کی پیروی شروع کر دی۔

”ہم ڈاکٹر کو کیسے لے جائیں گے؟“ اچانک کیپن حمید نے کہا۔

”خاموش رہو،“ کرٹل فریدی نے غراتے ہوئے کہا تو کیپن حمید سہم کر خاموش ہو گیا۔ کرٹل فریدی نے غوطہ خوری کا لباس اتار کر ایک

طرف رکھا اور پھر جیب سے ایک پسل نارچ نکال کر اس نے اسے آن کر دیا۔ نارچ کی تیز روشنی ہیلمٹ پر موجود لائٹ سے بھی زیادہ تیز تھی۔ سرگ تیز روشنی سے بھر گئی۔ کرتل فریدی آگے بڑھنے لگا اور پھر تھوڑا ہی آگے جانے کے بعد وہ سرگ کے اختتام پر پہنچ گئے۔ یہاں بھی ویسا ہی سیاہ دائرہ نظر آ رہا تھا۔ نارچ کی تیز روشنی میں کرتل فریدی نے یہاں بھی ابھری ہوئی ایک جگہ مارک کر لی اور پھر اس نے جیسے ہی اسے دبایا ایک اور گزر گراہٹ کے ساتھ ہی پورا گول نکلا اندر کی طرف ہو کر سائیڈ پر رک گیا۔ دوسری طرف ایک بڑا سا کرہ دکھائی دے رہا تھا جس میں ٹوٹی ہوئی پیشیاں ہر جگہ رکھی ہوئی دکھائی دے رہی تھیں۔ کمرے میں اندر ہمرا تھا لیکن کرتل فریدی کے ہاتھ میں موجود نارچ کی تیز روشنی نے کمرے کو بھی خاصی حد تک روشن کر دیا تھا۔ کرتل فریدی آگے بڑھا اور اس نے نارچ کی روشنی میں پورے کمرے کا جائزہ لیا اور پھر اندر داخل ہو گیا۔ اس کے پیچھے کیپشن حمید اور مناظر بھی کمرے میں داخل ہو گئے۔ باہمیں ہاتھ پر کمرے میں ایک دروازہ تھا جو بند تھا۔ کرتل فریدی اس دروازے کی طرف مڑا اور پہلے اس نے نارچ کی تیز روشنی میں دروازے کا جائزہ لیا کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ کہیں دروازے پر حفاظتی انتظامات نہ ہوں لیکن جب ایسی کوئی چیز سامنے نہ آئی تو اس نے دروازے کو پکڑ کر جھٹکا دیا تو دروازہ اندر کی طرف کھلتا چلا گیا۔ باہر ایک راہداری تھی جو آگے جا کر گھوم گئی تھی۔ اس راہداری میں روشنی ہو رہی تھی۔ کرتل فریدی نے راہداری میں داخل ہونے سے پہلے دروازے میں ہی رک کر راہداری کی دیواروں اور چھت کو اچھی طرح چیک کیا لیکن دیواریں اور چھت سادہ تھی۔ البتہ جگہ جگہ لائسنس گلی ہوئی تھیں جن میں سے چند جل رہی تھیں۔ کرتل فریدی راہداری میں داخل ہوا اور اس نے نارچ بند کر کے اسے جیب میں ڈالا اور جیب سے مشین پسل نکال کر ہاتھ میں پکڑ لیا اور پھر وہ محتاط انداز میں قدم آگے بڑھا تا چلا گیا۔ راہداری گھوم کر ایک اور دروازے پر جا کر ختم ہو گئی۔ دروازہ بند تھا۔ یہ کافی لمبا اور چوڑا دروازہ تھا۔ کرتل فریدی نے ہاتھ بڑھا کر اس دروازے کو دبایا تو دروازہ دب نہ سکا جس کا مطلب تھا کہ دروازہ اندر سے بند تھا۔ کرتل فریدی نے جیب سے وہ مشین نکالی جسے اس نے پانی میں راستہ ٹیس کرنے کے لئے ٹاور سے لیا تھا۔ اس نے سرگ میں غوطہ خوری کا لباس اتنا نے کے بعد اسے آف کر دیا تھا۔ اس نے مشین نکالی اور اس کا ایک بٹن آن کر اسے دروازے کے ساتھ لگا دیا۔ چند لمحوں بعد بلکل سی کٹاک کی آواز سنائی دی تو کرتل فریدی نے مشین کو دروازے سے ہٹا کر اسے آف کیا اور اسے دوبارہ جیب میں ڈال لیا اور پھر اس نے دروازے کو دبایا تو دروازہ کھلتا چلا گیا۔ کرتل فریدی نے اندر جھانکا اور اس کے ساتھ ہی اس کے لبوں پر اطمینان بھری مسکراہٹ ابھر آئی۔ دوسری طرف ایک چوڑا راستہ تھا جس کے دونوں اطراف میں دروازے تھے لیکن یہ دروازے بند تھے اور اس راستے کی چھت میں موجود لائسنس جل رہی تھیں۔ راستے کے آخر میں سیڑھیاں تھیں جو گھوم کر اوپر جا رہی تھیں۔ کرتل فریدی دروازوں کی ساخت دیکھ کر سمجھ گیا کہ یہ یہاں پر جھٹکا کام کرنے والوں کے بیٹر و مزدیں ہیں۔ وہ دروازہ کر اس کر کے اندر داخل ہو گیا۔ اس کے کیپشن حمید اور مناظر بھی داخل ہو گئے اور پھر کرتل فریدی کے اشارے پر مناظر نے آہستہ سے دروازہ بند کر دیا۔ دروازہ بند ہونے پر بلکل سی کٹاک کی آواز سنائی دی اور پھر خاموشی طاری ہو گئی۔ کرتل فریدی اور اس کے ساتھی اب سیڑھیوں کی طرف بڑھ رہے تھے کہ اچانک انہیں اوپر سے کسی کے بولنے کی آواز سنائی دی۔ اس کے ساتھ ہی قدموں کی آواز ابھریں اور قدموں کی آوازوں سے ہی کرتل فریدی سمجھ گیا کہ باتیں کرنے والے دونوں افراد نیچے آ رہے ہیں۔ اس نے جلدی سے ایک دروازے کو دبایا کر کھولا اور اپنے ساتھیوں کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کر کے وہ اندر داخل ہو گیا۔ اس کے ساتھی بھی اس کے پیچھے اندر آگئے۔ یہ واقعی بیٹر و مزمود تھا۔ کرتل فریدی نے دروازے کو آہستہ سے بند کیا لیکن اس میں اتنی جھری ضروری رکھلی کہ وہ باہر دیکھ سکے۔ لیکن ابھی اسے چند ہی لمحے گزارے ہوں گے کہ اچانک کمرے کی چھت پر موجود ایک بلب یکخت جل اٹھا جس کی روشنی بے حد تیز تھی۔ کرتل فریدی اور اس کے ساتھیوں نے چونک کر بلب کی طرف دیکھا ہی تھا کہ بلب یکخت بجھ گیا۔ اور اسکے ساتھ ہی کرتل فریدی کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا سانس پھر بن کر اس کے گلے میں اٹک گیا ہو۔ اس نے سانس لینے کی کوشش کی لیکن بجائے سانس آنے کے اس کا ذہن تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔

کتاب گھر کی پیشکش


<http://www.kitaabghar.com>
<http://www.kitaabghar.com>

جیز سیکورٹی ایریے کے آپریشن روم میں اپنے مخصوص شیشے والے کمرے میں موجود تھا۔ اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ پاکیشیائی اور دماک کے ایجنت سب ہلاک ہو چکے تھے اور اب سیکورٹی ایریے کا چیف بھی وہ بن چکا تھا۔ چینگ مشینزی سمندر کی مسلسل نگرانی کر رہی تھی اور ہر طرف سے اوکے کے سنگل مل رہے تھے اس لئے وہ طرح سے مطمئن تھا۔ اسے معلوم تھا کہ دو ماہ کی پابندی کے بعد جب تھری پر لے جزیروں کو اپن کر دیا جائے گا تو وہ ڈیپنس سیکرٹری کو تفصیلی روپورث دے کر سرکاری طور پر بھی کرنل برائک کی جگہ سیکورٹی آفیسر بن جائے گا کہ اچانک میز پر پڑے ہوئے فون کی گھنٹی نجاح اٹھی تو اس نے چونک کرفون کی طرف دیکھا اور اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے کیونکہ اس فون کا تعلق تیسرے جزیرے کی سیکورٹی سے تھا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

”لیں۔ کچیف سیکورٹی آفیسر جیز بول رہا ہوں“ جیز نے تیز لمحے میں کہا۔ گوہ پہلے جزیرے کے اور تیسرا جزیرے کے سیکورٹی انچارجوں کو کرنل برائک کی ہلاکت کے بعد اپن خود کچیف سیکورٹی آفیسر بننے کی اطلاع دے چکا تھا اس کے باوجود اس نے دوبارہ اپنے لئے سیکورٹی چیف کا عہدہ دو ہرایا تھا۔

”بوگ بول رہا ہوں چیف“ دوسری طرف سے تیسرے جزیرے کے سیکورٹی انچارج کی مواد بانہ آوازنائی دی۔

”لیں۔ کیوں کال کی ہے؟“ جیز نے قدرے سخت لمحے میں کہا۔

”چیف۔ سیکورٹی ایریے کے عقبی طرف پیش علاقے میں ایک عورت اور چار مردوں کو ہماری مشینزی نے مارک کیا اور ہم نے ان پر زیر ولائی فائر کر کے بے ہوش کر دیا ہے۔ آپ انہیں وہاں سے اٹھوا کر ہلاک کر دیں“ بوگ نے کہا تو جیز کو چند لمحوں تک سمجھ دی نہ آیا کہ بوگ کیا کہہ رہا ہے اس لئے وہ بت بنا خاموش بیٹھا رہا۔

”ہیلو۔ ہیلو۔ چیف کیا آپ میری آوازن رہے ہیں؟“ چند لمحوں کی خاموشی کے بعد بوگ کی آواز دوبارہ شناختی دی۔

”کیا۔ تم کیا کہہ رہے ہو۔ تم نشے میں ہو۔ کیا مطلب؟“ جیز نے یکخت جھٹکا کھا کر حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

”میں درست کہہ رہا ہوں چیف۔ آپ چیک کر لیں“ اس بار دوسری طرف سے بوگ نے قدرے ناگوار لمحے میں کہا۔

”یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ وہ تو ہلاک ہو چکے ہیں۔ انہیں تو سمندر کی مچھلیاں کھا چکی ہیں“ جیز نے اس بار بھی حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

”مجھے نہیں معلوم چیف کہ کون ہلاک ہو چکا ہے اور کون نہیں میں تو آپ کو یہ بتا رہا ہوں کہ سیکورٹی ایریے کے عقبی طرف حساس علاقے میں چار مردا اور ایک عورت کو مارک کیا گیا اور پھر زیر ولائی ریز سے انہیں بے ہوش کر دیا گیا۔ اگر آپ ان میں وچھپی نہیں لے رہے تو میں اپنے آدمی بھیج کر انہیں ہلاک کر دیتا ہوں“ بوگ نے اسی طرح ناگوار لمحے میں بات کرتے ہوئے کہا۔ شاید اسے جیز کے چیف بنائے جانے کے بعد اس انداز میں بات کرنے پر غصہ آگیا تھا۔

”اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ لوگ ہلاک نہیں ہوئے۔ ٹھیک ہے۔ میں اپنے آدمی بھیج کر انہیں ہلاک کر دیتا ہوں“ جیز نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر پچھا اور پھر تیزی سے انٹر کام کا رسیور اٹھا کر یہے بعد دیگرے تین بُٹن پر لیں کر دیے۔

”لیں چیف،“ دوسری طرف سے ایک مردانہ آوازنائی دی۔

”بلیک۔ پاکیشیائی ایجنت جو ایگزٹ روم سے سمندر میں گر گئے تھے اور جن کے بارے میں ہم یہ سمجھے تھے کہ وہ ہلاک ہو گئے ہیں اور ان

کی لاشیں مجھلیاں کھا گئی ہیں وہ زندہ بیج کر سیکورٹی ایریے کے عقبی ایریے میں پہنچ گئے ہیں جہاں تیسرے جزیرے کے سیکورٹی انچارج بورگ نے انہیں چیک کر لیا اور ان پر زیر ولائی فائز کر کے انہیں بے ہوش کر دیا ہے۔ تم اپنے ساتھ گراہم کو لے جاؤ اور انہیں وہیں گولیاں مار کر ہلاک کر دو، جیز نے چیختے ہوئے لجھ میں کہا۔

”باکی۔ وہ حساس علاقہ ہے وہاں فائر گن سے نقصان بھی ہو سکتا ہے“ دوسری طرف سے بلیک نے کہا تو جیز نہیں پڑا۔

”اوہ ہاں۔ غصے کی وجہ سے میرے ذہن سے ہی نکل گیا کہ وہاں ہر قسم کی فائر گن سختی سے منع ہے۔ نحیک ہے تم آدمی لے جاؤ اور انہیں وہاں سے اٹھا کر سیکورٹی ایریے میں لے آؤ اور پھر انہیں گولیوں سے اڑا دو۔ جلدی کرو“ جیز نے کہا۔

”لیں چیف۔ آپ سیکورٹی ایریے کا عقبی راستہ کھول دیں۔“ بلیک نے کہا۔

”اوکے“ جیز نے کہا اور اس نے رسیور رکھ کر مشین کے مختلف بٹن پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔ پھر اس نے ہاتھ روکا اور کرسی کی پشت سے فیک لگا کر بیٹھ گیا۔

”حیرت ہے۔ یہ لوگ کس طرح زندہ بیج کے اور پھر عقبی ایریے میں بھی پہنچ گئے“ جیز نے بڑا ترے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں ایک خیال آیا تو وہ بے اختیار اچھل پڑا۔

”اوہ۔ اوہ۔ فرنٹ ایریے میں انھوں نے کیوں چیک نہیں کیا انہیں“ جیز نے اچھلتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے لیکن جب دوسری طرف سے مسلسل گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دیتی رہی تو جیز کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ اس نے رسیور کریڈل پر رکھا اور سامنے پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر کو اٹھا کر اس نے اس پر فریکونی ایڈ جسٹ کرنی شروع کر دی۔ ”ہیلو۔ ہیلو۔ چیف سیکورٹی آفیس جیز کانگ۔ اوور۔“ جیز نے بار بار کال دیتے ہوئے کہا لیکن ٹرانسمیٹر سے بھی جب اسے کوئی جواب نہ ملا تو اس نے بے اختیار ہونٹ بھیجنچ لئے اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے ایک بار پھر انٹر کام کا رسیور اٹھایا اور کیے بعد دیگرے تین نمبر پر لیں کر دیئے۔

”لیں چیف۔ میں سمعتھ بول رہا ہوں“ دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”بلیک کہاں ہے“ جیز نے کہا۔

”وہ عقبی طرف گئے ہیں“ دوسری طرف سے موڈبانہ لجھ میں کہا گیا۔

”یہاں تمہارے پاس کون ہے“ جیز نے پوچھا۔

”میں اکیلا ہوں چیف۔ بلیک اپنے چار ساتھیوں کو لے گیا ہے کیونکہ وہاں سے پانچ افراد کو اٹھا کر لے آنا تھا“ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

”میں فرنٹ دے کھول رہا ہوں۔ فرنٹ ناور سے انھوں کاں اٹھنے نہیں کر رہا تم جا کر چیک کرو اور جو صورت حال ہو وہ مجھے وہاں سے فون پر بتاؤ“ جیز نے کہا۔

”لیں چیف“ دوسری طرف سے کہا گیا تو جیز نے رسیور رکھا اور مشین کی طرف ہاتھ بڑھا دیئے۔ فرنٹ دے کھول کروہ ایک بار پھر سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔ اس کے چہرے پر عجیب سے تاثرات تھے جیسے اسے سمجھنہ آرہا ہو کہ انھوں اسے کیوں جواب نہیں دے رہا اور پھر تقریباً میں منٹوں کے بعد فون کی گھنٹی نہ اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

”سمعتھ بول رہا ہوں چیف۔ فرنٹ ناور سے“ دوسری طرف سے سمتع کی انہائی متوضش سی آواز سنائی دی تو جیز چوک پڑا۔

”کیا ہوا ہے“ جیز نے چیخ کر کہا۔

”چیف۔ انھوںی اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور وہاں موجود تمام مشینزی کو بھی مکمل طور پر تباہ کر دیا گیا ہے۔ ناور کے نیچے موجود اسلحے کے شور کا دروازہ بھی کھلا ہوا ہے،“ سمتح نے جواب دیا تو جیمز ایک بار پھر اچھل پڑا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ ناور تو ساحل سے کافی ہٹ کر بنا ہوا ہے اور کوئی ذمی روح جیسے ہی ساحل پر آئے وہ چیک ہو جاتا ہے۔ پھر یہ کیسے ہو گیا؟“ جیمز نے ایک بار پھر حلق کے مل چینتے ہوئے کہا۔

<http://www.kitaabghar.com> ”چیف۔ میں درست کہہ رہا ہوں۔ انھوںی اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں یہاں پڑی ہوئی ہیں،“ سمتح نے جواب دیا۔

”ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ ان پا کیشیائی ایجنٹوں نے یہاں پہنچ کر انھوںی اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کیا اور پھر وہ سمندر کے راستے عقبی طرف پہنچ گئے۔ بہر حال اب تو ان کا یقینی طور پر خاتمه ہو جائے گا،“ جیمز نے اس انداز میں کہا جیسے وہ خود کلامی کر رہا ہو۔

<http://www.kitaabghar.com> ”میرے لئے کیا حکم ہے چیف؟“ سمتح نے پوچھا۔

”تم انھوںی اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں اٹھا کر سمندر میں ڈال دو ورنہ فرنٹ ایریے میں ان کی لاشیں گلنے سڑنے سے بدبو پیدا ہو جائے گی اور پھر تم واپس آجائے۔ اب مجھے آپ پیش روم سے دو آدمی وہاں بھجوانے پڑیں گے،“ جیمز نے کہا۔

”لیکن چیف۔ یہاں موجود تمام مشینزی تو تباہ کر دی گئی ہے۔ اب آدمی یہاں آ کر کیا کریں گے؟“ سمتح نے کہا۔

”اوہ ہاں۔ بلیک ہے۔ بہر حال تم آ جاؤ اور آتے ہوئے آٹو میک انداز میں راستہ کھول لیتا،“ جیمز نے تیز لمحے میں کہا اور رسیور کھو دیا۔

”ان حیرت انگیز واقعات نے میرا دماغ خراب کر دیا ہے۔“ جیمز نے بڑی بڑی تباہ کر دی۔ اب اسے بلیک کی طرف سے کال کا انتظار تھا اور پھر تقریباً مزید نصف گھنٹہ گزر جانے کے بعد فون کی گھنٹی نج اٹھی تو اس نے تیزی سے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”لیں۔ جیمز بول رہا ہوں،“ جیمز نے تیز لمحے میں کہا۔

”بلیک بول رہا ہوں چیف،“ دوسری طرف سے بلیک کی آواز سنائی دی۔

<http://www.kitaabghar.com> ”لیں۔ کیا ہوا،“ جیمز نے کہا۔

”آپ کے حکم کی تعییل ہو چکی ہے چیف۔ ان پانچوں کو سیکورٹی ایریے میں لا کر ہم نے گولیوں سے اڑا دیا ہے لیکن چیف ان میں سے ایک کے پاس عجیب سی مشین ہے جس پر اپے ہی ون الیون میگا کے الفاظ لکھے ہوئے ہیں۔ اس مشین کا کیا کرتا ہے؟“ بلیک نے کہا تو جیمز بے اختیار اچھل پڑا۔

”اے سی ون الیون میگا۔ اوہ۔ اوہ ویری بیڈ۔ یہ تو آٹو میک فائر ہونے والے ایتم بم ہے۔ ویری بیڈ۔ یہ اگر فائر ہو گیا تو تینوں جزیرے ہی صفحہ ہستے سے مت جائیں گے۔ ویری بیڈ۔ تم نے اسے چھیڑا تو نہیں،“ جیمز نے خوفزدہ لمحے میں کہا۔ وہ چونکہ اسلحے اور مشینزی کا ماہر تھا اس لئے اسے اس بم کی کار کردگی کا بخوبی علم تھا۔ یہ دنیا کا انتہائی خطرناک ترین بم سمجھا جاتا تھا اور ایک باکس کی شکل میں ہوتا ہے جس پر ڈائل اور بٹن موجود ہوتے ہیں اس لئے عام دیکھنے والا اسے کوئی مشین ہی سمجھتا تھا۔ اگر اسے ایڈ جسٹ کر دیا جائے تو نام بم کے انداز میں آٹو میک انداز میں فائر بھی ہو جاتا ہے لیکن اسے نام بم کی طرح بلکہ کی آوازیں نہیں نکلتیں اس لئے عام نظر وہ اسے اسے چیک نہیں کیا جا سکتا کہ اسے ایڈ جسٹ کر دیا گیا ہے یا نہیں۔ صرف مشینزی کا ماہر ہی اسے چیک کر سکتا ہے۔

”نہیں چیف۔ میں نے تو صرف اسے دیکھا ہے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ ان لوگوں نے بے ہوش ہونے سے پہلے اس کے ساتھ کچھ کیا ہو کیوں کہ یہ عیحدہ ایک جھاڑی کی اوٹ میں رکھا ہوا تھا۔ میری نظریں اچانک اس پر پڑیں تو میں نے اسے اٹھا لیا،“ بلیک نے کہا۔

”اوہ۔ تم ایسا کرو کہ اسے احتیاط سے اٹھا کر یہاں لے آؤ۔ میں آپ پیش روم کا دروازہ کھول دیتا ہوں لیکن اسے انتہائی احتیاط سے لے آنا،“ جیمز نے تیز لمحے میں کہا۔

”لیں چیف“ دوسری طرف سے کہا گیا تو جیز نے رسیور کھا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے مشین کے مختلف بٹن پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔ چند لمحوں بعد جب مشین سے ہلکی گونج کی آواز سنائی دی تو وہ چیچپے ہٹ گیا۔ گونج کی آواز کا مطلب تھا کہ آپریشن روم کو آنے والا خصوصی راستہ جو ہر وقت بلاک رہتا ہے کھل گیا ہے۔ اب اسے بلیک کا انتظار تھا۔ اس کی نظریں ششی کی دیوار میں سے آپریشن روم کے میں گیٹ پر جی ہوئی تھیں کہ اچانک فون کی گھنٹی نج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔ ”لیں“ جیز نے تیز لجھے میں کہا۔

”سمتھ بول رہا ہوں چیف“ سمتھ کی انتہائی متوجہ آواز سنائی دی تو جیز بے اختیار اچھل پڑا۔

”کیا ہوا۔ یہ تمہارے لجھے کو کیا ہوا ہے۔ کیا کسی بحوث کو دیکھ لیا ہے“ جیز نے غصیلے لجھے میں کہا۔

”پیچ۔ پیچ۔ چیف۔ یہاں قتل عام ہوا پڑا ہے۔ بلیک اور اس کے چار ساتھیوں کی لاشیں پڑی ہوئی ہیں“ دوسری طرف سے سمتھ نے کہا

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ یہ۔ تم کیا کہہ رہے ہو“ جیز نے ہڈیاں میں چیختے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ دوسری طرف سے کوئی جواب ملتا سے باہر سے گولیاں چلنے اور انسانی چیزوں کی آوازیں سنائی دیں تو وہ بے اختیار اچھل کر ادھر مڑا اور دوسرے لمحے رسیور اس کے ہاتھ سے گرتا چلا گیا اور اس کے ساتھ ہی وہ بھی لڑکھڑا کر نیچے فرش پر گر گیا۔

کتاب گھر کی پیشکش



<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

جناتی ڈنیا

کتاب گھر کی پیشکش

کتاب گھر کی پیشکش

جناتی ڈنیا، مظہر کلیم کے باصلاحیت قلم سے علی عمران کا ایک اور کارنامہ۔ مثالی ڈنیا اور سفلی ڈنیا جیسے منفرد موضوعات پر کامیاب ناول لکھنے کے بعد ادب حاضر ہے علی عمران بمقابلہ جنات۔ اس ناول میں عمران بدی کی طاقتیوں، جن میں انسان اور جن دونوں شامل ہیں، سے برس پیکار نظر آتا ہے۔ ایک انوکھی طرز کا ناول، جس میں عمران سیکرٹ ایجنسی سے نہیں بلکہ روحانی بزرگوں اور نوری علم سے مدد طلب کرتا ہے۔ **جناتی ڈنیا** کتاب گھر پرستیاب۔ جسے **ناول سیکشن** میں دیکھا جاسکتا ہے۔

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

عشق کا عین

عشق کا عین..... علیم الحق حقی کے حاس قلم سے، عشق مجازی سے عشق حقیقی تک کے سفر کی داستان، ع..... ش..... ق کے حروف کی آگاہی کا درجہ برد درجہ احوال۔ **کتاب گھر** کے **معاشرتی اصلاحی ناول سیکشن** میں پرستیاب ہے۔

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

کتاب گھر کی پیشکش


<http://www.kitaabghar.com>
<http://www.kitaabghar.com>

کرنل فریدی کے ذہن میں روشنی سی پھیلی اور اس کے ساتھ ہی اس کے کانوں میں کسی کے دوڑنے کی آوازیں پڑیں۔ یہ بہت سے قدموں کی آوازیں تھیں۔ کرنل فریدی بے اختیار اٹھ کر بیٹھ گیا اور پھر وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ اسی بیڈروم میں موجود تھا۔ بیڈروم کا دروازہ بند تھا اور اس کے ساتھ کیپٹن حمید اور مناظر بھی اب اس انداز میں حرکت کر رہے تھے جیسے وہ ہوش میں آنے کے مراحل سے گزر رہے ہوں۔

”یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اندر آنے والے کہاں گئے۔ یہ راستہ تو کھلا ہوا ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے؟“ اچانک کرنل فریدی کے کان میں باہر سے کسی کے چھینٹ کی آواز سنائی دی۔

”بیڈروم کے دروازے بھی بند ہیں،“ ایک دوسرا آواز سنائی دی۔

”ڈاکٹر شیکل کو اطلاع دو۔“ اس آواز نے کہا اور اس کے ساتھ ہی قدموں کی آواز واپس سیرھیوں کی طرف جاتی سنائی دی۔ اسی لمجھ کیپٹن حمید اور مناظر بھی پوری طرح ہوش میں آگئے۔ کرنل فریدی کے پاس ہی اس کامشین پٹل گرا ہوا تھا جو اس نے ہوش میں آتے ہی اٹھا لیا تھا۔ وہ تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے آہستہ سے دروازہ کھولا اور باہر جھانکا تو راستہ خالی تھا۔

”باہر آ جاؤ،“ کرنل فریدی نے تیز لپجھ میں کہا اور باہر نکل گیا۔

”وہ۔ بیڈروم نمبر تھری میں ہیں۔ ڈاکٹر شیکل کو اطلاع مل گئی ہے۔ ان پر آٹو میک ریز فائز فائز ہوئی ہے اور وہ وہاں بے ہوش پڑے ہوئے ہوں گے،“ اچانک کرنل فریدی کے کانوں میں دور سے آتی ہوئی ایک آواز پڑی تو وہ سمجھ گیا کہ بیڈروم کا دروازہ بے وقت کھلنے پر وہاں آٹو میک ریز فائز ہوں گی اور ساتھ ہی کچھ وقفے کے لئے اندر داخل ہونے والا بے ہوش ہو جاتا ہو گا لیکن یہ بے ہوش تھوڑی دیر کے لئے ہوتی ہو گی اس لئے انہیں بھی جلدی ہوش آگیا تھا اور پھر دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں قریب آتی سنائی دینے لگیں۔ قدموں کی آوازیں بتارہی تھیں کہ دوڑ کر آنے والے تین ہیں۔ کرنل فریدی دیوار کے ساتھ چمنا ہوا کھڑا تھا جبکہ کیپٹن حمید اور مناظر بھی دیوار کے ساتھ چھٹے ہوئے تھے۔ پھر سیرھیاں اترنے کی آوازیں سنائی دیں اور اس کے ساتھ ہی تین آدمی جن میں سے ایک کے ہاتھ میں مشین گن تھی آتے دکھائی دیئے۔ مسلح آدمی کے پیچھے آنے والے دونوں آدمی خالی ہاتھ تھے اور اس مسلح آدمی سے بڑی عمر کے تھے۔ جیسے ہی وہ سامنے آئے کرنل فریدی نے مشین پٹل کا ٹریگر دبادیا اور ترزاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی مسلح آدمی اور اس کے پیچھے آنے والا ایک آدمی گولیاں کھا کر چھینتے ہوئے نیچے گرتے تو تیرا آدمی یکخت واپس مڑا۔

”رک جاؤ ورنہ گولی مار دوں گا،“ کرنل فریدی نے چھینتے ہوئے کہا تو وہ آدمی مڑ گیا۔ اس نے خود ہی دونوں ہاتھ اٹھا کر اپنے سر پر رکھ لئے تھے۔ اس کا چہرہ خوف سے دھواں دھواں ہو رہا تھا۔ مسلح آدمی اور اس کا ساتھی دونوں نیچے گر کر چند لمجھ ترپنے کے بعد ساکت ہو گئے اور مناظر نے اس مسلح آدمی کے ہاتھ سے نکل کر ایک طرف گرنے والی مشین گن اٹھا لی۔

”مم۔ مجھے مت مارو،“ اس آدمی نے خوف سے کانپتے ہوئے کہا۔

”مناظر کیپٹن حمید کے ساتھ جاؤ اور یہاں جتنے بھی مسلح افراد ہوں ان سب کو گولیوں سے اڑاو،“ کرنل فریدی نے انتہائی سرد لپجھ میں کہا تو مناظر اور کیپٹن حمید دونوں دوڑتے ہوئے آگے بڑھ گئے۔

”کیا نام ہے تمہارا؟“ کرنل فریدی نے آگے بڑھتے ہوئے اس شخص سے پوچھا۔

”میرا نام ڈاکٹر جانسن ہے۔ ڈاکٹر جانسن“ اس آدمی نے لرزتے ہوئے لپجھ میں کہا۔

”یہاں اس لیبارٹری میں تارکیہ کا سائنس دان ڈاکٹر عبداللہ لایا گیا ہے وہ کہاں ہے،“ کرنل فریدی نے غراتے ہوئے لپجھ میں کہا۔

”وہ وہ تو بیمار ہے۔ اس سے فارمولہ حاصل کرنے کے لئے اس پر تشدیکیا گیا تو وہ مرنے کے قریب ہو گیا اس لئے اب اس کے تند رست ہونے کا انتظار کیا جا رہا ہے تاکہ اب تشدیکی بجائے اس کے ذہن سے مشینزی کے ذریعے فارمولہ حاصل کیا جاسکے“ ڈاکٹر جانس نے رک رک کر تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

<http://www.kitaabghar.com>

”کہاں ہے وہ“ کرٹل فریدی نے پوچھا۔

”وہ یہاں بیڈروم نمبر آٹھ میں بند ہے۔ میں اور ڈاکٹر بینال الدا سے انجکشن لگانے آئے تھے کہ ہم نے پیش وے کا راستہ کھلا ہوا دیکھا ہم نے جا کر ڈاکٹر شہیکل کو اطلاع دی تو ڈاکٹر شہیکل نے بتایا کہ بیڈروم نمبر تھری میں اس نے تین افراد کو بے ہوش پڑے ہوئے چیک کیا ہے۔ اس نے سیکورٹی کے آدمی کو ساتھ بھیجا تاکہ انہیں ہلاک کیا جاسکے“ ڈاکٹر جانس نے کہا تو کرٹل فریدی چونکہ پڑا۔

”آؤ میرے ساتھ۔ دکھاو مجھے ڈاکٹر عبداللہ کہاں ہے“ کرٹل فریدی نے کہا تو ڈاکٹر جانس آگے بڑھ گیا البتہ اس نے دونوں ہاتھ مسلسل اپنے سر پر رکھے ہوئے تھے۔

”ہاتھ نیچے کرلو“ کرٹل فریدی نے اس کے عقب میں آتے ہوئے کہا تو اس نے دونوں ہاتھ نیچے کر لئے اور پھر وہ ایک بند دروازے کے سامنے پہنچ کر رک گیا۔

”اس بیڈروم کے اندر ہے۔ ڈاکٹر عبداللہ“ ڈاکٹر جانس نے مڑ کر کہا تو کرٹل فریدی کا ہاتھ یکخت بجلی کی تیزی سے گھوما اور ڈاکٹر جانس چیختا ہوا اچھل کر نیچے گراہی تھا کہ کرٹل فریدی کی لات گھومی اور نیچے گراہتھا ہوا ڈاکٹر جانس کی پیش پر پڑنے والی زور دار ضرب سے یکخت ایک جھکلے سے ساکت ہو گیا تو کرٹل فریدی تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ اس نے دروازے کا پینڈل گھما کر اسے کھولا لیکن وہ اندر داخل نہ ہوا تھا۔ سامنے ہی بیڈ پر ایک بوڑھا آدمی آنکھیں بند کئے لیٹا ہوا تھا۔ اس کے جسم پر کمبل تھا۔ کرٹل فریدی چونکہ اس سے ملا ہوا تھا اس لئے وہ اسے دیکھتے ہی پچان گیا تھا کہ وہ ڈاکٹر عبداللہ ہے۔ اسی لمحے اسے دور سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں تو اس نے دروازہ بند کیا اور تیزی سے سائیڈ پر ہوا ہی تھا کہ اس نے مناظر کو دوڑ کر آتے ہوئے دیکھا تو اس نے بے اختیار طویل سانس لیا۔

”کیا ہوا مناظر“ کرٹل فریدی نے پوچھا تو دوڑ کر آتا ہوا مناظر بے اختیار رک گیا۔

”سر۔ لیبارٹری میں موجود تمام افراد کو کمپین صاحب نے ہلاک کر دیا ہے لیکن ڈاکٹر عبداللہ صاحب کہیں بھی نہیں ملے۔ ہم نے ساری لیبارٹری کو چیک کر لیا ہے“ مناظر نے کہا۔

”سب کو ہلاک کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ ایک کو زندہ رکھ کر اس سے پوچھ گجھ ہو سکتی تھی“ کرٹل فریدی نے قدرے غصیلے لمحے میں کہا۔

”سر۔ وہاں پوزیشن ہی اسکی بن گئی تھی کہ نان شاپ ایکشن لینا پڑا اور نہ ہم دونوں بھی ختم ہو سکتے تھے“ مناظر نے موڈ باند لمحے میں کہا۔

”اب کمپین حمید کہاں ہے“ کرٹل فریدی نے پوچھا۔

”وہ آپریشن روم کے ساتھ موجود ہیں“ مناظر نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ اوہر آؤ۔ میں نے معلوم کر لیا ہے کہ ڈاکٹر عبداللہ یہاں موجود ہیں۔ تم انہیں انھالو۔ میں اس ڈاکٹر جانس کو بتاتا ہوں۔ اب یہ ڈاکٹر جانس تمام باتیں بتائے گا“ کرٹل فریدی نے کہا اور آگے بڑھ کر دروازہ کھول دیا۔ اسی لمحے اس نے باہر کھڑے کھڑے میں شیئن پسل کا رخ اس بلب کی طرف کیا جو چھت پر ایک سائیڈ پر لگا ہوا تھا۔ دوسرے لمحے تردد اہٹ کی آواز کے ساتھ ہی بلب کرچی کرچی ہو کر نیچے گر گیا کیونکہ وہ بیڈ سے ہٹ کر تھا اس لئے اس کی کرچیاں ڈاکٹر عبداللہ پر نہ گردی تھیں۔

”اب آ جاؤ اور ڈاکٹر عبداللہ کو اٹھا کر باہر لے آؤ“ کرٹل فریدی نے کہا تو مناظر آگے بڑھا اور اس نے بیڈ پر بے ہوش پڑے ہوئے ڈاکٹر عبداللہ کو اٹھا کر کا ندھے پر لادا اور جاہراً گیا جبکہ کرٹل فریدی نے دروازے کے قریب ہی بے ہوش پڑے ہوئے ڈاکٹر جانس کو اٹھا کا کا ندھے پر لادا اور پھر وہ دونوں سیڑھیوں کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

کتاب گھر کی پیشکش


<http://www.kitaabghar.com>
<http://www.kitaabghar.com>

عمران کے تاریک ذہن میں اچانک روشنی اس طرح نمودار ہوئی جیسے تاریک کمرے میں اچانک تیز روشنی کا بلب جل اٹھتا ہے اور اس کے ساتھ ہی اس کے کافیوں میں جولیا کی تیز چیخ سنائی دی تو عمران کا جسم ایک جھکٹے مڑا اور دوسرے لمحے وہ بے اختیار انٹھ کر بیٹھ گیا۔ اسی لمحے جولیا کی ایک بار پھر چیخ سنائی دی۔

”جتنا مرضی آئے چیخ لو۔ یہاں تمہاری چھینیں سننے والا کوئی نہیں ہے“، اچانک ایک مردانہ آواز سنائی دی تو عمران ایک جھکٹے سے اٹھا اور بجلی کی تیزی سے سائیڈ کے کمرے کی طرف بڑھ گیا جس کے کھلے دروازے سے جولیا کی چھینیں سنائی دے رہی تھیں اور پھر اس نے دروازے میں رک کر ایک لمحے کے لئے جو کچھ دیکھا تو اس کے ذہن میں بے اختیار آتش فشاں پھٹنے لگا کیونکہ اس بڑے کمرے کے درمیان میں ایک بیٹھ پر رسیوں سے جکڑ ہوئی بندھی پڑی تھی اور بیٹھ کے گرد چار افراد شیطانی انداز میں کھڑے تھے جبکہ ایک آدمی کا ہاتھ جولیا کے لباس کی طرف بڑھا ہوا تھا۔ جولیا کو اس انداز میں باندھا گیا تھا کہ وہ معمولی سی حرکت بھی نہ کر سکتی تھی اور اس کے حلق سے بار بار چھینیں نکل رہی تھیں۔ عمران نے بجلی کی تیزی سے جیب میں ہاتھ ڈال کر مشین پٹھل نکلا اور پھر ریٹ ریٹ کی آوازوں کے ساتھ ہی کرہ انسانی چیزوں سے گونج اٹھا۔ عمران نے ایک لمحے کے ہزاروں میں میں ان پانچوں کوز میں پر گرنے اور تڑپنے پر مجبور کر دیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی وہ بجلی کی تیزی سے آگے بڑھا اور پھر دروازے کے قریب گر کر تڑپتے ہوئے آدمی کی گروپ پر اس نے پیرو رکھ کر موڑ دیا۔

”کیا نام ہے تمہارا۔ بولا“، عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

”بب۔ بب۔ بلیک۔“ اس آدمی کے منہ سے خراہٹ نما آواز نکلی۔

”ہم کہاں ہیں اور تم لوگ کون ہو۔ تفصیل بتاؤ“، عمران نے پیرو کو موڑتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی سی کوشش سے عمران نے معلوم کر لیا کہ بلیک اور اس کے ساتھیوں کا تعلق سیکورٹی سے ہے اور وہ اس وقت سیکورٹی ایریئے میں ہیں اور جیہر کو جو آپریشن روم میں ہے کو تیرے جزیرے سے اطلاع ملنے کے عقابی طرف عمران اور اس کے ساتھی بے ہوش پڑے ہوئے ہیں تو اس نے سیکورٹی ایریئے کا عقبی دروازہ ہکوڑا اور بلیک اور اس کے ساتھی انہیں اٹھا کر یہاں لے آئے کیونکہ اسی انتہائی حساس ایریا ہے اور وہاں فائرنگ منوع ہے۔ انکا ارادہ ان سب کو یہاں لا کر گولیاں مار کر ہلاک کرنے کا تھا لیکن ان کی نیت جولیا کو دیکھ کر خراب ہو گئی اور چونکہ عمران اور اس کے ساتھی بے ہوش تھے اس لئے انہوں نے پہلے اپنی شیطانی خواہشات پوری کرنے کا سوچا اور انہیں ساتھہ والے کمرے میں بے ہوش چھوڑ کر وہ جولیا کو اس بیڈ روم نما کمرے میں لے آئے اور پھر جولیا کو باندھ کر انہوں نے اسے ہوش دلایا اور اب وہ اپنی شیطانی خواہشات کی تحریک کے لئے کوشش تھے لیکن جولیا باوجود بندھی ہونے کے حتی الامکان مزاحمت بھی کر رہی تھی اور ساتھ ہی اس لئے چیخ بھی رہی تھی کہ شاید اس طرح اس کی آواز اس کے ساتھیوں کے کافیوں میں پہنچ جائے اور واقعی ہوا بھی ایسے ہی تھا کیونکہ یقیناً یہ اس کی چھینیں تھیں جنہوں نے عمران کے لاششور کو حرکت دے دی اور عمران کو فوری طور پر ہوش آگیا۔ عمران بلیک سے اپنے مطلب کی تمام باتیں پوچھ لیں تو پیر موڑ کر اسے ہلاک کر دیا۔ عمران اس کے کھڑے ہونے کے انداز سے ہی سمجھ گیا تھا کہ اس گروپ کا انچارج وہی ہے۔ اس لئے اس نے باقی چار افراد پر اس انداز میں فائرنگ کی تھی کہ زیادہ دیر تڑپ ہی نہ سکے اور بلیک کی صرف نانگوں کو اس نے گولیاں کا نشانہ بنایا تھا۔ یہ عمران کی قیافہ شناسی تھی جو اکثر درست ثابت ہوتی تھی اور اب بلیک سے اسے اپنے مطلب کی سب باتوں کا علم ہو گیا تھا۔ بلیک کے ہلاک ہوتے ہی عمران تیزی سے جولیا کی طرف بڑھا۔ جولیا دوبارہ بے ہوش ہو گئی تھی۔ عمران نے جلدی سے اس کے جسم کے گرد بندھی ہوئی رسیاں کھولیں اور پھر اس نے

دونوں ہاتھوں سے اسکا ناک اور منہ بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جولیا کے جسم میں حرکت کے آثار شمودار ہونا شروع ہو گئے تو اس نے ہاتھ ہٹالے۔

”جولیا۔ اب تم محفوظ ہو۔ باہر آ جاؤ“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھی ہی وہ تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر چلا گیا جہاں اس کے ساتھی ابھی تک بے ہوش پڑے ہوئے تھے۔ عمران نے ماحقہ باہر روم سے پانی ایک جگ میں ڈالا اور پھر اس نے باری باری اپنے ساتھیوں کے حلق میں پانی انڈیل دیا تو چند لمحوں بعد وہ سب ہوش میں آنے لگے گے۔ اسی لمحے جو لیا بھی کمرے میں آگئی۔

”تم کیسے ہوش میں آگئے تھے“ جولیا نے کہا۔

”تمہاری چینوں نے میرے لاشور کو چھوڑ دیا تھا“ عمران نے انتہائی سنجیدہ لمحے میں جواب دیا تو جولیا کا چہرہ یکخت بہار کے پھول کی طرف کھل اٹھا۔

”میں تمہاری شکر گزار ہوں“ جولیا نے قدرے لاذ بھرے لمحے میں کہا۔

”ایسی کوئی بات نہیں۔ یہ میرا فرض تھا۔ تمہاری جگہ کوئی اور ہوتا تب بھی میں یہی کرتا“ عمران نے اسی طرح سنجیدہ لمحے میں کہا اور آگے بڑھ کر اس نے میز پر پڑے ہوئے فون کار سیور اٹھا کر اس کے نمبر پر لیس کرنے شروع کر دیئے۔ جولیا نے عمران کے اس جواب پر بے اختیار ہونٹ پھینک لئے تھے۔ اس کے چہرے کے پر ایک لمحے کے لئے شدید جذباتی دھچکے کے تاثرات ابھرے لیکن پھر وہ ایک طویل سانس لے کر نازل ہو گئی۔ اس کے ساتھی ہوش میں آرہے تھے اس لئے وہ ان کی طرف متوجہ ہو گئی۔ عمران چونکہ بلیک سے سب کچھ معلوم کر چکا تھا اس لئے اسے جیز کے خصوصی نمبر پر لیس کئے اور پھر اس نے بطور بلیک جیز کو انتہائی خوفناک مشین بم کے بارے میں بتا کر اسے بوکھلانے پر مجبور کر دیا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ جیز مشینری کا ماہر ہے اس لئے اس نے اسے بتایا کہ اس نے پاکیشی ایجنٹوں کو ہلاک کر دیا ہے لیکن ان سے اسے انتہائی خطرناک خطرناک مشینری ملی ہے۔ اسے یقین تھا کہ جیز اس مشین کے بارے میں سنتے ہی اسے فوراً مشین سمیت وہیں آپریشن روم میں کال کر لے گا اور خود ہی آپریشن روم کو جانے والا راست بھی کھول دے گا اور پھر ایسا ہی ہوا۔ اس نے رسیور کھاتا تو اس کے تمام ساتھی ہوش میں آپکے تھے۔

”آؤ۔ اب ہم نے جیز اور اسکے آپریشن روم کا خاتمہ کرنا ہے تاکہ ہمارا عقب ہر طرح سے محفوظ ہو سکے۔ پھر لیبارٹری کے بارے میں سوچیں گے“ عمران نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔ اس کے ساتھی بھی سر ہلاتے ہوئے اس کے پیچھے چل پڑے۔ جس راستے کے بارے میں بلیک نے بتایا تھا وہ راستہ واقعی انہیں کھلا ہوا ملا تھا اور پھر وہ اوپر والی منزل پر پہنچ گئے۔ سامنے ایک دروازہ تھا جس کے اوپر ایک بلب موجود تھا لیکن یہ بلب بچھا ہوا تھا۔

”دروازہ ہمارے لئے کھول دیا گیا ہے اس لئے بلب بچھا ہوا ہے لیکن ہم نے اندر داخل ہو کر سوائے جیز کے باقی کسی کو بھی زندہ نہیں چھوڑتا“ عمران نے اپنے ساتھیوں کو سرگوشانہ انداز میں ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن ہمیں کیسے معلوم ہو گا کہ ان میں سے جیز کون ہے۔“ جولیا نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ ”ایسے آپریشن رومنز میں جوان چارج ہوتا ہے اس کا پورشن عیحدہ ہوتا ہے۔ وہاں کنٹرولنگ مشین ہوتی ہے۔ یا تو ایسا پورشن شیشے کی دیواروں سے بنایا جاتا ہے یا پھر مخصوص طریقے سے پارٹیشن کی جاتی ہے“ عمران نے جواب دیا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا اسپ نے مشین پسلو ہاتھ میں پکڑ لئے تھے۔ عمران نے دروازے کو زور سے دبایا اور اچھل کر اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک بڑا ہال نما کمرہ تھا جس میں دیواروں کے ساتھ مشینیں نصب تھیں اور ان میں سے چھ مشینوں کے سامنے سٹواؤں پر آدمی بیٹھے ہوئے تھے جبکہ باقی مشینیں آٹو مینک تھیں۔ سائیڈ پر ایک شیشے کی دیواروں سے بنایا کمرہ نظر آرہا تھا جس میں ایک آدمی بیٹھا فون پر باتیں کر رہا تھا۔ عمران اور اس کے ساتھیوں نے اندر داخل ہوتے ہی فائر کھول دیا جبکہ عمران تیزی سے دوڑتا ہوا سائیڈ پر بنے ہوئے اس شیشے کے کیمین کی طرف بڑھ گیا۔ فون کرنے والے گولیوں کی آوازیں اور اپنے ساتھیوں کی چینیں سن کر بے اختیار اچھل کر کھڑا ہو گیا اور پھر وہ اس طرح لہر اتا ہوا نیچے گرا جیسے اچانک کسی بیماری کی وجہ سے بے ہوش ہو گیا ہوا اور عمران بجلی کی سی

تیزی سے کمرے میں داخل ہو گیا۔

”چیف۔ چیف۔ یہ کیا ہو رہا ہے چیف۔ گولیوں اور چینوں کی آوازیں کیسی ہیں؟“ فون کے رسیور سے ایک آوازنائی دی رہے تھی۔ عمران نے رسیور بے ہوش پڑے ہوئے آدمی کے قریب سے اٹھا کر اسے کریڈل پر رکھ دیا۔ اسی لمحے صدر اندر داخل ہوا۔ عمران نے فون کی میموری پر آجائے والے نمبر کو دیکھا تو وہ چونکہ پڑا کیونکہ یہ وہی نمبر تھا جو نیچے اس کمرے میں موجود تھا جہاں سے اس نے جیز سے بات کی تھی۔

”صدر۔ واپس جاؤ۔ جہاں سے ہم آئے وہاں سے کوئی آدمی فون پر ابھی جیز کو وہاں کے بارے میں اطلاع دے رہا تھا۔ ہم بروقت یہاں پہنچ گئے اگر ہمیں چند لمحے بھی دیر ہو جاتی تو پھر جیز آپریشن روم کا دروازہ نہ کھوتا۔“ عمران نے کہا تو صدر تیزی سے باہر چلا گیا۔ عمران نے جھک کر کری کے ساتھ بے ہوش پڑے ہوئے جیز کو اٹھا کر کری پرڈال دیا۔ اسی لمحے کی پیش نشیں تکلیل اندر داخل ہوا۔

”عمران صاحب۔ مشینوں کو بتاہ تو نہیں کرنا،“ کیپشن تکلیل نے کہا۔

”ابھی نہیں۔ ہو سکتا ہے اس میں ایسی مشینزی ہو جو ہمارے مشن میں معاون ثابت ہو سکے۔ تم کوئی رسی تلاش کرو۔“ عمران نے کہا تو کیپشن تکلیل سر ہلاتا ہوا تیزی سے باہر چلا گیا اور پھر تھوڑی دیر بعد جب جیز کو کرسی پر رسی سے اچھی طرح باندھ دیا گیا تو عمران کیپشن تکلیل کو وہیں چھوڑ کر باہر آپریشن روم میں آگیا اور اس نے وہاں موجود مشینوں کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔ اسی لمحے دروازہ کھلا اور صدر اندر داخل ہوا تو عمران چونکہ اس کی طرف مڑا۔

”کیا ہوا،“ عمران نے پوچھا۔

”وہاں ایک آدمی موجود تھا۔ میں نے اس سے پوچھ گچھ کی تو وہ بلیک کا آدمی تھا لیکن جیز نے اسے فرنٹ ایریئے کی طرف بھیجا تھا کیونکہ فرنٹ ایریئے میں موجود واقع ناوار پر موجود انھوئی جیز کی کال کا جواب نہ دے رہا تھا۔ اس نے وہاں سے فون کر کے جیز کو بتایا کہ انھوئی اور اسکے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور تمام مشینزی تباہ کر دی گئی ہے اور ناوار کے نیچے بننے ہوئے اسلحے کے سور کا دروازہ بھی کھلا ہوا ہے۔ اس پر جیز نے اسے واپس بلا لیا۔ جب وہ واپس آیا تو یہاں اس نے کمرے میں بلیک اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں پڑی ہوئی دیکھیں تو اس جیز کو فون کر کے اس کی اطلاع دی۔ ابھی وہ بات کر رہا تھا کہ اس نے فون پر گولیاں چلنے اور انسانی چینوں کی آوازیں سنیں اور پھر فون پر خاموشی طاری ہو گئی تو اب وہ آپریشن روم کی طرف آ رہا تھا کہ راستے میں میں نے اسے چھاپ لیا۔“ صدر نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”اب کیا پوزیشن ہے اس کی؟“ عمران نے پوچھا۔

”ٹھیک ہے،“ عمران نے کہا اور پھر وہ مشینزی کی طرف متوجہ ہو گیا۔ تمام مشینوں کا جائزہ لے کر وہ واپس جیز والے کمرے میں آگیا اور اس نے جیز کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا چند لمحوں بعد جیز نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھو لیں اور اس کے ساتھ ہی اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن ظاہر ہے بندھا ہونے کی وجہ سے وہ صرف کوشش کرنے تک ہی مدد و دہو گیا تھا۔

”تمہارا نام جیز ہے اور تم یہاں کے انجارج ہو،“ عمران نے سرد لبھے میں کہا۔

”تم۔ تمہیں تو بلیک نے ہلاک کر دیا تھا پھر تم۔ تم سب یہاں۔ یہ کیسے ممکن ہے؟“ جیز نے انتہائی حیرت بھرے لبھے میں کہا۔

”میرے سوال کا جواب دو۔ تمہارے سب ساتھیوں کو ہم نے ہلاک کر دیا ہے لیکن ہم ماہرین کی قدر کرتے ہیں۔ لیکن اس وقت تک جب تک وہ ماہر ہمارے لئے خطرہ نہ بنتے،“ عمران نے کہا تو جیز کے چہرے پر یقینت خوف کے تاثرات ابھر آئے۔

”مم۔ مجھے مت مارو۔ مجھے مت مارو،“ جیز نے خوفزدہ لبھے میں کہا۔

”تو پھر جو کچھ میں پوچھوں اس کے بارے میں سچ سچ بتاؤ،“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے پوچھا کہ اسے ان کے بارے

میں اطلاع کیسے ملی تو جیز نے اسے بتایا کہ عقبی طرف کی چینگ تیرے جزیرے پر موجود ناوار سے کی جاتی ہے اور وہاں سے یہاں پر ریز بھی فائر ہو سکتی ہے جبکہ اسلحہ کی فائرنگ منوع کیونکہ یہ انتہائی حساس ایریا ہے۔ ناوار کی طرف سے کال آئی تھی کہ عقبی ایریے میں انہوں نے پانچ افراد کو مار کر کے ریز کی مدد سے بے ہوش کر دیا ہے تو اس نے سیکورٹی ایریے کے عقبی دروازے کو کھول کر بلیک اور اسے ساتھیوں کو وہاں بھیجا تاکہ وہ انہیں وہاں سے اٹھا کر سیکورٹی ایریے لے آئیں اور انہیں بلاک کر دیں۔

<http://www.kitaabghar.com> ”ایسا باہر سے ممکن ہی نہیں۔ راستہ صرف اندر سے ہی کھل سکتا ہے،“ جیز نے جواب دیا۔

”کیا لیبارٹری کا کوئی دوسرا راستہ بھی ہے؟“ عمران نے پوچھا۔

”ایک راستہ سمندر کے اندر سے ہے جسے اب مستقل طور پر بلاک کر دیا گیا ہے۔ اب صرف عقبی طرف والا راستہ ہی ہے،“ جیز نے کہا۔

<http://www.kitaabghar.com> ”کون ہے لیبارٹری کا انچارج؟“ عمران نے پوچھا۔

”ڈاکٹر ہیکل،“ جیز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تمہارا اس سے رابطہ کیسے ہوتا ہے؟“ عمران نے پوچھا۔

”ہمارا اس کے کوئی رابطہ نہیں ہے۔ وہ ہمیں فون کر کے ہدایات دیتا ہے اور ہم اس کی ہدایات پر عمل کرنے کے پابند ہیں،“ جیز نے

<http://www.kitaabghar.com> جواب دیا۔ ”ہدایات پر عمل کرنے کے بعد اسے روپورٹ کیسے دیتے ہو؟“ عمران نے پوچھا۔

”کوئی روپورٹ نہیں دی جاتی۔ اندر لیبارٹری سے وہ خود ہی سب کچھ معلوم کر لیتا ہے،“ جیز نے جواب دیا۔

”تیر کے جزیرے کے ناوار کا انچارج کون ہے؟“ عمران نے کہا۔

”وہاں کا انچارج بورگ ہے،“ جیز نے جواب دیا۔

<http://www.kitaabghar.com> ”اس سے تمہارا رابطہ کیسے ہوتا ہے؟“ عمران نے پوچھا۔

”سامنے جو نیلے رنگ کا فون ہے یہ تیرے جزیرے کے ناوار کے لئے مخصوص ہے۔ اس پر ایک دو تین نمبر پر لیں کرنے سے رابطہ

<http://www.kitaabghar.com> ہو جاتا ہے،“ جیز نے جواب دیا۔

”یہاں سے اگر کسی آدمی کو لے جانا ہو تو یہی کا پڑکہاں سے مل سکتا ہے،“ عمران نے کہا۔

”یہاں کوئی ہی سی کا پڑکہاں ہے اور دو ماہ کے لئے ان تینوں جزیروں سے ہر قسم کے رابطے بھی ختم کر دیئے گئے ہیں۔ صرف ڈینفس

سیکرٹری خود رابطہ کر سکتے ہیں اور بس،“ جیز نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی اچانک اسی نیلے رنگ کے فون کی گھنٹی نجاح اٹھی۔

”بورگ کی کال ہے،“ جیز نے چونکہ کہا تو عمران نے ایک ہاتھ اس کے منہ پر کھا اور دوسرے ہاتھ سے رسیور اٹھا لیا۔

”لیں۔ جیز بول رہا ہوں،“ عمران نے جیز کے لجھ میں کہا۔

”بورگ بول رہا ہوں چیف۔ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔ پہلے بھی ایک عورت اور چار مرد عقبی ایریے میں نظر آئے تھے۔ انہیں آپ نے

اٹھوا لیا تھا۔ اب ایک اور حیرت انگیز بات ہوئی ہے کہ اچانک لیبارٹری کا پیشہ وے کھلا اور اس میں سے چار آدمی باہر آگئے۔ یہ چاروں زخمی تھے

جس پر میں نے فوری طور پر ان پر زیر و فائز کر کے انہیں بے ہوش کر دیا ہے،“ دوسرا طرف سے کہا گیا تو عمران بے اختیار اچھل پڑا۔

”یہ سب حکومت کے حکم پر ریہرسل ہو رہی ہے کیونکہ ان جزیروں پر ڈمن کے انجینٹوں کے حملے کا خطہ تھا،“ عمران نے جیز کے لجھ میں

<http://www.kitaabghar.com> جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ اچھا۔ یہ بات ہے۔ پھر تو یہ اپنے ہی آدمی ہوئے۔ لیکن آپ مجھے پہلے بتا دیتے تو ہم ان پر ریز فائر نہ کرتے،“ بورگ نے کہا۔

”تو پھر ریہر سل کیسے ہوتی۔ بھی بات چیک کرنے کے لئے ریہر سل کی جا رہی ہے کہ سیکورٹی کام کر رہی ہے یا نہیں۔“ عمران نے تیز لمحے میں کہا۔

کتاب گھر کی پیشکش

”ٹھیک ہے چیف“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”اب میرا آدمی نہیں وہاں سے اٹھوا کر سیکورٹی اپریئے میں لے آئیں گے۔ لیکن تم نے کوئی ایکشن نہیں لینا“ عمران نے کہا۔

”آپ کے آدمیوں کے خلاف میں کیسے ایکشن لے سکتا ہوں چیف۔ بلیک اور اس کے ساتھیوں کو ہم پہچانتے ہیں۔ وہ ہمارے ہی تو ساتھی ہیں“ بورگ نے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

”ضروری نہیں کہ بلیک اور اس کے ساتھی ہی یہ کام کریں۔ تم نے بہر حال مداخلت نہیں کرنی“ عمران نے سرد لمحے میں کہا۔

”اوکے چیف“ دوسری طرف سے کہا گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

”اب بتاؤ کہ عقبی راستہ کہاں ہے اور اسے کیسے کھولا جاسکتا ہے“ عمران نے جیز سے پوچھا تو جیز نے تفصیل بتا دی۔

”کیا یہاں سے اس تیرے جزیرے کے ٹاور کی مشینری کو بلاک کیا جاسکتا ہے“ عمران نے کہا۔

”بلاک۔ اواہ نہیں“ جیز نے چونک کر کہا۔

”میں نے خود وہ بلاکنگ مشین دیکھی ہے اور تم کہہ رہے ہو نہیں“ عمران نے سخت لمحے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں موجود مشین پسل کا ٹریگرڈ بادیا۔ تڑتاہٹ کی آواز کے ساتھ ہی جیز کی کھوپڑی بے شمار نکلوں میں تبدیل ہو گئی۔

”یہ کون لوگ ہو سکتے ہیں“ پاس موجود جولیا نے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ کریل فریدی اور اس کے ساتھی ہیں اور چوتھا آدمی لازماً اکٹر عبد اللہ ہو گا۔ آؤ“ عمران نے کہا اور تیزی سے باہر کی طرف بڑھ گیا۔

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>



کتاب گھر کی پیشکش

<http://www.kitaabghar.com>

کتاب گھر کی پیشکش

<http://www.kitaabghar.com>

آپریشن بلیو ستار

کتاب گھر کی پیشکش

کتاب گھر کی پیشکش

نو جوانوں کے پسندیدہ ترین مصنف طارق اسماعیل ساگر کا کتاب گھر پیش کیا جانے والا دوسرا ناول آپریشن بلیو ستار کہانی ہے ایسے سر پھرے آزادی کے متوا لے لوگوں کی جو اپنی حریت اور آزادی کی سائنس کے بد لے اپنا سب کچھ داکپر لگانے کو تیار ہیں۔ ہندوستان میں سکھوں کے خالصتاناں کی تحریک کو کچلنے کے لیے کیا گیا بدنام زمانہ فوجی ایکشن جسے آپریشن بلیو ستار کا نام دیا گیا تھا، اسی آپریشن کے بعد ہندوستان کی سابقہ وزیر اعظم اندر اگاندھی کو اسکے اپنے سکھ بادی گارڈ نے گولیوں سے اڑا دیا۔ ہندوؤں اور سکھوں کی باہمی چیقلش اور کشمکش کے پس منظر میں لکھا گیا یہ ناول جلد ہی کتاب گھر پیش کیا جائے گا۔

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

کتاب گھر کی پیشکش


<http://www.kitaabghar.com>
<http://www.kitaabghar.com>

کرٹل فریدی، ڈاکٹر عبداللہ، مناظر اور کیپشن حمید کے ساتھ لیبارٹری کے ایک بڑے کمرے میں موجود تھا۔ ڈاکٹر عبداللہ کو چونکہ یہاں کے سائنس و انوں نے انجکشن لگا کر مصنوعی طور پر بے ہوش کر رکھا تھا تاکہ اس کے ذہن کو مسلسل آرام دیا جاسکے اور بعد میں ان کے ذہن سے مشینوں کے ذریعے فارمولہ حاصل کر لیا جائے اس لئے کرتل فریدی نے لیبارٹری میں موجود ایشی انجکشن لگا کر ڈاکٹر عبداللہ کو ہوش دلا دیا تھا جبکہ مناظر اور کیپشن حمید نے کرتل فریدی کے حکم پر لیبارٹری میں موجود تمام چھوٹی بڑی مشینزی کو فارٹنگ کر کے تباہ کر دیا تھا۔ البتہ مشینزی کی تباہی کا حکم دینے سے پہلے انہوں نے جزیرے پر نکلنے والا راستہ نہ صرف چیک کر لیا تھا بلکہ اس مشین کو بھی اس نے تباہ کرنے سے منع کر دیا تھا۔ گوپوری لیبارٹری کی انہوں نے اس خیال کو ذہن میں رکھ کر نہایت باریک بینی سے تلاشی لی تھی کہ یہاں سے غوطہ خوری کے جدید لباس مل سکیں لیکن ایسا نہ ہوا کتا کیونکہ ان کے پاس غوطہ خوری کے صرف تین لباس تھے جبکہ اب یہاں سے نکلتے ہوئے ان کی تعداد ڈاکٹر عبداللہ کی وجہ سے چار ہو چکی تھی۔

”سر۔ میں دیے ہی تیر کر ساحل پر پہنچ جاؤں گا۔ آپ ڈاکٹر عبداللہ کو میرے والا لباس پہنادیں“ مناظر نے موڈبانہ لبجھ میں کہا۔

”اممکوں جیسی باتیں مت کیا کرو۔ لیبارٹری جزیرے کی سطح سے تقریباً ایک ہزار فٹ بیچھے ہے اور بغیر غوطہ خوری کے جدید لباس کے تم جیسے ہی لیبارٹری سے باہر نکلو گے تمہارے جسم کی تمام ہڈیاں پانی کے بے پناہ دباؤ کی وجہ سے ٹوٹ پھوٹ جائیں گے“ کرتل فریدی نے سخت اور سرد لبجھ میں کہا تو مناظر نے شرم مدد سے انداز میں سر جھکایا۔

”اس جزیرے والے راستے پر کیا خطرہ ہے۔ پہلے بھی تو ہم جزیرے کے اوپر سے ہو کر پانی میں گئے تھے“ کیپشن حمید نے کہا۔

”یہ راستہ جزیرے کے عقبی طرف لکھتا ہے سامنے کے رخ پر نہیں اور یہ جگہ سیکورٹی ائیریے کے بھی عقب میں ہے اور اس طرف ٹاؤن نہیں ہیں اس لئے لا محال ادھر کی ٹگرانی تیسرے جزیرے کے ٹاؤن سے کی جاتی ہوگی اور ہمارے پاس ایسا کوئی ہتھیار نہیں ہے کہ ہم تیسرے جزیرے کے ٹاؤن کو یہاں سے تباہ کر سکیں جبکہ وہاں یقیناً ایسے میزائل یا مشینزی موجود ہو گی“ کرتل فریدی نے کہا۔

”کرتل صاحب۔ ہمیں بہر حال یہاں سے نکلا تو ہے“ ڈاکٹر عبداللہ نے کہا۔

”ہا۔ لیکن مسئلہ یہ ہے کہ ہم اگر چیک کر لیے گئے تو ہمیں انہوں نے ہلاک کر دینا ہے اور آپ کو کسی اور لیبارٹری میں پہنچا دینا ہے۔ اس طرح معاملہ اسی جگہ آجائے گا“ کرتل فریدی نے کہا۔

”تو پھر آپ نے کیا سوچا ہے“ ڈاکٹر عبداللہ نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ فی الحال اور کوئی صورت نہیں ہے اس لئے اب رُسک لینا ہی پڑے گا۔ ہم باہر نکل کر جھاڑیوں کی اوٹ میں فوراً چیچھے کی طرف ہٹیں گے اور پھر ساحل سے سمندر میں کوڈ کر ساحل کے ساتھ ساتھ تیرتے ہوئے سیکورٹی ائیریے کے سامنے کے رخ پر پہنچیں گے۔ پھر جو آگے ہو گا دیکھا جائے گا“ کرتل فریدی نے اٹھتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر عبداللہ نے بھی اشتافت میں سر ہلا دیا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ سب ایک ایک کر کے جزیرے کے عقب میں کھلے جانے والے لیبارٹری کے راستے سے باہر آگئے۔ دور سے تیسرے جزیرے پر موجود ٹاؤن انہیں نظر آ رہا تھا لیکن یہاں ہر طرف اوپر پیچی پیچی جھاڑیوں کے سوا اور کچھ نہیں تھا اس لئے وہ سب جھاڑیوں کی اوٹ لے کر پیچھے ہٹنے لگے۔ لیکن ابھی وہ تھوڑا ہی چیچھے ہٹنے ہوں گے کہ اچانک انہیں دور ٹاؤن سے نیلے رنگ کا شعلہ سا چمکتا ہوا نظر آیا اور اس کے ساتھ ہی پلک جھکنے میں سٹک کی آواز کرتل فریدی کو سنائی دی اور اس آواز کے ساتھ ہی اس کا ذہن یکخت جیسے تاریک سمندر میں غوطہ کھا گیا لیکن جلد ہی اس کا ذہن بالکل اسی طرح روشن ہو گیا جس طرح تاریک ہوا تھا لیکن ہوش میں آتے ہی وہ بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ بجائے جزیرے کی جھاڑیوں کے وہ ایک کمرے میں کرسی پر موجود تھا۔ اس کے ساتھ ہی

کرسیوں پر ڈاکٹر عبداللہ، کیپشن حمید اور مناظر بھی موجود تھے اور عمران کا ایک ساتھی سب سے آخر میں موجود مناظر کے منہ میں بوٹل سے پانی ڈال رہا تھا گواں کی پشت کر قل فریدی کی طرف تھی لیکن کر قل فریدی اسے دیکھتے ہی فوراً پچان گیا تھا کہ یہ عمران کا ساتھی صدر ہے۔ ڈاکٹر عبداللہ، کیپشن حمید اور مناظر ہوش میں آنے کے مراحل سے گزر رہے تھے۔

”عمران کہاں ہے صدر؟“ کر قل فریدی نے صدر کے مڑتے ہی کہا تو صدر چونک پڑا۔

”السلام علیکم کر قل صاحب۔“ عمران صاحب ابھی آرہے ہیں۔ وہ یہاں سے صحیح سلامت نکلنے کے بارے میں لائچے عمل بنارہے ہیں“ صدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ولیکم السلام۔ یہ کون سی جگہ ہے اور ہمیں یہاں کیسے لایا گیا ہے اور تم یہاں کیوں اور کیسے موجود ہو؟“ کر قل فریدی نے پوچھا۔

”یہ سیکورٹی ایریا ہے۔ ہم ساحل کے ساتھ تیرتے ہوئے عقبی طرف پہنچتے ہے کہ ہمیں تیرے جزیرے کے ناوار سے چیک کر کے ریز فائر کے ذریعے بے ہوش کر دیا گیا۔ عقبی طرف چونکہ انتہائی حساس علاقہ ہے اس لئے وہاں فائر نگ منوع ہے۔ ناوار والوں نے اس کی اطلاع سیکورٹی چیف جیمز کو دی تو اس نے آدمی بھیج کر ہمیں وہاں سے اٹھوا کر یہاں منتگولیا۔ ان آدمیوں کی تعداد پانچ تھی۔ انہوں نے ہمیں لاکر فوری طور پر گولیاں مارنے کی بجائے مس جولیا سے دست درازی کی کوشش شروع کر دی۔ مس جولیا کے چینخے پر عمران صاحب خود بخوبی ہوش میں آگئے۔ اور پھر نہ صرف مس جولیا ان کی دست درازی سے فتح گئی بلکہ عمران صاحب نے ان سب کو ہلاک کر دیا۔ پھر ہمیں بھی ہوش میں لایا گیا اور اس کے بعد عمران صاحب نے آپریشن روم کا راستہ کھلوا کر آپریشن روم میں ریڈ کر دیا اور وہاں موجود تمام افراد کو ہلاک کر کے جیمز کو بے ہوش کر دیا گیا۔ پھر جیمز کو ہوش میں لاکر عمران صاحب نے اس سے یہاں کے بارے میں پوری تفصیل معلوم کر لی۔ اسی دوران تیرے جزیرے کے ناوار سے انچارج بوگ کی کال آگئی۔ عمران صاحب نے جیمز کی آواز اور لبجے میں اس سے بات کی تو اس نے بتایا کہ عقبی ایریے میں لیبارٹری کا دروازہ کھلا ہے اور وہاں سے چار افراد باہر آگئے ہیں جنہیں مارک کر لیا گیا اور پھر ریز فائر کر کے انہیں بے ہوش کر دیا گیا ہے تو عمران صاحب سمجھ گئے کہ یہ آپ ہوں گے اور آپ کے ساتھ چوتھا آدمی یقیناً عبداللہ صاحب ہوں گے چنانچہ انہوں نے عقبی راستہ کھولا اور ہم جا کر آپ کو اور آپ کے ساتھیوں کو یہاں لے آئے۔“ صدر نے مودبانہ لبجے میں پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ کر قل فریدی مزید کوئی سوال کرتا دروازہ کھلا اور عمران اندر داخل ہوا۔

”السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ!“ مرشد کے حضور مرید خاص سلام بغیر مٹھائی کے پیش کرتا ہے کیونکہ یہاں مٹھائی پاؤ جو دو ششوں کے کہیں سے دستیاب نہیں ہو سکی اس لئے مجبوری ہے،“ عمران نے اندر داخل ہوتے ہی بڑے خشوع و خضوع بھرے لبجے میں کہا۔

”ولیکم السلام۔ مٹھائی دستیاب نہ ہونے کا مطلب ہے کہ یہاں سے باہر صحیح سلامت جانے کا تمہیں کوئی راستہ نظر نہیں آ رہا۔“ کر قل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آپ واقعی صاحب تصرف مرشد ہیں،“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ایک کری پر بیٹھ گیا۔

”یہ ڈاکٹر عبداللہ ہیں اور ڈاکٹر صاحب یہ علی عمران ہے۔ نہ صرف پاکیشیا بلکہ پورے عالم اسلام کا انتہائی قیمتی سرمایہ۔“ کر قل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”سرمایہ نہیں مایہ کہیں۔ میرا بارچی آغا سلیمان پاشا تو ساری عمر سرمایہ کا انتظار کرتے کرتے بوڑھا ہونے کو آگیا ہے،“ عمران نے کہا تو کر قل فریدی بے اختیار نہیں پڑا۔ اسی لمحے کرے میں جولیا داخل ہوئی اور پھر اس نے بھی کر قل فریدی کو سلام کیا اور کری پر بیٹھ گئی۔

”آپ نے واقعی کارنامہ سرانجام دیا ہے کر قل صاحب۔ آپ نہ صرف لیبارٹری میں داخل بھی ہو گئے بلکہ آپ ڈاکٹر عبداللہ صاحب کو بھی ساتھ لے آئے ہیں اور ہم بس وہ کیا کہتے ہیں آنے جانے میں ہی رہ گئے،“ عمران نے کہا۔

”آنے جانے کا کیا مطلب؟“ ڈاکٹر عبداللہ نے چونک کر کہا۔ شاید ان کی سمجھ میں عمران کا یہ فقرہ نہ آیا تھا۔

”اس کے پیچے ایک دلچسپ کہانی ہے ڈاکٹر صاحب۔ ایک کوئے نے گلہری کی دعوت کی اور دنیا جہاں کے پھل لا کر گھونسلے میں جمع کر دیئے اور گلہری نے خوب دعوت اڑائی۔ پھر گلہری نے جواب میں کوئے کی دعوت کی اور اسے ایک درخت پر بلایا جس پر وہ رہتی تھی کوا آ کر بیٹھ گیا تو گلہری نے ایک درخت سے دوسرے اور دوسرے سے تیسرے پر اور تیسرے سے پھر پہلے پر اور پہلے سے دوسرے پر مسلسل آنا جانا شروع کر دیا۔ کو اجنب بھوک سے بے چین ہو گیا تو اس نے گلہری سے پوچھا کہ دعوت کا کیا ہوا تو گلہری نے کہا کہ دعوت کو چھوڑ دیں میرا آنا جانا دیکھو، عمران نے باقاعدہ کہانی سناتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر عبد اللہ بے اختیار مسکرا دیئے۔

”یہاں سے نکلنے میں کیا رکاوٹیں ہیں؟“ کرٹل فریدی نے پوچھا۔

”وہی جو آپ کو چوچھا غوط خوری کا لباس نہ ملنے کی وجہ سے پیش آئی ہیں ورنہ ہم یہاں واقعی آنے جانے میں لگے رہتے اور آپ ڈاکٹر عبد اللہ صاحب سمیت دماک پہنچ بھی چکے ہوتے“ عمران نے جواب دیا تو کرٹل فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔

”میں تمہارے طفروں کو سمجھتا ہوں عمران۔ میں واقعی ایسا ہی کرتا کیونکہ ایک تو مجھے تمہاری یہاں موجودگی کا علم نہ تھا وہ سرا بہر حال ہم نے مشن مکمل کرنا تھا“ کرٹل فریدی نے جواب دیا۔

”میں طفروں کر رہا کرٹل صاحب۔ صرف رکاؤں کی بات کر رہا ہوں۔ یہاں مسئلہ ہے کہ ہم درمیانی جزیرے میں ہیں۔ ابھی تک لیبارٹری کے بارے میں کسی کو معلوم نہیں ہے اور یہاں کوئی ایسی سواری نہیں ہے جس سے ہم ڈاکٹر عبد اللہ صاحب کو یہاں سے بحفاظت نکال سکیں،“ عمران نے کہا۔

”یہاں آپ یشن روم میں سمندر میں حفاظتی انتظامات کی مشینری ہو گی۔ اسے آف کر دو تو سمندر محفوظ ہو جائے گا اور ہم کسی بھی لائن کے ذریعے آسانی سے نکل جائیں گے“ کرٹل فریدی نے کہا۔

”اس مشینری کی وجہ سے یہاں موجود ایکریمین میزائل اڈوں کی سیکورٹی مطمئن کرتا۔ جیسے ہی یہ انتظامات ختم ہوئے وہ سب چونک پڑیں گے اور پھر دیکھتے ہیں کہ یہاں ایکریمین ایئر فورس اور کمانڈو فوج پہنچ سکتی ہے ایک بات اور دوسری بات یہ کہ یہاں کوئی لائن نہیں ہے۔ جس بوٹ میں ہم آئے تھے وہ بوٹ پہلے جزیرے کی کھاڑی میں ہے۔ کرٹل برائک ہمیں وہاں سے اٹھا کر یہاں لے آیا تھا اور وہ بوٹ وہیں رہ گئی،“ عمران نے کہا۔

”یہاں غوط خوری کے لباس تو ہوں گے“ کرٹل فریدی نے کہا۔

”نہیں ہیں ورنہ تو کوئی نہ کوئی راست نکل ہی آتا“ عمران نے جواب دیا تو کرٹل فریدی کی پیشانی پر ٹکنیں ابھر آئیں۔

”اب تو ایک ہی صورت ہو سکتی ہے کہ ہم یہاں سے کسی ایئر فورس کے اڈے پر کال کر کے ہیلی کا پڑ طلب کریں اور آسمان پر موجود حفاظتی نظام آف کر دیں۔ جب وہ ہیلی کا پڑ یہاں پہنچ جائے تو پھر اس پر قبضہ کر کے یہاں سے فوراً نکل جائیں“ عمران نے کہا۔

”نہیں۔ ایسے اڈے والے ہیلی کا پڑ نہیں سمجھیں گے۔ وہ پوری تحقیقات کرائیں گے البتہ ہو سکتا ہے کہ تم ڈینفس سیکرٹری کی آواز اور لمحے میں انہیں حکم دو“ کرٹل فریدی نے کہا۔

”نہیں میں نے ڈینفس سیکرٹری کی آواز سنی ہے اور نہ ہی ان کا فون نمبر مجھے معلوم ہے“ عمران نے کہا۔

”تو پھر اب کچھ نہ کچھ کرنا ہی ہے“ کرٹل فریدی نے کہا ہی تھا کہ یہ لکھت باہر سے دوڑتے ہوئے قدموں کی آوازیں سنائی دیں تو کرٹل فریدی، عمران اور باقی ساتھی بے اختیار چوک پڑے۔

”عمران صاحب۔ عجیب ساخت کا ایک طیارہ تیزی سے ہمارے جزیرے کی طرف بڑھ رہا ہے۔ میں نے سکرین پر چیک کیا ہے۔ ویسے یہ جنگی طیارہ ہے“ کیپٹن ٹکلیں نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا تو عمران اٹھ کھڑا ہوا اور آپ یشن روم کی طرف بڑھ گیا جبکہ کرٹل فریدی بھی اس کے پیچے باہر نکل گیا۔

کتاب گھر کی پیشکش

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

آفس کے انداز میں بجے ہوئے کرے میں کری پر ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا ایکریمین بیٹھا ہوا تھا۔ سائیڈ میز پر ایک مستطیل شکل کی مشین موجود تھی جس کی سکرین پر بزرگ میں اوکے الفاظ مستقل طور پر لکھے نظر آ رہے تھے۔ یہ ایکریمین کے سپر میزائل اڈے کا سیکورٹی روم تھا اور کری پر بیٹھا ہوا ایکریمین کرنل نارگ تھا جس کا تعلق اس اڈے کی سیکورٹی سے تھا۔ چونکہ یہ اڈا خاص طور پر زیرِ ذمین تھا اور باہر با قاعدہ سیکورٹی کے علیحدہ انتظامات تھے اس لئے اس کام صرف وقت گزارنا تھا یا اڈے کی اندر وہنی سیکورٹی کو چیک کرتے رہنا۔ وہ کری پر بیٹھا ایک پا تصویر پر سالے کے مطالعے میں مصروف تھا کہ سامنے پڑے ہوئے فون کی گھنٹی نجاح تھی تو وہ اختیار چونک پڑا کیونکہ اس فون کا تعلق بیرونی سیکورٹی سے تھا اور بیرونی سیکورٹی کا انچارج کرنل برائیک تھا جو کبھی کبھار اس فون پر اس سے گپ شپ لگایتا تھا اس لئے وہ یہی سمجھا تھا کہ یہ کال کرنل برائیک کی طرف سے کی گئی ہو گی اس لئے اس کا تھہ بڑھا کر سیوراٹھا لیا۔

کتاب گھر کی پیشکش

”لیں۔ کرنل نارگ بول رہا ہوں۔ ایس ایم ون ایریا سے۔“ کرنل نارگ نے کہا۔

”بورگ بول رہا ہوں جناب۔ پی تھری کے ٹاور سے۔ میں یہاں اس ٹاور کا انچارج ہوں“ دوسری طرف سے انجمنی آواز سنائی دی تو کرنل نارگ بے اختیار اچھل پڑا۔

کتاب گھر کی پیشکش

”کون ہوتا اور کیسے یہاں فون کیا ہے؟“ کرنل نارگ نے حیرت بھرے لبھے میں کہا۔

”میں نے بتایا ہے جناب کہ میں پی تھری کے ٹاور کا سیکورٹی انچارج ہوں۔ آپ کوشایدہ باہر کے حالات کا علم نہیں ہے اس لئے میں نے فون کیا ہے کہ باہر کے حالات بے خراب ہو چکے ہیں،“ بورگ نے کہا۔

”حالات خراب ہو چکے ہیں۔ کیا مطلب۔ کرنل برائیک کہاں ہے اس نے کیوں فون نہیں کیا؟“ کرنل نارگ نے کہا۔

”جناب۔ کرنل برائیک کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور ان کی جگہ آپریشن روم انچارج جیائز نے لے لی ہے لیکن آپ جیائز کو بھی ہلاک کر دیا گیا ہے اور اب باہر سیکورٹی ایریے میں دشمنوں کا مکمل قبضہ ہے اور جناب انہوں نے لیبارٹری پر بھی قبضہ کر لیا ہے اور وہاں سے مسلمان سائنس دان ڈاکٹر عبداللہ کو بھی وہ نکال لے گئے ہیں۔“ بورگ نے کہا تو کرنل نارگ کا چہرہ جیزت سے منج سا ہو گیا۔

”یہ سب کیا کہہ رہے ہو۔ تمہارا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا۔ کون مسلمان سائنس دان اور کون دشمن۔ یہ سب کیا کہہ رہے ہو؟“ کرنل نارگ نے انتہائی غصیلے لبھے میں چیختے ہوئے کہا۔

”میں اس وقت آپ کو پوری تفصیل بتاتا ہوں جناب۔ اس وقت آپ کا میزائل اڈا بھی شدید خطرے سے دوچار ہے اور ان کے خاتمے کے لئے کام بھی آپ ہی کر سکتے ہیں۔ آپ ایک فورس سے بمبار طیارہ ملکوا کتے ہیں،“ بورگ نے کہا۔

”تم تفصیل بتاؤ،“ کرنل نارگ نے سرد لبھے میں کہا۔

”جناب۔ آپ کو یہ تو معلوم ہے کہ پیٹو پر ایک خفیہ لیبارٹری ہے جس کا راستہ سیکورٹی ایریے کے عقبی طرف کھلتا ہے۔“ بورگ نے کہا۔

”ہاں مجھے معلوم ہے پھر،“ کرنل نارگ نے کہا۔

”ایک مسلمان سائنس دان ڈاکٹر عبداللہ کو یہاں حکومت کی طرف سے بھیجا گیا اور اس کے ساتھ ہی ڈینیس سیکرٹری صاحب نے دو ماہ تک تینوں جزیروں کو ہر لحاظ سے آف کرا دیا اور سمندر اور آسمان پر سیکورٹی کے تمام انتظامات اوپن کر دیئے گئے اور یہ بتایا گیا کہ اسلامی سیکورٹی کو نسل

کے اجنب کرٹل فریدی اور پاکیشیا سیکرٹ سروس علیحدہ اس سائنس دان کو واپس حاصل کرنے کے لئے ان جزیروں پر پہنچ سکتے ہیں لیکن یہاں کے انتظامات ایسے تھے کہ کرٹل برائک مطمئن تھے کہ یہاں کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ میں تیرے جزیرے کے ناؤ رکا انچارج ہوں۔ اچائک مجھے اطلاع دی گئی کہ کرٹل برائک اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور یہ کام پاکیشیا ایجنسٹوں نے کیا ہے اور اب آپریشن روم انچارج جیمز سیکورٹی چیف ہے۔ جیمز نے بتایا کہ کرٹل برائک اور اس کے ساتھیوں کو جنہوں نے ہلاک کیا تھا انہیں ایگزٹر روم کے ذریعے سمندر میں پھینک دیا گیا اور ان کی لاشیں محچلیاں کھا گئیں لیکن پھر اچائک میں نے عقبی طرف ایک عورت اور چار مردوں کو چیک کیا تو میں نے انہیں ریز فائر کر کے بے ہوش کر دیا کیونکہ اس ایسے میں فائر نگ منوع ہے۔ پھر میں نے جیمز کو اطلاع دی۔ جیمز نے سیکورٹی کے افراد کو بھجو کر انہیں باہر سے اٹھوا لیا اور میں مطمئن ہو گیا کہ اب ان بے ہوش افراد کو سیکورٹی کے آدمی آسانی سے ہلاک کر دیں گے لیکن پھر اچائک لیبارٹری کا راستہ کھلا اور لیبارٹری سے چار افراد باہر آ گئے۔ میں نے ان پر بھی ریز فائر کر کے انہیں بے ہوش کر دیا اور پھر جیمز کو اطلاع دی لیکن جیمز نے جو کچھ بتایا وہ خاصا مشکوک تھا جس پر میں مطمئن ہو گیا اور میں نے سیکورٹی ایسے سے آ کر بے ہوش افراد کو لے جانے والوں کو چیک کیا تو وہ سب اجنبی افراد تھے۔ سیکورٹی کے لوگ نہیں تھے جس پر مزید مشکوک ہو گیا اور میں نے سیکورٹی ایسے کے خفیہ کنڑوں کو ایکٹویٹ کیا۔ ایسا ستم انتہائی حفاظتی انتظام کے تحت موجود تھا۔ میں یہ دیکھ کر جیران رہ گیا کہ سیکورٹی ایسے پر دشمنوں کا قبضہ تھا اور سیکورٹی کے تمام افراد جیمز سمیت ہلاک کر دیتے گئے ہیں اور ان کی لاشوں کو چیک کرنے کے بعد میں جیران رہ گیا۔ میں یہاں سے ان کے خلاف کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ اچائک مجھے کرٹل برائک کی بات یاد آ گئی۔ انہوں نے ایک بار بتایا تھا کہ ایسے جنسی میں ایسا انتظام رکھا گیا ہے کہ اگر دشمنوں پر قابو پانے کی کوئی صورت نہ رہے تو ایئر فورس سے خصوصی بمب ار طیارہ جس کا کوڈ نام ڈلفن ہے منگوایا جاسکتا ہے۔ اس طیارے میں ایسے جدید ستم موجود ہوتے ہیں جو زمین کے نیچے موجود کسی بھی غصیب پر اثر انداز نہیں ہوتے لیکن زمین کے اوپر موجود عمارت میں موجود آدمیوں کو یہ ایک لمحے میں راکھ کا ڈھیر بنا دیتے ہیں تو مجھے آپ کا خیال آ گیا۔ آپ کا نمبر بھی تمام ناؤ رکھا جوں کو کرٹل برائک نے دیا تھا۔ آپ ڈلفن طیارہ منگوا کر سیکورٹی ایسے میں موجود دشمنوں کو جلا کر راکھ کر سکتے ہیں۔“ بورگ نے مسلسل بولتے ہوئے کہا اور جیسے جیسے وہ بولتا جا رہا تھا کہ کرٹل نارگ کا چہرہ ساتھ ساتھ رنگ بدلتا جا رہا تھا۔

”اوہ۔ ویری بیٹھ۔ اوپر معاملات اس حد تک پہنچ گئے ہیں اور ہمیں یہاں نیچے کسی بات کا علم ہی نہیں ہے،“ کرٹل نارگ نے انتہائی حیرت

بھرے لجھ میں کہا۔

”میں نے آپ کو تفصیل بتا دی ہے جناب۔ میں خود اس سے زیادہ کچھ نہیں کر سکتا۔ اب یہ آپ کی ذمہ داری ہے کہ آپ سلسلے میں کوئی کارروائی کریں،“ بورگ نے کہا۔

”کیا ایسا ممکن ہے کہ سیکورٹی ایسے میں موجود حالات کو میں خود دیکھ سکوں،“ کرٹل نارگ نے کہا۔

”لیں سر۔ آپ کے پاس زوکو تھا اور زندہ آپریشن میشن موجود ہے اس میں سیکورٹی ایسے کو خفیہ طور پر چیک کرنے کی ڈیوائس موجود ہے۔ آپ اسے آن کر کے اس پر سیکورٹی ایسے کو نارگٹ کریں تو آپ وہاں سب کچھ دیکھ لیں گے،“ بورگ نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ میں چیک کرنے کے بعد کارروائی کرتا ہوں۔ شکریہ،“ کرٹل نارگ نے کہا اور رسیور کر کروہ اٹھا اور تیزی سے دوڑتا ہوا آفس سے نکل کر ساتھ موجود سیکورٹی آپریشن روم میں پہنچ گیا۔ وہاں موجود افراد اسے اس طرح دوڑ کر آتے دیکھ کر چونک پڑے۔

”کیا ہوا جناب۔ خیریت،“ ایک آدمی نے کری سے اٹھتے ہوئے کہا۔

”پاکیشیا دشمن ایجنسٹوں نے سیکورٹی ایسے پر قبضہ کر لیا ہے اور ہم یہاں غافل بیٹھے ہیں،“ کرٹل نارگ نے تیز لجھ میں کہا۔

”یہ کیسے ہو سکتا ہے سر،“ اس آدمی نے خیریت بھرے لجھ میں کہا۔

”تم با میں چھوڑ اور فوراً زوکو تھا اور زندہ آپریشن آن کر کے اس پر سیکورٹی ایسے کو نارگٹ کرو۔ جلدی کرو۔ ہری آپ،“ کرٹل

ثارگ نے چیختے ہوئے کہا تو وہ نوجوان تیزی سے دڑوتا ہوا ایک سائیڈ پر موجود مشین کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے مشین پر موجود سرخ رنگ کا کپڑا ہٹایا اور اسے آن کر کے آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔ کرنل ٹارگ اس کے قریب جا کر کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد مشین پر موجود سکرین ایک جھماکے سے روشن ہو گئی۔ اس پر جھملنا ہٹسی ہو رہی تھی اور پھر ایک جھماکے سے اس پر سیکورٹی ایریئے کی عمارت نظر آنے لگی۔

”عمارت کے اندر وونی کیسروں کو ایکٹویٹ کرو“، کرنل ٹارگ نے کہا۔ <http://www.kitaabghar.com>

”لیں سر“ آپریٹ نے موڈ باند لجھے میں کہا اور پھر چند لمحوں بعد ایک بار پھر جھماکے سے اس پر سیکورٹی ایریئے کی عمارت نظر آنے لگ گیا۔ وہاں فرش پر چھسات لاشیں پڑی ہوئی تھیں۔

”ہونہہ۔ صحیح ہے۔ اب باری باری تمام کمروں کو چیک کرو“، کرنل ٹارگ نے کہا تو آپریٹ نے اثبات میں سر بلادیا اور آپریٹشن روم میں موجود مشینزی کے سامنے فرش پر پڑی ہوئی لاشیں بھی انہیں نظر آنے لگیں۔ دو آدمی اور ایک عورت ایک برآمدہ میں کھڑے تھے جبکہ چار مرد ایک کمرے میں کرسیوں پر بے ہوشی کے انداز میں پڑے ہوئے تھے۔ اسی طرح آپریٹشن روم میں دو آدمی موجود تھے لیکن یہ سب ایشیائی تھے البتہ عورت سوکس نہ تھی۔

”صحیح ہے۔ اب سے آف کر دو۔ اس کا مطلب ہے کہ بورگ کی بات درست ہے۔ سیکورٹی ایریئے پر دشمن کا مکمل قبضہ ہے“، کرنل ٹارگ نے ہونٹ چھاتے ہوئے کہا۔ <http://www.kitaabghar.com>

”یہ کون ہیں سر“، آپریٹ نے حیرت بھرے لجھے میں کہا۔ <http://www.kitaabghar.com>

”وشن ایجنٹ“، ٹارگ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے پیچھے ہٹ کر میز کی سائیڈ پر پڑی ہوئی اس کری پر بینچ گیا جس پر پہلے مشین آپریٹ کرنے والا بینچا ہوا تھا۔ اس کے نیز پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور یہکے بعد دیگر تین بینچ پر تیک کر دیئے۔

”لیں سر“، دوسری طرف سے اس کے سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔ <http://www.kitaabghar.com>

”میں آپریٹشن روم سے بول رہا ہوں۔ لارک ایئر فورس اڈے انچارج ایئر کمانڈر جیکب سے میری بات کراؤ“، کرنل ٹارگ نے تیز لجھے میں کہا۔

”لیں سر“، دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل ٹارگ نے رسیور رکھ دیا۔

”مار جز“، کرنل ٹارگ نے رسیور رکھ کر آپریٹ سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”لیں سر“، آپریٹ نے مڑک کر کرنل ٹارگ کو دیکھتے ہوئے کہا۔ <http://www.kitaabghar.com>

”سیکورٹی ایریئے کو اب بیرونی طرف سے سکرین پر لے آؤ۔ میں ایئر فورس سے ڈوفن طیارہ طلب کر رہا ہوں تاکہ وہ یہاں سیکورٹی ایریئے پر ریڈریز فائر کر دے جس سے عمارت کو تو نقصان نہ پہنچے لیکن اندر موجود افراد اکھاڑا کا ڈھیر بن جائیں۔ تم نے چیک کرتے رہنا ہے۔ جب ڈوفن طیارہ پہنچ جائے تو مجھے بتانا“، کرنل ٹارگ نے کہا۔

”لیں سر“، آپریٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل ٹارگ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

”لیں سر۔ کرنل ٹارگ بول رہا ہوں“، کرنل ٹارگ نے کہا۔

”ایئر کمانڈر جیکب سے بات کریں سر“، دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو۔ کرنل ٹارگ بول رہا ہوں۔ ایس ایس اے ون سیکورٹی چیف“، کرنل ٹارگ نے بھاری لجھے میں کہا۔

”لیں سر۔ ایئر کمانڈر جیکب بول رہا ہوں۔ کیا بات ہے کرنل ٹارگ۔ آپ نے کیوں کال کی ہے“، دوسری طرف سے کہا گیا۔

”کمانڈر جیکب۔ آپ کو تو معلوم ہے کہ تحری پر لزکی کیا اہمیت ہے۔ آپ کا یہ سپاٹ انہیں مددوینے کے لئے بنایا گیا ہے“، کرنل ٹارگ نے کہا۔

”ہاں۔ کیا ہوا ہے؟“ کمانڈر جیکب نے کہا۔

”پیٹ پر جہاں ایس ایس اے ون میزائل اڈے اندر گراونڈ ہیں وہاں ایک زیر زمین لیبارٹری بھی ہے۔ اس لیبارٹری میں حکومت ایکریمیا نے ایک ایشیائی سائنس دان کو بھجوایا تھا لیکن ایشیائی انجینٹ اس کے پیچے یہاں پہنچ گئے اور انہوں نے ہمارے جزیرے پر موجود سیکورٹی عمار پر پر قبضہ کر لیا اور وہاں موجود تمام سیکورٹی کے افراد کو ہلاک کر دیا ہے اور لیبارٹری سے وہ اس سائنس دان کو بھی نکال کر لے آئے ہیں اور کسی بھی لمحے وہ ایس ایس اے ون اور ایس ایس اے تو کو بھی تباہ کر سکتے ہیں۔ چونکہ سیکورٹی کے تمام انتظامات ان کے قبضے میں ہیں اس لئے ہم اس عمارت میں داخل ہی نہیں ہو سکتے۔ آپ کے پاس ایسی صورتحال سے نہیں کے لئے ڈولفن ریڈریز کرافٹ موجود ہے جس پر سیکورٹی انتظامات کا کوئی اثر نہیں ہوتا اور آپ اس طیارے سے سیکورٹی ایریئے پر وہ ریز فائر کر سکتے ہیں جن سے اس عمارت کے اندر موجود تمام انسان را کھا کا ڈھیر بن جائیں گے،“ کرنل نارگ نے کہا۔

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

”ہاں ہے؟“ ایئر کمانڈر جیکب نے جواب دیا۔

”تو اسے بھجو یہاں اور پورے جزیرے پر وہ ریز فائر کر دو۔ جلدی فوراً اور نہ دشمن انجینٹ کسی بھی لمحے کوئی خوفناک کارروائی کر سکتے ہیں،“ کرنل نارگ نے کہا۔

کتاب گھر کی پیشکش

”لیکن ایسا تحریری حکم کے بغیر نہیں ہو سکتا،“ کمانڈر جیکب نے کہا۔

”اس وقت تحریر وغیرہ کی بات مت سوچو۔ میرا حکم شیپ کرو۔ بس بھی تحریر ہے۔ ایک ایک لمحہ تھی تھی ہے۔ اگر تمہاری طرف سے دیر ہونے کی بنا پر جزیرے پر موجود پر میزائل اڈے کو کوئی نقصان پہنچا تو تم تو تمہارا پورا خاندان موت کے گھاٹ اتر جائے گا۔“ کرنل نارگ نے چیختہ ہوئے کہا۔

کتاب گھر کی پیشکش

”ٹھیک ہے۔ میں سمجھ گیا ہوں۔ آپ کا کہا ہوا ہر لفظ یہاں شیپ ہو چکا ہے۔ میں ابھی طیارہ بھیجا ہوں لیکن اس کی چینگ کیسے ہوگی۔ کیا آپ خود کریں گے؟“ کمانڈر جیکب نے اس بارہ سبھے ہوئے لجھ میں کہا۔

”تم ایئر فورس کمانڈوز بعد میں بھجوادینا۔ لیکن ریز فائر فور اف اسٹر کراڈ اور سنو۔ تمام جزیرے پر فائر کرانا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ فرنٹ سائیڈ پر یعنی طرف سے باہر لگل جائیں۔ انہیں ہر صورت میں ہلاک ہونا چاہئے،“ کرنل نارگ نے کہا۔

”اوکے۔ میں ڈولفن طیارہ بھیج رہا ہوں۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل نارگ نے رسیور رکھ دیا۔“

<http://www.kitaabghar.com>

”اب جب ڈولفن طیارہ نظر آئے تو مجھے بتانا،“ کرنل نارگ نے آپ سبھے ہوئے کہا۔

”لیں سر،“ آپ سبھے ہوئے کہا اور پھر تقریباً پندرہ میں منٹ بعد مار جرنے اسے ڈولفن طیارے کی آمد کا ہتایا تو وہ کری سے اٹھ کر تیزی سے مشین کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ڈولفن طیارہ پیٹو کے اوپر پہنچ گیا۔ ایک بار اس نے پورے جزیرے کا چکر لگایا۔ اس کی بلندی کافی تھی۔ پھر اچانک اس میں سے نیلے رنگ کا شعلہ نکلا اور سیدھا سیکورٹی ایریئے کی عمارت سے ٹکرا کر چنگاریوں میں تبدیل ہو کر ختم ہو گیا۔ پھر دوسری بار شعلہ چمکا اور پہلے کی طرح وہ بھی عمارت سے ٹکرا کر چنگاریوں میں تبدیل ہو کر ختم ہو گیا۔ سیکورٹی ایریئے پر ایسے ہی پانچ فائر کیے گئے۔ پھر جزیرے کے عقبی طرف ڈولفن طیارے نے اسی طرح چار پانچ جگہوں پر فائر نگ کی اور اس کے بعد اس نے فرنٹ کی طرف فائر نگ شروع کر دی اور پھر وہ واپس چلا گیا۔

کتاب گھر کی پیشکش

”اب جزیرے پر کوئی انسان زندہ نہ بچا ہو گا۔ سب را کھن گئے ہوں گے،“ کرنل نارگ نے اطمینان بھرے لجھ میں کہا۔

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

”تم پہلے کی طرح چیک کرو،“ کرنل نارگ نے کہا تو مار جرنے مشین آپ سبھے کیا کرنا شروع کر دی اور پھر اس نے باری باری عمارت کے تمام

کمروں کو چیک کیا۔ اب عمارت کے ہر اس کمرے میں جہاں زندہ انسان اور لاشیں پڑی ہوئی تھیں اب وہاں ان تمام کی لاشیں را کھینچنی پڑی ہوئی صاف دکھائی دے رہی تھیں۔

”اب عقی ایریے کو کور گرو“ کرنل نارگ نے کہا تو مار جرنے میں کے بیٹن پر لیں کرنے شروع کر دیئے اور چند لمحوں بعد سیکورٹی ایریے کا عقی حصہ سکرین پر نظر آنے لگا لیکن یہاں بھی کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ صرف اوپر پنجی نیچی جھاڑیاں موجود تھیں۔ <http://www.kitaabghar.com>

”اب فرنٹ ایریے کو چیک کرو“ کرنل نارگ نے کہا تو مار جرنے اس کے حکم کی تعیل کی لیکن سیکورٹی ایریے کی عمارت کے فرنٹ حصے میں بھی کوئی انسان نظر نہ آ رہا تھا۔

”اوے کتاب ختم ہو گئے کی آف کر دو میں“ کرنل نارگ نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”سرودہ ایفرورس والے چینگ کرنے آئیں گے۔ کیا آپ نے انہیں چیک نہیں کرنا“ مار جرنے کہا۔ <http://www.kitaabghar.com>

”اس کی کیا ضرورت ہے۔ جب اوپر کوئی زندہ آدمی ہی نہیں رہا تو پھر کیا چیک کریں“ کرنل نارگ نے جواب دیا اور مژکر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے چہرے پر گھر اطمینان تھا اسے معلوم تھا کہ جب یہ سارے معاملات ڈیفس سیکرٹری تک پہنچیں گے تو یقیناً اسے کوئی بڑا عہدہ مل جائے گا۔

کتاب گھر کی پیشکش

<http://www.kitaabghar.com> ☆☆☆

<http://www.kitaabghar.com>

کتاب گھر کی پیشکش

<http://www.kitaabghar.com>

کتاب گھر کی پیشکش

<http://www.kitaabghar.com>

سی ٹاپ کتاب گھر کی پیشکش

کتاب گھر کی پیشکش

سی ٹاپ، مظہر کلیم کی عمران سیرین کا ایک ناول ہے جس میں پاکیشیا کا ایک انتہائی اہم سائنسی فارمولایورپ کی مجرم تنظیم کے ہاتھ لگ گیا ہے جسے خریدنے کے لئے ایکریمیا اور اسرائیل سمیت تقریباً تمام پرپاورز نے اس مجرم تنظیم سے مذاکرات شروع کر دیئے۔ گویہ مجرم تنظیم عام بدمعاشوں اور غنڈوں پر مشتمل تھی لیکن اس کے باوجود تمام پرپاورز اس تنظیم سے فارمولاحاصل کرنے کے لئے اسے بھاری رقم دینے پر آمادہ تھیں حتیٰ کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو بھی اس فارمولے کے حصول کے لئے اس تنظیم سے بار بار سودے بازی کرنا پڑی اور بھاری رقم دینے کے باوجود فارمولاحاصل کرنے میں ناکام رہی۔ اس کے باوجود وہ اسے مزید رقمات دینے پر مجبور ہو جاتی تھی۔ ایسا کیوں ہوا۔ کیا عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس ایک عام سی مجرم تنظیم کے مقابل بے بس ہو گئے تھے؟ ہر لحاظ سے ایک منفرد کہانی، جس میں پیش آنے والے حیرت انگیز واقعات کے ساتھ ساتھ تیز رفتار ایکشن اور بے پناہ سسپنਸ نے اسے مزید منفرد اور ممتاز بنادیا ہے۔ **سی ٹاپ** کتاب گھر پر مذکوب۔ جسے **ناول** سیکشن میں دیکھا جا سکتا ہے۔

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>



”اوہ۔ اوہ۔ یہ ڈولفن طیارہ ہے۔ دیری بیڈ“ عمران نے باہر آ کر آسمان پر اڑتے ہوئے ایک عجیب سی ساخت کے طیارے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

”کرٹل صاحب۔ ڈاکٹر صاحب کو اور اپنے ساتھیوں کو باہر نکالیں ہم نے فرنٹ پر جانا ہے ورنہ ہم یہاں جل کر راکھ ہو جائیں گے“ عمران نے چیختے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ مجھے معلوم ہے۔ کہ تم باہر کا راستہ کھلو۔ جلدی کرو۔“ کرٹل فریدی نے کا اور اس کے ساتھ ہی اوہ واپس بھاگ پڑے جبکہ عمران اپنے ساتھیوں کو فرنٹ ایگزٹ وے پر تھنچے کا کہا اور خود وہ آپریشن روم میں پہنچ گیا۔ اس نے فوری طور پر مشین کو آپریٹ کر کے پہلے فرنٹ وے کھولا اور پھر عقبی وے کھول کر اس نے جیب سے مشین پٹھل نکالا اور وہاں موجود تمام مشینزی پر فائر کھول دیا۔ چند لمحوں میں ہی اس نے تمام مشینزی تباہ کر دی اور پھر وہ اس قدر تیزی سے بھاگتا ہوا فرنٹ وے کی طرف بڑھا جیسے ہش روڈ میٹرس میں حصہ لے رہا ہو۔ چند لمحوں بعد وہ وہاں پہنچ چکا تھا۔ کرٹل فریدی اس کے ساتھی اور عمران کے تمام ساتھی وہاں موجود تھے۔ طیارہ اب جزیرے پر چکر لگا رہا تھا۔

”جیسے ہی یہ عقبی طرف جائے گا ہم نے دوڑ کرنا وہی میں پناہ لینی ہے“ عمران نے کہا۔

”اور پھر جیسے وہ عمارت کے بعد عقبی سائیڈ پر جائے گا تو ہمیں دوبارہ عمارت میں پناہ لینی ہو گی“ کرٹل فریدی نے کہا۔

”لیکن کیا یہ ضروری ہے کہ وہ عقبی طرف جا کر پہلے فائر کرے“ صدر نے کہا۔

”ہاں۔ کیونکہ تمام تنصیبات عقبی طرف ہیں اس لئے وہ لوگ پہلے اس کی حفاظت کا سوچیں گے“ کرٹل فریدی نے جواب دیا تو صدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”میں نے عقبی وے بھی کھول دیا ہے“ عمران نے کہا تو کرٹل فریدی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اسی لمحے ڈولفن طیارہ کچھ دری عمارت کے اوپر معلق رہا پھر ایک جھٹکے سے عقبی طرف بڑھ گیا تو عمران نے باہر نکلنے کا اشارہ کیا اور اس کے ساتھ ہی دونوں پارٹیاں نکل کر دوڑتی ہوئیں ٹاؤر کی طرف بڑھتی چلی گئیں۔ ٹاؤر عمارت سے کچھ فاصلے پر تھا اور انہیں خطرہ تھا کہ ڈولفن طیارہ کسی بھی لمحے واپس آ سکتا ہے اس لئے وہ سب اپنی پوری رفتار سے دوڑ رہے تھے اور پھر جیسے ہی وہ سب ٹاؤر کے نیچے بنے ہوئے اسلوچن خانے میں داخل ہوئے طیارہ فرنٹ سائیڈ پر آ گیا۔ عمران اور کرٹل فریدی وہیں رک گئے تھے اور پھر طیارے نے عمارت پر ریز فائر گ شروع کر دی۔ اس نے جگہ بدلت کر پوری عمارت پر پاٹھ فائر کے اور پھر عقبی طرف کو گیا تو تمام لوگ ایک بار پھر ٹاؤر سے نکل کر عمارت کی طرف دوڑ پڑے۔ جیسے وہ عمارت میں داخل ہوئے ڈولفن طیارے نے فرنٹ سائیڈ پر ریز فائر گ شروع کر دی۔ خاص طور پر ٹاؤر پر بھی فائر گ کی گئی اور اس کے طیارہ واپس چلا گیا۔

”اب ہمیں دوبارہ ٹاؤر میں جانا ہو گا کیونکہ کہیں نہ کہیں سے عمارت کی دوبارہ چینگ ہونی ہے اور اس پہلی چینگ کی وجہ سے خصوصاً ڈولفن طیارہ سامنے آیا ہے“ عمران نے کہا۔

”اس کے ساتھ ساتھ یہاں کوئی نہ کوئی فورس آئے گی۔ چاہے ہیلی کا پڑوں پر آئے یا میزائل اڈے سے یکورٹی والے آئیں۔“ کرٹل فریدی نے کہا اور ایک بار پھر وہ عمارت سے نکل کر ٹاؤر کی طرف دوڑ نے لگے۔

”عجیب عذاب میں پھنس گئے ہیں۔ پار بار چوہوں کی طرح ہمیں دوڑایا جا رہا ہے“ تنوری کی پھنکارتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”چوہوں کا کام دوڑ نا ہوتا ہے۔ چاہے ہیلی کے خوف سے دوڑیں یا پھر ڈولفن طیارے کے خوف سے“ عمران نے دوڑتے ہوئے کہا۔

”تم نے یہ ہیلی کا اشارہ کس کے لئے دیا ہے“ کرٹل فریدی نے بھی دوڑتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

”تنوری سمجھتا ہے کہ اس کے لئے ہیلی کون ہے۔ ایک ہی گھر کی میں بے چارہ ہم کر خاموش ہو جاتا ہے“ عمران نے جواب دیا۔

”بکواس مت کرو۔ یہ سب تمہاری وجہ سے ہو رہا ہے ورنہ اس طیارے کو آسانی سے نشانہ بنایا جا سکتا تھا“، تنویر نے کہا لیکن اس سے پہلے کہ کوئی جواب دیتے وہ سب ٹاور کے نیچے موجود اسلخ خانے میں داخل ہو گئے۔ ڈوفن طیارہ اب انکی نظر وہ سے غائب ہو چکا تھا۔ چند لمحوں تک لبے لبے سانس لینے کے بعد عمران اسلخ خانے کے دروازے پر کھڑا ہو گیا۔ اسکی نظریں اس طرف بھی ہوئی تھیں جس طرف سے طیارہ آیا تھا۔

”تم نے حفاظتی انتظامات کی مشینری تباہ کر دی تھی یا نہیں۔“ کرٹل فریدی نے پوچھا۔

”ہاں کر دی تھی۔ اب باہر یا آسمان پر کوئی حفاظتی انتظامات موجود نہیں ہیں“، عمران نے جواب دیا۔

”تو پھر اب ہمیں یہاں سے لکھنا ہو گا کیونکہ انہیں تو اس وقت تک معلوم نہیں ہو سکتا جب تک وہ اس عمارت میں داخل نہ ہوں اور جب تک انہیں صورت حال معلوم نہ ہو وہ کسی صورت بھی یہاں آدمی نہیں بھیج سکتے“، کرٹل فریدی نے کہا۔

”لیکن مسئلہ تو ایک غوط خوری کے لباس کا ہے۔ اس کے بغیر ہم سمندر میں کیسے آگے بڑھ سکتے ہیں“، عمران نے جواب دیا۔

”تمہاری وہ بوٹ پہلے جزیرے پر کہاں موجود ہے“، کرٹل فریدی نے پوچھا تو عمران چونک پڑا۔

”آپ اسے یہاں لانا چاہتے ہیں یا وہیں سے آگے لے جانا چاہتے ہیں“، عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں مناظر کو بھیج کر اسے یہاں منتکولیتا ہوں۔ اس میں بہر حال ڈاکٹر عبداللہ تولازما جائیں گے۔ باقی جتنے افراد بھی جاسکیں انہیں لے جاتے ہیں جبکہ باقی ساتھی یہاں رہیں گے۔ پھر ان کے لئے لائق بھجوادی جائے گی۔ میں ڈاکٹر عبداللہ کو ہر صورت میں فوراً کسی محفوظ مقام پر پہنچانا چاہتا ہوں“، کرٹل فریدی نے انہیاں سمجھیدہ الجھے میں کہا۔

”میں مناظر کے ساتھ صدر کو بھیج دیتا ہوں۔ اسے جگہ معلوم ہے اور وہاں ہمارے اپنے غوط خوری کے لباس بھی موجود ہیں۔ لیکن اصل مسئلہ یہ ہے کہ اس بوٹ میں بھی بغیر غوط خوری کے لباس کے سمندر کی سطح کے نیچے سفر نہیں کیا جا سکتا“، عمران نے کہا۔

”اوہ۔ پھر تو واقعی مسئلہ بن گیا“، کرٹل فریدی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”ایسے حالات میں کرٹل صاحب آپ کی بات درست ہے۔ ڈاکٹر عبداللہ کو فوری طور پر محفوظ جگہ پہنچانا ضروری ہے۔ ابھی حکومت ایکریمیا تک اس ساری کارروائی کی اطلاع پہنچ جائے گی اور پھر ان کی پوری فوج یہاں پہنچ جائے گی۔ آپ اپنے ساتھیوں ڈاکٹر عبداللہ اور میرے ساتھیوں کو لے جائیں۔ میں یہاں رہوں گا اور بہر حال میں یہاں سے نکلنے کا کوئی نہ کوئی راستہ نکال لوں گا“، عمران نے کہا۔

”نہیں۔ ایسا ممکن نہیں ہے۔ میں تمہیں ان حالات میں چھوڑ کر تمہاری جان خطرے میں نہیں ڈال سکتا۔ میں یہاں رہوں گا تم سب کو لے جاؤ۔ چلو جدی کرو۔ وقت بے حد قیمتی ہے“، کرٹل فریدی نے کہا۔

”کرٹل صاحب۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ مشن آپ نے مکمل کیا ہے۔ ہم تو صرف یکورٹی ایریے تک محمد و در ہے ہیں۔ اصل کام آپ نے کیا ہے۔ دوسری بات یہ کہ ڈاکٹر عبداللہ صاحب کی حفاظت آپ کی ذمہ داری ہے۔ آپ انہیں محفوظ جگہ پر پہنچا سکتے ہیں۔ میں تو بہر حال انہیں پاکیشیا ہی لے جاسکتا ہوں اور وہاں ان کا اس انداز میں جانا تھیک نہیں ہے ورنہ سارے یہودی اور ایکریمیں ایجنت پاکیشیا کا رخ کر لیں گے جبکہ آپ انہیں ایسی جگہ پہنچا سکتے ہیں جس کا علم دوسروں کو نہ ہو سکے گا“، عمران نے کہا۔

”یہ تمہاری اعلیٰ ظرفی ہے۔ لیکن تم یہاں اکیلے کیا کرو گے“، کرٹل فریدی نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا کیونکہ جو دلائل عمران نے دیئے تھے وہ واقعی وزن رکھتے تھے۔

”آپ میری فکر چھوڑیں۔ مجھے جیسے کئی مرید مرشد کوں جائیں گے لیکن آپ جیسا مرشد نہیں ملے گا“، عمران نے کہا تو کرٹل فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔

”اوکے تم بہر حال باقی ساتھیوں کی نسبت اپنی حفاظت زیادہ اچھے انداز میں کر سکتے ہو“، کرٹل فریدی نے کہا اور واپس مڑ گیا۔



کتاب گھر کی پیشکش



<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

کرٹل نارگ اپنے آفس میں موجود تھا کہ فون کی گھنٹی نج اٹھی اور کرٹل نارگ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔
”لیں۔ کرٹل نارگ بول رہا ہوں“، کرٹل نارگ نے کہا۔

”بورگ بول رہا ہوں جناب۔ پی تھری کے ٹاور سے۔“ دوسری طرف سے بورگ کی آواز ناگی دی کی پیشکش

”اوہ تم۔ مجھے تمہارے نمبر کا علم نہیں تھا ورنہ میں تمہیں اطلاع دے دیتا کہ تمہاری دی گئی اطلاع کی وجہ سے میں نے ساری کارروائی کرادی ہے۔ دشمن ایجنٹوں کو جلا کر رکھ دیا گیا ہے۔“ کرٹل نارگ نے کہا۔

”جناب میں ڈلفن طیارے کو چیک کرتا رہا ہوں لیکن وہاں چینگ کیسے ہوگی؟“ بورگ نے کہا۔

”پہلے میں نے سوچا تھا کہ اسی سپاٹ سے ہیلی کا پڑوں پر کمانڈوز آئیں اور چیک کر لیں لیکن پھر میں نے انہیں خود ہی روک دیا ہے کیونکہ جزیروں کے گرد انتہائی سخت حفاظتی انتظامات ہیں جو ابھی تک موجود ہیں اور جن کی وجہ سے ہیلی کا پڑ تو فضا میں ہی جل کر راکھ ہو جائیں گے۔ البتہ میں نے خصوصی کنٹرولنگ مشین کی مدد سے تمام چینگ کر لی ہے۔ اس عمارت کے اندر موجود تمام افراد کی لاشیں را کھبنچی ہیں،“ کرٹل نارگ نے کہا۔

”اوے سر۔ تو اب ہم کس کے تخت کام کریں گے کیونکہ پہلے کرٹل برائک ہلاک ہوئے اور پھر جیجز،“ بورگ نے کہا۔

”فی الحال تو تم ان کے انچارج ہو۔ لیکن جب جزاً را پن ہو گے تو میں جو رپورٹ ڈیپنس سیکرٹری کو دوں گا اس سے مجھے یقین ہے کہ تمہیں یہاں کا مستقل چیف سیکورٹی آفیسر بنادیا جائے گا،“ کرٹل نارگ نے جواب دیا۔

”تھینک یوسر“ دوسری طرف سے انتہائی مسرت بھرے لبجے میں کہا گیا۔

”اپنا فون نمبر بتاؤ تاکہ اگر کسی وقت ضرورت ہو تو تم سے رابطہ کیا جاسکے،“ کرٹل نارگ نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔

”اوے سر۔“ کرٹل نارگ نے کہا اور رسیور کھدیا۔ ابھی اسے رسیور کے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ فون کی گھنٹی ایک بار پھر نج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

”لیں“ کرٹل نارگ نے کہا کیونکہ گھنٹی کی مخصوص آواز ہتھی ہی تھی کہ فون سیکرٹری کی طرف کاں کی گئی ہے۔

”ڈیپنس سیکرٹری صاحب سے بات کیجئے“ دوسری طرف سے سیکرٹری کی آواز ناگی دی۔

”لیں سر۔ میں کرٹل نارگ بول رہا ہوں۔ ایس ایس اے دن کا سیکورٹی چیف“ کرٹل نارگ نے انہیاں مودبانہ لبجے میں کہا۔

”کرٹل نارگ۔ وہاں جزیروں پر کیا ہو رہا ہے۔ مجھے ابھی ابھی ایک رکمانڈر کی طرف سے اطلاع دی گئی ہے کہ آپ نے ایک رپورٹ سے خصوصی طور پر ڈلفن طیارے کو کاں کر کے پیٹو کے سیکورٹی ایریے کی عمارت اور پورے جزیرے پر خصوصی طور پر ریز فائز کرائی ہیں،“ ڈیپنس سیکرٹری نے تیز لبجے میں کہا۔

”لیں سر۔ دشمن ایجنٹوں نے اس عمارت پر قبضہ کر لیا تھا اور وہاں کے سیکورٹی چیف کرٹل برائک آپریشن روم انچارج جیمز اور باقی تمام سیکورٹی کے افراد کو بھی انہیوں نے ہلاک کر دیا تھا اور مجھے پی تھری کے واقع ٹاور کے انچارج بورگ نے یہ ساری تفصیل بتائی اور اس نے بتایا کہ لیبارٹری کا وہ راستہ بھی اندر سے کھلا ہوا تھا جو سیکورٹی ایریے کے عقبی طرف کھلتا ہے اور وہاں سے چار افراد باہر آئے جن پر بورگ نے بے ہوش

کتاب گھر کی پیشکش

کتاب گھر کی پیشکش

کر دینے والی ریز فائر کر کے انہیں بے ہوش کر دیا جبکہ اس سے پہلے بورگ نے عقبی ایریئے میں اچانک نمودار ہونے والے چار مردوں اور ایک عورت کو اسی طرح بے ہوش کر دیا تھا۔ پھر اس نے اطلاع دی تو جیز نے عقبی طرف سے انہیں انہوا یا اور سیکورٹی ایریئے کے بلیک روم میں لے گئے لیکن وہاں انہیں ہلاک کرنے کی بجائے وہ خود ان کے ہاتھوں ہلاک ہو گیا۔ چونکہ ایس ایس اے ون کو کسی صورت کھولانہ جا سکتا تھا اس لئے میں نے ڈوفن طیارہ طلب کیا اور اس طرح سیکورٹی ایریئے میں موجود تمام افراد کو ریز سے جلا کر راکھ کر دیا گیا۔ چونکہ دو ماہ کے لئے جزاً رکاو پن نہیں کیا جا سکتا تھا اس لئے میں خاموش ہو گیا،“ کریل نارگ نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ دشمن ایجنت وہاں پہنچ گئے اور لیبارٹری سے چار افراد باہر نکلے۔ سیکورٹی کے تمام افراد ہلاک ہو گئے۔ یہ کیا کہہ رہے ہو تم،“ ڈینفس سیکرٹری نے حلقت کے ہلچل چھپتے ہوئے کہا۔

”لیں سر۔ میں درست کہہ رہا ہوں۔ میں نے خصوصی مشینری کے ذریعے یہاں اٹھے کے اندر سیکورٹی ایریئے کو چیک کیا ہے۔ وہاں موجود تمام افراد جل کر راکھ ہو چکے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں نے تمام جزیرے کو بھی چیک کر لیا ہے۔ سب دشمن ایجنت ہلاک ہو چکے ہیں،“ کریل نارگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیبارٹری کا کیا ہوا اور ڈاکٹر عبد اللہ کہا شے ہے،“ ڈینفس سیکرٹری نے تیز لمحے میں کہا۔

”یہ تو مجھے معلوم نہیں ہے کیونکہ میں ایس ایس اے ون دو ماہ کے لئے اوپن نہیں کر سکتا،“ کریل نارگ نے کہا۔

”تواب میرا دوسرا حکم سنو۔ اپنے سیکورٹی کے افراد کو وہاں بھجواؤ اور وہاں کی تفصیلی روپورٹ مجھے دو اور سنو۔ وہاں ہمارے ایکریمین سائنس وانوں کے ساتھ ساتھ ایک مسلمان سائنسدان ڈاکٹر عبد اللہ کو بھجوایا گیا تھا۔ یہ دشمن ایجنت اس ڈاکٹر عبد اللہ کو حاصل کرنے کے لئے وہاں پہنچ ہوں گے۔ اس ڈاکٹر عبد اللہ کا کیا ہوا مجھے تفصیلی روپورٹ دو۔ میں نصف گھنٹے بعد دوبارہ کال کروں گا۔“ چیف سیکرٹری نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کریل نارگ نے کریل دبایا اور پھر خود ہی نمبر پر لیں کرنے شروع کر دیئے۔

”بورگ بول رہا ہوں،“ دوسری طرف سے بورگ کی آواز سنائی دی۔

”کریل نارگ بول رہا ہوں،“ کریل نارگ نے کہا۔

”لیں سر۔ کوئی خاص بات سر،“ دوسری طرف سے موڈبانہ لمحے میں کہا گیا۔

”ڈینفس سیکرٹری صاحب کی کال آئی ہے۔ انہوں نے لیبارٹری کی اندر ورنی روپورٹ طلب کی ہے۔ میں ایس ایس ون کو اوپن کر کے اپنے آدمی وہاں بھیج رہا ہوں۔ تمہیں اس لئے کال کیا ہے کہ کہیں تم انہیں بھی دشمن ایجنت مجھے کربے ہوش نہ کر دو۔“ کریل نارگ نے کہا۔

”ٹھیک ہے سر۔ آپ نے اچھا کیا کہ مجھے بتا دیا۔ اب ایسا نہیں ہو گا،“ دوسری طرف سے کہا گیا تو کریل نارگ نے او کے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔ پھر اس نے انٹر کام کا رسیور اٹھایا اور یکے بعد دیگرے تین نمبر پر لیں کر دیئے۔

”لیں سر،“ دوسری طرف سے اس کے سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

”سیکورٹی انچارج انھوںی سے بات کراؤ،“ کریل نارگ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی نج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”لیں،“ کریل نارگ بول رہا ہوں۔

”کیپن انھوںی بول رہا ہوں سر،“ دوسری طرف سے ایک موڈبانہ آواز سنائی دی۔

”کیپن انھوںی۔ اپنے ساتھ چار مسلح آدمی لے کر لیبارٹری میں جاؤ اور وہاں مکمل چینگ کر کے مجھے فوری روپورٹ دو،“ کریل نارگ نے کہا۔

”لیبارٹری میں۔ مگر جناب وہ تو بند ہے“ کیپن انھوئی نے حیرت بھرے لبھے میں کہا تو کرٹل نارگ نے اسے منظر طور پر ساری تفصیل بتا دی۔

کتاب گھر کی پیشکش

”اوہ اچھا جناب“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”وہاں تم نے ایک ایشیائی سائنس دان ڈاکٹر عبداللہ کو خصوصی طور پر چیک کرنا ہے۔ گیٹ کھولو“ کرٹل نارگ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

پھر تقریباً میں منٹ کے بعد کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک فوجی یونیفارم میں ملبوس کیپن اندر داخل ہوا اور اس نے باقاعدہ فوجی انداز میں سیلوٹ کیا۔ اس کا چہرہ متوجہ سا ہوا تھا۔

کتاب گھر کی پیشکش

”کیا پورٹ ہے“ کرٹل نارگ نے پوچھا۔

”سر۔ پوری لیبارٹری میں لاشیں بکھری پڑی ہیں۔ لیکن یہ تمام لاشیں ایکریمین اور یورپی افراد کی ہیں۔ کسی ایشیائی آدمی کی لاش وہاں نہیں ہے اور لیبارٹری کی تمام مشینوں کو فائرنگ کر کے مکمل طور پر تباہ کر دیا گیا ہے“ کیپن انھوئی نے تیز تیز بولتے ہوئے کہا۔

”ہونہ۔ تھیک ہے۔ میرا پہلے ہی بھی خیال تھا تم جاؤ“ کرٹل نارگ نے کہا تو کیپن انھوئی نے ایک بار پھر سیلوٹ کیا اور واپس چلا گیا۔ اسی لمحے میز پر پڑتے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرٹل نارگ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

”لیں“ کرٹل نارگ نے کہا۔

”ڈنیفس سیکرٹری صاحب سے بات کریں جناب“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو سر۔ میں کرٹل نارگ بول رہا ہوں سر“ کرٹل نارگ نے موڈبانہ لبھے میں کہا۔

کتاب گھر کی پیشکش

”کیا پورٹ ہے لیبارٹری اور ڈاکٹر عبداللہ کے بارے میں“ ڈنیفس سیکرٹری نے پوچھا۔

”جناب۔ لیبارٹری کے تمام سائنس دانوں اور ٹکنیشنز اور دیگر تمام افراد کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور وہاں موجود تمام مشینی بھی بتاہ کر دی گئی ہے۔ وہاں ہر طرف مشینوں کے ٹکڑے اور لاشیں بکھری ہوئی ہیں۔ البتہ کسی ایشیائی کی کوئی لاش وہاں موجود نہیں ہے“ کرٹل نارگ نے موڈبانہ لبھے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

کتاب گھر کی پیشکش

”اس کا مطلب ہے کہ وہ لوگ ڈاکٹر عبداللہ کو ساتھ لے گئے ہیں“ ڈنیفس سیکرٹری نے کہا۔

”نہیں جناب۔ وہ لوگ اسے لیبارٹری سے تو لے گئے لیکن پھر سیکورٹی ایریئے میں وہ سب جل کر راکھ ہو گئے“ کرٹل نارگ نے کہا۔

”کیے معلوم ہوا ہے یہ“ ڈنیفس سیکرٹری نے کہا۔

”جناب۔ پہلے میں نے چیک کیا تو وہاں زندہ افراد بھی موجود تھے لاشیں بھی تھیں اور بے ہوش افراد بھی۔ پھر ڈلفن طیارے کی ریز فائرنگ کے بعد میں نے چیک کیا تو وہاں موجود تمام افراد را کھی میں تبدیل ہو چکے تھے اس لئے وہ لوگ باہر ہی نہیں نکل سکے۔ میں نے جناب بعد میں پورے سیکورٹی ایریئے اور پورے جزریے کی چینگنگ کرالی ہے“ کرٹل نارگ نے کہا۔

کتاب گھر کی پیشکش

”ایسا ممکن ہی نہیں کرٹل نارگ۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس اور کرٹل فریدی دونوں دنیا کے خطرناک ترین لوگ ہیں۔ تم دیکھو کہ ہماری بے

پناہ کو ششوں اور انہائی سخت ترین حفاظتی اقدامات کے باوجود وہ لوگ لیبارٹری میں داخل ہونے اور وہاں سب کچھ ختم کر کے سائنس دان کو ساتھ لے جانے میں کامیاب ہو گئے۔ ایسے لوگ اتنی آسانی سے نہیں مرا کرتے“ ڈنیفس سیکرٹری نے کہا۔

کتاب گھر کی پیشکش

”سر۔ میں نے خود ان ایشیائیوں کی جلی ہوئی لاشیں دیکھی ہیں سر“ کرٹل نارگ نے کہا۔

”سیا واقعی“ ڈنیفس سیکرٹری نے چونک کر کہا۔

”لیں سر۔ میں درست کہہ رہا ہوں“ کرٹل نارگ اپنی بات پر اڑا ہوا تھا۔

”اوہ۔ اگر واقعی ایسا ہے تو پھر یہ تمہارا سب سے بڑا کارنامہ ہے اور پھر اب تو عالم اسلام زیر بلاشرٹ نہ بنائے گا اور ایکر یہ میا جو آلہ تیار کر رہا ہے وہ سب سے زیادہ ایڈوانس سمجھا جائے گا“، ڈیپنس سیکرٹری نے کہا۔

”میں پوری ذمہ داری سے بات کر رہا ہوں سر“ کرٹل ٹارگ نے کہا۔

”کیا سیکورٹی ایریئے میں موجود لاشیں پہچانی جا رہی ہیں۔“ ڈیپنس سیکرٹری نے کہا۔
<http://www.kitaabghar.com>
 ”لیں سر“ کرٹل ٹارگ نے کہا۔

”اوکے۔ میں چیف سیکرٹری صاحب کو پورٹ کرتا ہوں۔ پھر جیسے وہ حکم دیں ویسے ہی ہوگا“ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو کرٹل ٹارگ نے ایک بار پھر سیور رکھا اور انٹر کام کے ذریعے اس نے کیپشن انھوں کو کال کر لیا۔

”لیں سر“ کیپشن انھوں۔ آؤٹ وے کھول کر باہر جاؤ اور سیکورٹی ایریئے میں داخل ہو کر وہاں چیک کرو کہ دشمن ایجنٹوں کی لاشوں کی لاشوں کی صورت حال ہے۔ یہ سب ایشیائی ہیں اور پھر مجھے وہیں سے فون پر پورٹ دو،“ کرٹل ٹارگ نے کہا۔

”لیں سر“ کیپشن انھوں نے کہا اور سیلوٹ کر کے مڑا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔ پھر تقریباً بیس منٹ بعد فون کی گھنٹی بجھنٹی بجھنٹی تو کرٹل ٹارگ نے ہاتھ بڑھا کر سیور رکھا۔
<http://www.kitaabghar.com>

”لیں۔ کرٹل ٹارگ بول رہا ہوں“ کرٹل ٹارگ نے کہا۔
<http://www.kitaabghar.com>

”کیپشن انھوں بول رہا ہوں سر“ کیپشن انھوں نے ایک بار پھر متوجہ لجھے میں کہا۔

”کیا پورٹ ہے“ کرٹل ٹارگ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

”سر۔ یہاں کسی ایشیائی کی کوئی جملی ہوئی لاش نہیں ہے۔ تمام راکھ شدہ لاشیں سیکورٹی کے افراد کی ہیں اور یہاں کی تمام حفاظتی اقدامات کی مشینری کو فائز گنگ کر کے مکمل طور پر تباہ کر دیا گیا ہے“ کیپشن انھوں نے کہا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ ایشیائی ایجنٹوں کی لاشیں نہیں ہیں وہاں کیا مطلب۔ وہ تو اندر تھے جب وہاں ریز فائز کی گئی“ کرٹل ٹارگ نے حلق کے بل چینختے ہوئے کہا۔

”سر۔ میں درست کہہ رہا ہوں اور سر میں نے فرنٹ سائیڈ پر جا کر بھی چینگ کی ہے۔ وہاں بھی کسی ایشیائی کی لاش موجود نہیں ہے اور سر سیکورٹی ایریئے کا عقیل اور فرنٹ وے بھی کھلا ہوا ہے“ کیپشن انھوں نے کہا۔

”ویری بیڈ۔ سنو۔ تم ایسا کرو کہ سیکورٹی ایریئے میں موجود لاشوں کی راکھ کو بکھیر دوتاکہ وہ پہچانی نہ جاسکیں اور فرنٹ وے کو اندر سے بند کر دو اور پھر واپسی پر عقبی وے کو بھی باہر سے بند کر دینا۔ سمجھ گئے ہو“ کرٹل ٹارگ نے کہا۔

”لیں سر۔ حکم کی تعییل ہو گی سر“ دوسری طرف سے کہا گیا۔

”جلدی کرو“ کرٹل ٹارگ نے کہا اور سیور رکھ دیا۔

”یوگ تو واقعی انتہائی خطرناک ہیں۔ لیکن یہ کیسے بچ کر نکل گئے۔ بہر حال اب کیا کیا جا سکتا ہے۔ اب تو یہی کہنا پڑے گا کہ وہ ہلاک ہو گئے ہیں“ کرٹل ٹارگ نے بڑھاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اس انداز میں کاندھے اچکائے جیسے اس بات پر اڑے رہنے کا اس نے جتنی فیصلہ کر لیا ہو۔
<http://www.kitaabghar.com>

کتاب گھر کی پیشکش

☆☆☆

<http://www.kitaabghar.com>

کتاب گھر کی پیشکش

<http://www.kitaabghar.com>

کتاب گھر کی پیشکش



کتاب گھر کی پیشکش

<http://www.kitaabghar.com><http://www.kitaabghar.com>

”سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ میں کہتا ہوں کہ کم از کم میں تو تمہیں چھوڑ کر نہیں جا سکتا۔ میرا حتیٰ اور آخری فیصلہ ہے۔“ تنویر نے غصیلے لمحے میں کہا۔

”ارے۔ کتاب میں خود کہہ رہا ہوں تو تمہیں کیا اعتراض ہے۔ ڈاکٹر عبداللہ صاحب کو حقیقی جلدی ممکن ہو سکے یہاں سے نکالا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”میں یہاں رہوں گا۔ تم ان کے ساتھ چلے جاؤ۔ تمہاری زندگی پورے عالم اسلام کے لئے قیمتی ہے۔ میرا کیا ہے۔ میری کیا حیثیت ہے؟“ تنویر اپنی بات پر اڑا ہوا تھا۔

”تم واقعی خوش قسمت ہو عمران۔ تمہارے ساتھی واقعی تم پر اپنی جانیں بھی قربان کرنے کے لئے تیار ہیں،“ کریل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ کیپشن حمید کو یہاں چھوڑ دیا جائے۔ کیوں کیپشن حمید“ عمران نے مسکراتے ہوئے کیپشن حمید سے کہا۔

”اگر کریل صاحب کہیں تو میں یہاں رہوں گا ورنہ نہیں۔“ کیپشن حمید نے کہا۔

”چھوڑ ان باتوں کو۔ ہم نے فوری فیصلہ کرنا ہے۔ ایک ایک لمحہ قیمتی ہے،“ کریل فریدی نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

”آپ ڈاکٹر عبداللہ کو یہاں چھوڑیں اور مناظر کو بھی۔ مناظر کا غوطہ خوری کا لباس صدر کو پہننا دیں۔ صدر آپ کی رہنمائی اس کھاڑی تک کرے گا جہاں وہ خصوصی بوٹ اور غوطہ خوری کے لباس موجود ہیں۔ آپ انہیں لے کر واپس آجائیں۔ پھر فیصلہ ہو جائے گا،“ عمران نے کہا تو کریل فریدی نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر کریل فریدی کیپشن حمید اور صدر غوطہ خوری کے لباس پہن کر سمندر میں غائب ہو گئے تو عمران اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھ گیا۔

”ہم میں سے ایک کو تو بہر حال رہنا ہو گا ورنہ ہم سب ہی مارے جاسکتے ہیں اور خاص طور پر ڈاکٹر عبداللہ والامش بھی ناکام ہو سکتا ہے اس لئے تم سب چلے جاؤ۔ میں خود ہی کوئی نہ کوئی بندوبست کرلوں گا،“ عمران نے سنجیدہ لمحے میں کہا۔

”نہیں۔ تنویر ٹھیک کہہ رہا ہے۔ تمہیں اگر مشن کی زیادہ فکر ہے تو پھر تم ساتھ چلے جاؤ۔ میں یہاں رہوں گی،“ جولیا نے کہا اور پھر باری باری سب نے ہی یہاں رہنے کی آفر کر دی۔

”حیرت ہے عمران صاحب۔ آپ اپنے ساتھیوں میں اس قدر مقبول ہیں۔ میں تو سوچ بھی نہ سکتا تھا،“ ڈاکٹر عبداللہ نے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

”ڈاکٹر صاحب۔ آپ کو معلوم ہی نہیں کہ عمران صاحب عالم اسلام کے لئے کتنا بڑا سرمایہ ہیں۔ آپ تو ہماری باتوں پر حیرت کا اظہار کر رہے ہیں۔ اس پر تو پوری دنیا کے کروڑوں مسلمان اپنی جانیں قربان کرنے کے لئے تیار ہو جائیں گے،“ تنویر نے کہا۔

”اوہ اچھا۔ کریل صاحب بھی اس لئے ان کی بے حد تعریف کر رہے تھے۔“ ڈاکٹر عبداللہ نے مرعوب ہوتے ہوئے کہا تو عمران بے

اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

”ڈاکٹر صاحب۔ تنویر میرے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ ہے بے شک آپ اس سے ہی پوچھ لیں،“ عمران نے شرارت بھرے لمحے میں کہا۔

”کیا مطلب۔ رکاوٹ سے کیا مطلب؟“ وہ تو ”ڈاکٹر عبد اللہ نے انتہائی حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

”تم نے اگر اس رکاوٹ کو کراس کرنے کی کوشش کی تو میں تمہیں ایک لمحے میں گولی مار دوں گا۔ سمجھئے“ تنویر نے یکخت آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

”سن لیا ڈاکٹر صاحب آپ کی نے“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ”ڈاکٹر عبد اللہ کا چہرہ دیکھنے والا ہو گیا جبکہ عمران کے باقی ساتھی بے اختیار ہنس پڑے اور پھر جب کیپشن ٹکلیل نے انہیں جو لیا ہے تنویر اور عمران کی کہانی کے بارے میں بتایا تو ”ڈاکٹر عبد اللہ بھی بے اختیار ہنس پڑے۔

”آپ سب واقعی بے حد دلچسپ ہیں۔ مجھے فخر ہے کہ میری آپ لوگوں سے ملاقات ہو گئی ہے“ ڈاکٹر عبد اللہ نے کہا اور پھر کچھ دیر تک اسی انداز میں باتیں ہوتی رہیں۔

”عمران صاحب۔ موڑ لائج آرتی ہے“ اچانک کیپشن ٹکلیل کی آواز سنائی دی۔ وہ اس دوران ماؤر کے اوپر چلا گیا تھا اور اس نے وہیں سے آوازوں کے کہا تھا۔

”موڑ لائج۔ کیا مطلب“ عمران نے اچھلتے ہوئے کہا اور نہ صرف عمران بلکہ باقی ساتھی بھی کیپشن ٹکلیل کی بات سن کر بے اختیار اچھل پڑے تھے اور پھر عمران تیزی سے سیرھیاں چڑھتا ہوا اوپر پہنچ گیا۔

”کہاں ہے لائج“ عمران نے کہا تو کیپشن ٹکلیل نے اشارہ کر دیا جہاں دور مندر میں ایک وصبہ سادھاہی دے رہا تھا۔

”یہ موڑ لائج ہے۔ تمہیں کیسے معلوم ہو گیا۔ ابھی تو یہ وصبہ سادھاہی دے رہا ہے“ عمران نے حیرت بھرے لمحے میں کہا۔

”میری آدھی عمر تو مندر میں ہی گزری ہے عمران صاحب“۔ کیپشن ٹکلیل نے کہا تو عمران نے بے اختیار اثبات میں سر ہلا دیا۔

”ہا۔ یہ واقعی موڑ لائج ہے۔ لیکن یہ کون لوگ ہو سکتے ہیں“ عمران نے بڑا بڑا تھے ہوئے کہا۔

”میرا خیال ہے کہ یہ کرٹل فریدی اور اس کے ساتھی ہوں گے کیونکہ ان کے علاوہ کسی کو معلوم نہیں ہے کہ ہم نے سیکورٹی ایریئے کی تمام مشینری تباہ کر دی ہے“ کیپشن ٹکلیل نے جواب دیا۔

”اوہ ہا۔ واقعی۔ لیکن موڑ لائج ان کے ہاتھ کہاں سے لگ گئی اور پہلے جزیرے کے ٹاور سے بھی تو اسے چیک کر لیا گیا ہو گا۔“

عمران نے کہا۔

”آپ کی بات درست ہے عمران صاحب“ کیپشن ٹکلیل نے بھی اس بار سنجیدہ لمحے میں کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ واقعی یہ کرٹل فریدی اور اس کے ساتھی ہیں۔ آؤ نیچے“ عمران نے کہا اور پھر وہ تیزی سے نیچے اترنے لگا۔ کیپشن ٹکلیل نے بھی اس کی پیروی کی اور پھر تھوڑی دیر بعد لائج کنارے پر آگئی تو کرٹل فریدی، صفردار کیپشن حمید نیچے اتر آئے۔

”یہ لائج کہاں سے مل گئی کرٹل صاحب“ عمران نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

”جب اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو جائے تو اساب خود بخود بن جاتے ہیں۔ ہم وہاں پہنچ تو کھاڑی سے پہلے یہ لائج ہمیں ایک دوسرا کھاڑی میں موجود نظر آگئی۔ یہ لائج ایم جسی میں استعمال کے لئے ہے اور اس میں ہر طرح کی ریز سسٹم سے تحفظ کے آلات بھی نصب ہیں۔ اس

طرح یہ مسئلہ تحلیل ہو گیا کہ کون آدمی پیچھے رہے گا۔ مجھے چونکہ ناور کی طرف سے چینگ کا خطرہ تھا اس لئے کیپن حمید کو لائچ پر چھوڑ کر میں اور صدر جزیرے پر اس طرف سے اوپر پہنچ جہاں سے ناور قریب ہی تھا۔ میرے ذہن میں پہلے سے یہ بات موجود تھی کہ ان کے پاس ایسے آلات ہیں کہ وہ جزیرے پر ہونے والی معمولی سی معمولی حرکت کو بھی چیک کر سکتے ہیں اس لئے ہم ناور کے عقبی طرف سے اوپر گئے کیونکہ ان کی تمام توجہ لامحالہ سامنے کی طرف ہی ہو سکتی ہے اور پھر وہی ہوا۔ ہم ان کے سر پر پہنچ گئے لیکن ان کو پہنچ چل سکا۔ ان کی واقعی تمام توجہ سامنے کی طرف تھی۔ وہاں چار افراد تھے۔ دو نیچے کھڑے تھے۔ ان دونوں کا پہلے خاتمہ کر کے اوپر والے دونوں افراد کو بھی ختم کر دیا گیا۔ کرنل فریدی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ویری گذ۔ اس بار تو تمام مسائل مرشد کی توجہ خاص سے حل ہوتے جا رہے ہیں۔ وہ کیا کہتے ہیں کہ نگاہ مردِ مولن سے تقدیریں بھی بدلتی ہیں؟“ عمران نے کہا تو سب بے اختیار بھل پڑے۔

کتاب گھر کی پیشکش

☆☆☆☆☆
ختم شد

<http://www.kitaabghar.com>

کتاب گھر کی پیشکش

<http://www.kitaabghar.com>

کتاب گھر کی پیشکش

لحف

کتاب گھر کی پیشکش

عصمت چغتائی اردو زبان میں افسانہ نگاری کے حوالے سے ایک بڑا اور معتر نام ہے۔ منشوکی طرح عصمت کا قلم بھی معاشرے کے حساس موضوعات کی نشاندہی کرتا رہا اور اس پر بھی اکثر اوقات فخش نگاری کا الزام لگتا رہا۔ لیکن اسکے باوجود عصمت چغتائی کے افسانے اور ناول اردو ادب کا لازمی جزو ہیں۔ **لحف** عصمت کے 11 بہترین منتخب افسانوں کے مجموعہ کا نام ہے، اس میں جوانی، لحاف، پہلی لڑکی، باندی، ایک شوہر کی خاطر، نیا ذہن، تل، عورت، خریدار، بہو پیشیاں اور **ڈائیٹ** افسانے شامل ہیں۔ افسانوں کا یہ مجموعہ بہت جلد کتاب گھر پر پیش کیا جائے گا، جسے افسانے سیشن میں پڑھا جاسکے گا۔

فاصلوں کا زہر

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

ظاہر جاوید مغل کا خوبصورت ناول۔ محبت جیسے لازوال جذبے کا بیان۔ دیار غیر میں رہنے والوں کا اپنے دلیں اور وطن سے تعلق اور اٹوٹ رشتہوں پر مشتمل ایک خوبصورت تحریر۔ ان لوگوں کا احوال جو کہیں بھی جائیں، اپنا وطن اور اپنا اصل ہمیشہ یاد رکھتے ہیں۔ ناول **فاصلوں کا زہر** بہت جلد کتاب گھر پر پیش کیا جائے گا، جسے رومانی معاشرتی ناول سیشن میں پڑھا جاسکے گا۔

<http://www.kitaabghar.com>

<http://www.kitaabghar.com>

مظہر کلیم (ایم۔ اے) کا تعارف

مظہر کلیم (اصل نام مظہر نواز خان) کا شمار پاکستان کے چند ایک مشہور و معروف مصنفین میں ہوتا ہے۔ اردو فلشن میں انہیں ابن صفی کے بعد سب سے زیادہ پریاری ملی۔ مظہر کلیم ہشت پہلو شخصیت کے مالک ہیں اور ایک کامیاب وکیل (سینٹر واکس پریزیڈنٹ آف ملتان بار کونسل)، فلشن (افسانوی ادب) مصنف اور ریڈیو کے سرائیکی ناکشوں "جمہوری آواز" (عوام کی آواز) کے میزبان بھی ہیں۔

اگرچہ مظہر کلیم نے بچوں کے لیے چھوٹی کہانیاں بھی لکھی ہیں لیکن عمران سیریز انگلی پہچان بنا۔ اب تک وہ 400 سے زائد عمران سیریز ناول لکھے ہیں اور یہ سلسلہ ہنوز جاری ہے۔ عمران سیریز میں انہوں نے کئی نئے کردار متعارف کروائے اور جاسوسی ناولوں کو ایک نئی جہت دی۔ کئی ناول بہت ہی اچھوتے موضوع اور انداز میں لکھے، جن میں ماورائی جرام (مثالی دنیا اور جناتی دنیا) اور معاشری جرام (کائفی قیامت) مثال کے طور پر نام لیے جاسکتے ہیں۔

مظہر کلیم کے (عمران سیریز) ناولوں کا خاصہ، ان میں نت نئے سائنسی ہتھیاروں اور جدید شیکنا لوگی کا استعمال ہے۔ اس سے مظہر کلیم نئی نسل میں سائنسی تعلیم کا شوق اور حصول کا احساس اجرا گرنا چاہتے ہیں، جس میں وہ بہت کامیاب بھی رہے ہیں۔

بچوں کے لیے بھی مظہر کلیم نے بہت کچھ لکھا، اور ٹارازن، عمر و عیار کے استعمال کے ساتھ ساتھ کئی نئے دلچسپ کردار تخلیق کیے جن میں چلوسک ملوسک، چھن چھننگلو، آنگلو بانگلو شامل ہیں۔ بچوں کی یہ کہانیاں صرف کہانیاں ہی نہیں بلکہ اخلاق سبق سکھاتی ہوئی تعلیم بھی ہے۔ چھن چھننگلو کی مقبولیت دیکھتے ہوئے کئی ایک دوسرے مصنفین نے بھی یہ نام استعمال کیا۔

ادارہ کتاب گھر